بانی ومہتمم :مفتی محمد رضا قادری نقشبندی مصباحی خلیفہ حضور شیخ العالم وسربراہ اعلیٰ علما کونسل نیپال بفیض روحانی : مجمع الفضائل والبرکات،مظہر کمالات امام ربانی حضور شیخ العالم مولانا شاہ احمد رضا نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ قیادت :قائد ملت نیپال حضرت مولاناالحاج سید غلام حسین مظہری مرکزی صدر علما کونسل نیپال

Reg.No: 5310 -2082/2083

ہفت روزہ
# نیپال اردو ٹائمز

Weekly
The NEPAL URDU TIMES

eSewa

جلد نمبر ۱
VOL:(1)

چیف ایڈیٹر: عبدالجبار علیمی نظامی
weeklynepalurdutimes@gamil.com

12 صفحات

21/ مئی 2026 مطابق 03/ ذی الحجہ 1447ھ / 07 گتے جیٹھ 2083

شمارہ نمبر ۹۰
ISSUE (90)

## نیپال–بھارت تعلقات میں سفارتی کشیدگی۔

نیپال اردو ٹائمز
محمد رضوان احمد مصباحی

کاٹھمنڈو/ نیپال کی نئی حکومت کی بدلی ہوئی سفارتی پالیسی نے نیپال اور بھارت کے تعلقات میں غیر یقینی صورتحال پیدا کر دی ہے۔ وزیر اعظم بالیندر شاہ کی قیادت میں قائم حکومت نے سفارتی پروٹوکول میں سختی، بھارتی سفیر سے ملاقات سے انکار، سرحدی کسٹم قوانین پر سختی اور لپولیک تنازع پر سخت موقف اختیار کر کے نئی دہلی کو غیر معمولی پیغام دیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق وزیر اعظم شاہ نے حکومت بننے کے ڈیڑھ ماہ بعد تک بھارتی سفیر سے ملاقات نہیں کی، جبکہ امریکی خصوصی ایلچی سے بھی ملنے سے انکار کر دیا۔ حکومت نے بھارت سے آنے والے سامان پر کسٹم قوانین سختی سے نافذ کیے، جس کے باعث سرحدی علاقوں میں روزمرہ زندگی متاثر ہوئی۔ اس کے علاوہ نیپال نے لپولیک کے متنازع علاقے سے بھارت اور چین کی جانب سے شروع کی گئی کیلاش مانسرور یاترا پر بھی شدید اعتراض کرتے ہوئے دونوں ممالک کو سفارتی نوٹ بھیجا۔ سفارتی ماہرین کے مطابق یہ اقدامات اس بات کا اشارہ ہیں کہ نئی حکومت روایتی خارجہ پالیسی سے ہٹ کر چلنا چاہتی ہے، تاہم یہ ابھی واضح نہیں کہ یہ ایک منظم اور طویل مدتی پالیسی ہے یا نئی قیادت کی سیاسی ناپختگی۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ماضی میں نیپالی وزرائے اعظم اقتدار سنبھالتے ہی غیر ملکی سفیروں سے ملاقات کرتے تھے، لیکن شاہ حکومت نے اس روایت کو توڑ دیا۔ وزیر اعظم نے نہ صرف بھارتی سفیر بلکہ دیگر ممالک کے سفارتکاروں سے بھی براہ راست ملاقاتوں میں دلچسپی نہیں دکھائی۔ دوسری جانب بعض تجزیہ کاروں کا ماننا ہے کہ نیپال کو اپنی قومی خود مختاری اور سفارتی وقار کے تحفظ کے لیے پروٹوکول پر زور دینا چاہیے، جبکہ کچھ ماہرین کے مطابق ضرورت سے زیادہ سخت مؤقف دونوں ممالک کے تعلقات کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ بھارت اور نیپال کے درمیان حالیہ کشیدگی کی ایک بڑی وجہ سرحدی تنازع بھی ہے۔ نیپال نے لپولیک، لمپیادھورا اور کالا پانی کو اپنا علاقہ قرار دیتے ہوئے بھارت اور چین کی سرگرمیوں پر اعتراض کیا ہے۔ بھارت نے نیپال کے دعوے کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ مسائل کا حل صرف سفارتی مذاکرات سے ممکن ہے۔ ادھر بھارتی وزارت خارجہ کے حکام کا کہنا ہے کہ نیپال کے ساتھ تعلقات تاریخی، ثقافتی اور اقتصادی بنیادوں پر قائم ہیں اور دونوں ممالک کو تحمل اور بات چیت کے ذریعے اختلافات دور کرنے چاہییں۔ ماہرین کے مطابق نیپال کی معیشت اب بھی بڑی حد تک بھارت پر منحصر ہے۔ نیپال کی ۶۳ فیصد سے زیادہ غیر ملکی تجارت بھارت سے ہوتی ہے، جبکہ ایندھن، کھاد اور دیگر ضروری اشیاء کی فراہمی بھی بڑی حد تک بھارت کے ذریعے ہوتی ہے۔ سیاسی مبصرین کا کہنا ہے کہ اگر دونوں ممالک نے بروقت سفارتی رابطے بحال نہ کیے تو بداعتمادی میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے۔ اسی تناظر میں نیپال کے وزیر خارجہ ششیر کھنال جلد نئی دہلی کے دورے پر جا سکتے ہیں، جہاں بھارتی وزیر خارجہ ایس جے شنکر سے ملاقات متوقع ہے۔ تجزیہ کاروں کے مطابق آنے والے دنوں میں بھارتی خارجہ سیکریٹری کے ممکنہ دورۂ کٹھمنڈو اور وزیر اعظم شاہ کی جانب سے ان سے ملاقات یا عدم ملاقات ہی یہ طے کرے گی کہ نیپال اور بھارت کے تعلقات کس سمت میں آگے بڑھیں گے

## امریکہ کے سان ڈیاگو کی مسجد میں فائرنگ، ۵ افراد جاں بحق

واشنگٹن:( ایجنسیاں)امریکہ میں مسجد کے اندر فائرنگ کے واقعہ میں پانچ افراد ہلاک ہو گئے ہیں جن میں فائرنگ کرنے والے دو نوجوان بھی شامل ہیں۔ میڈیا کے مطابق واقعہ ریاست کیلیفورنیا کے شہر سان ڈیاگو کے ایک اسلامک سنٹر (مسجد) میں پیر کو اس وقت پیش آیا جب دو مسلح نوجوان مسجد کے اندر گھس گئے اور سکیورٹی گارڈ کو گولی مار دی جبکہ اندر موجود افراد پر فائرنگ کی جس کے نتیجے میں دو مزید افراد ہلاک ہوئے۔ پولیس کے پہنچنے پر معلوم ہوا کہ حملہ آور نوجوان بھی گولی لگنے سے ہلاک ہو گئے ہیں اور بظاہر یہ لگ رہا ہے کہ انہوں نے خود کو شوٹ کیا۔ سان ڈیاگو میکسیکو کی سرحد کے قریب واقع ہے اور پولیس نے جائزے کے بعد مقام کو محفوظ قرار دیا ہے۔ سان ڈیاگو پولیس کے سربراہ سکاٹ واہل کا کہنا ہے واقعہ کی ہیٹ کرائم کے طور پر تحقیقات کی جا رہی ہیں۔ کہلو کین میں مسجد کا سکیورٹی گارڈ بھی شامل ہے۔ یہ اسلامک سنٹر سان ڈیاگو کی سب سے بڑی مسجد ہے اور اس کے اندر الرشید اسکول بھی موجود ہے جہاں پانچ سال اور اس سے زیادہ عمر کے بچوں کو عربی زبان، اسلامی علوم اور قرآن کورسز آفر کرتا ہے۔ سکاٹ واہل کے مطابق 'تمام بچے محفوظ ہیں۔ مسجد کے ڈائریکٹر امام طلحہ حسن نے عبادت کے مقام کو نشانہ بنانے کو شرمناک قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اس خوبصورت شہر میں تمام عبادت گاہوں کی ہمیشہ حفاظت ہونی چاہیے۔ کونسل آن امریکن اسلامک ریلیشنز نے فائرنگ کے واقعے کی مذمت کی ہے۔ اس کے ایگزیکٹیو ڈائریکٹر تزئین نظام نے ایک بیان میں کہا ہے کہ 'عبادت میں شرکت یا ایلیمنٹری سکول میں پڑھائی کے وقت کسی کو بھی اپنی سلامتی سے متعلق خوف نہیں ہونا چاہیے۔' ایک سکیورٹی ذریعے نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر ایجنسی کو بتایا کہ دونوں مشتبہ ملزمان ہلاک ہو چکے ہیں، تاہم ابھی تک ان کی ہلاکت کے طریقے یا اس کارروائی کے حالات کے بارے میں مزید تفصیلات ظاہر نہیں کی گئیں۔ امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایک "خوفناک معاملہ" ہے۔ سان ڈیاگو کے پولیس چیف سکاٹ وول نے کہا کہ مقامی وقت کے مطابق دوپہر ۱۲ بجے سے کچھ دیر پہلے ہونے والی فائرنگ کے بعد، مسجد کے احاطے سے منسلک ڈے کیئر اسکول میں موجود تمام بچوں کے مقامات اور ان کی حفاظت کی تصدیق کر لی گئی ہے۔ یہ مسجد سان ڈیاگو کاؤنٹی کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ وول نے مزید کہا کہ واقعہ کی تحقیقات میں مدد کیلئے وفاقی تحقیقاتی ادارے (ایف بی آئی) کو طلب کر لیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکام اسے ایک 'نفرت انگیز جرم' قرار دے رہے ہیں۔

## جھاپا نے انتظامی شعبے میں لگائی بڑی چھلانگ۔

نیپال اردو ٹائمز
محمد رضوان احمد مصباحی

وراٹ نگر/ نیپال کے صوبہ کوشی کے ضلع جھاپا نے سرکاری و انتظامی شعبے میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ لوک سیوا آیوگ کی جانب سے اس سال جاری کردہ نتائج کے مطابق جھاپا سے ایک ہی سال میں تین افراد سہسچیو (جوائنٹ سیکریٹری) اور تین افراد اپسچیو (ڈپٹی سیکریٹری) کے عہدوں کے لیے سفارش کیے گئے ہیں، جسے ضلع کے لیے ایک بڑی کامیابی قرار دیا جا رہا ہے۔ راجپتر انکت فرسٹ کلاس (سہسچیو) سطح کے امتحان میں داخلی مقابلے کے تحت بھدرپور کے ڈاکٹر دیجن بھٹرائی پہلی پوزیشن پر کامیاب ہوئے ہیں۔ اسی طرح کھلے مقابلے میں گوری گنج جھاپا کے وجے کمار شرما بھی پہلی ہی ترجیحی نمبر پر منتخب ہوئے۔ کمل گاؤں پالیکا کے تیرتھ راج رائے بھی انتظامی خدمت کے سہ سچیو عہدے کے لیے سفارش شدہ افراد میں شامل ہیں۔ ادھر اپسچیو سطح پر، وزارتِ خارجہ کی کھلی مسابقتی آزمائش میں بھدرپور کی گنگا سنداس پہلی پوزیشن کے ساتھ کامیاب ہوئی ہیں۔ اسی طرح جھاپا کے ہی کھگیندر بردیوا کو راجسوا (محاصل) گروپ جبکہ ارجن دھارا کے پروت گری کو انتظامی گروپ میں اپسچیو کے عہدے کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ گنگا سنداس اور کھگیندر بردیوا آپس میں قریبی رشتہ دار بھی ہیں۔ مقامی حلقوں میں ان کامیابیوں کو جھاپا ضلع کے تعلیمی و انتظامی شعور کی علامت قرار دیا جا رہا ہے۔ ماہرین کے مطابق اس طرح کی کامیابیاں نوجوان نسل کو سرکاری خدمات کی طرف مزید راغب کریں گی۔

## ایوان نمائندگان کا اجلاس متاثر، اپوزیشن کا وزیر اعظم سے استعفیٰ کا مطالبہ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
کاٹھمانڈو

وزیر خزانہ کو پالیسیوں پر بحث شروع کرنے کی اجازت ملتے ہی اپوزیشن نے کارروائی روک دی۔ اپوزیشن جماعتوں نے وزیر اعظم بلیندر شاہ کے استعفے کا مطالبہ کرتے ہوئے بدھ کے روز ایوان نمائندگان کے اجلاس میں شدید خلل ڈالا۔ وزیر خزانہ سورنم واگلے کو حکومت کی پالیسیوں اور پروگراموں پر بحث شروع کرنے کی اجازت ملتے ہی اراکین نے احتجاج شروع کر دیا۔ بدھ کو ایوان نمائندگان کے اجلاس میں اس وقت ہنگامہ آرائی شروع ہوئی جب وزیر اعظم شاہ نے وزیر خزانہ سورنم واگلے کو 'حکومت کی پالیسیوں اور پروگراموں پر بحث شروع کرنے' کی تجویز پیش کرنے کی اجازت دی۔ اس پر اپوزیشن کے اراکین پارلیمنٹ نے فوری طور پر اپنی نشستوں سے اٹھ کر احتجاج شروع کر دیا اور نعرے بازی کی۔ اپوزیشن کا مؤقف ہے کہ وزیر اعظم شاہ کی موجودگی کے بغیر حکومت کی پالیسیوں اور پروگراموں پر کسی قسم کی بحث بے معنی ہے۔ انہوں نے وزیر اعظم پر الزام لگایا کہ وہ پارلیمنٹ کو سنجیدہ نہیں لے رہے اور عوامی نمائندوں کے سوالات کا جواب دینے سے گریز کر رہے ہیں۔ اسپیکر ڈول پرساد آریال نے بار اراکین سے اپنی نشستوں پر بیٹھنے اور کارروائی آگے بڑھانے کی اپیل کی، لیکن اپوزیشن اراکین نے احتجاج جاری رکھا۔ صورتحال قابو میں نہ آنے پر ایوان کی کارروائی متاثر رہی۔ دریں اثنا، شرم سنسکرت پارٹی نے احتجاجاً اجلاس سے واک آؤٹ کر دیا۔ پارٹی رہنماؤں نے کہا کہ وزیر اعظم شاہ کی موجودگی کے بغیر پالیسیوں اور پروگراموں پر بات چیت ممکن نہیں، کیونکہ وہی حکومت کے سربراہ ہیں اور انہیں ہی جوابدہ ہونا چاہیے۔ اپوزیشن جماعتوں نے اعلان کیا ہے کہ جب تک وزیر اعظم استعفیٰ نہیں دیتے یا ایوان میں حاضر ہو کر جواب نہیں دیتے، وہ پارلیمنٹ کی کارروائی معمول پر نہیں آنے دیں گی

## جین زی گروپ نے آئینی ترمیم پر حکومتی بحث مسترد کر دی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
کاٹھمانڈو

اعلیٰ سطحی مشاورتی کمیشن بنے، مظاہرین کے خلاف مقدمات واپس ہوں، جین زی تحریک کے نمائندوں نے آئینی ترامیم پر بات چیت کے لیے وزیر اعظم وزرا کی کونسل کے دفتر کے دعوت نامے کو مسترد کر دیا ہے۔ کارکنوں کا کہنا ہے کہ ۲۴ نومبر ۲۰۰۵ کے ۱۰ نکاتی معاہدے پر عمل درآمد اور مظاہرین کے خلاف مقدمات کی واپسی تک مذاکرات کا کوئی جواز نہیں۔ جمعہ کو جاری مشترکہ بیان میں ۲۵ کارکنوں نے کہا کہ وہ نیپال کے آئین میں وقت کے مطابق ترمیم کے حامی ہیں، لیکن ریاست کو ماضی کی تحریکوں اور معاہدوں کے لیے ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ کارکنوں نے اعتراض اٹھایا کہ ۲۴ نومبر ۲۰۰۵ کو حکومت کے ساتھ طے پانے والے ۱۰ نکاتی معاہدے پر عمل درآمد کی صورتحال ابھی تک واضح نہیں ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ 'اسٹینڈنگ' سسٹم پر انحصار کرنے کے بجائے آئین میں ترمیم کے لیے ایک اعلیٰ سطحی مشاورتی کمیشن بنایا جائے۔ ان کے مطابق کمیشن میں تحریک کے آزاد ماہرین، نوجوانوں اور اسٹیک ہولڈرز کو شامل کیا جائے۔ ترمیمی عمل مقامی، صوبائی اور وفاقی سطح پر وسیع بحث اور مشاورت کے بعد ہی آگے بڑھایا جائے۔ بیان میں کہا گیا کہ 'ہم حکومت کو تجاویز دینے کے لیے تیار ہیں، لیکن اس کے لیے شفاف اور جامع عمل یقینی بنانا ہوگا۔ جب تک ۲۴ نومبر کے معاہدے پر مکمل عمل درآمد نہیں ہوتا اور مظاہرین کے خلاف مقدمات واپس نہیں لیے جاتے، مذاکرات کا کوئی جواز نہیں ہے۔' مشترکہ بیان پر امریتا وان، امیت کھنال 'ارج'، ارنو چودھری، ارون سنگھ نیپالی، آیوش بریال، اپرجون چاملنگ، کمل ماگر، تنوجا پانڈے، پربھات لو، پراجول وکرم رانا، پیا وانگو لاما، ماجد انصاری، مونیکا چودھری، یاشاودھ، اونکا راجہ بام، رجن رانا ماگر، رخسانہ کپالی، لکشمی گھمیرے، وفلوی نیوپانے، سرسما تھاپا، سنکن رائے، سدیپ سیتھلا گائیتلے اور گریکا چھن نے دستخط کیے۔

## اعلان برائے کالم نگار

عید قرباں کے سلسلے میں ادارہ میں ایک ہفتے کی تعطیل رہے گی جس کی وجہ سے آئندہ جمعرات کو شمارہ مؤخر کیا جاتا ہے ہمارے معزز قلمکار اور نامہ نگار اپنے مضامین ارسال کر دیں البتہ ہم آئندہ شمارے میں اس کو شامل اشاعت کریں گے ان شاءاللہ

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

ہفت روزہ
نیپال اردو ٹائمز
Weekly The
NEPAL URDU TIMES
Reg.No: 5310 -2082/2083 - www.nepalurdutimes.com

# عالمی خبریں

21/ مئی 2026 مطابق 03/ ذی الحجہ 1447ھ / 07 گتے جیٹھ 2083

## یورپ میں امریکی افواج کی کمی سے پولینڈ متاثر ہوگا: پینٹاگون

واشنگٹن،۱۶مئی (ہ س)۔پینٹاگون نے منگل کے روز کہا ہے کہ یورپ میں امریکی افواج میں مجوزہ کمی کا اثر نیٹو رکن ملک پولینڈ پر بھی پڑے گا، تاہم یہ اثر عارضی نوعیت کا ہوگا۔بیان کے مطابق امریکہ یورپ میں موجود چار جنگی بریگیڈز کی تعداد کم کر کے تین کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور فوجی سطح کو ۲۰۲۱ کی سطح تک واپس لایا جائے گا۔ یہ بات پینٹاگون کے ترجمان شان بارنل نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم "ایکس" پر بیان کی۔بارنل نے کہا کہ اس فیصلے کے باعث پولینڈ میں امریکی افواج کی تعیناتی مو—ۂخر ہو جائے گی، جو امریکہ کا ایک اہم اتحادی ملک ہے۔تاہم انہوں نے اس حوالے سے کوئی تفصیلی ٹائم لائن نہیں دی۔رپورٹس کے مطابق اس تعیناتی کے حوالے سے پہلے بھی ابہام پایا جاتا رہا ہے۔وال اسٹریٹ جرنل نے گزشتہ ہفتے ایک پینٹاگون عہدیدار کے حوالے سے بتایا تھا کہ امریکہ ۴ہزار فوجیوں پر مشتمل ایک جنگی بریگیڈ کی تعیناتی روک دے گا، جو پولینڈ میں نوماہ کی طے شدہ مشن کے لیے بھیجے جانے تھے۔

پولینڈ کے وزیر دفاع ولادیسلاف کوسینیاک کامیش نے کہا ہے کہ ان کے امریکی ہم منصب نے یقین دہانی کرائی ہے کہ پولینڈ کی سلامتی سے متعلق امریکی عزم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔اسی طرح امریکی نائب صدر جے ڈی وینس نے اسے معمول کی فوجی گردش میں تاخیر قرار دیا ہے، تاہم پینٹاگون کا کہنا ہے کہ اس تعیناتی کا وسیع جائزہ لیا جارہا ہے۔

پینٹاگون نے مزید کہا کہ وہ پولینڈ کے ساتھ قریبی رابطے میں ہے اور مزید تفصیلات بعد میں جاری کی جائیں گی۔ترجمان نے یہ بھی کہا کہ پولینڈ نے اپنی دفاعی صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے اور نیٹو کے دیگر ممالک کو بھی اسی طرز پر عمل کرنا چاہیے

## روس نے اپنی ایٹمی افواج کی جنگی تیاریوں کا معیار بلند کیا

ماسکو:(ایجنسیاں)روسی وزارت دفاع نے اعلان کیا ہے کہ ۱۹ سے ۲۱ مئی تک جاری رہنے والی روسی ایٹمی افواج کی مشقوں میں، جنگی فارمیشنز اور فوجی یونٹوں کو انتہائی اعلیٰ جنگی تیاری کی حالت میں ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال کے لیے عملی اقدامات شامل کیے گئے ہیں۔وزارت کی جانب سے بدھ کے روز جاری ہونے والے بیان میں کہا گیا ہے ایٹمی افواج کی مشقوں کے فریم ورک کے تحت، جنگی فارمیشنز اور فوجی یونٹوں کو اعلیٰ ترین جنگی تیاری کے معیار پر ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال کے لیے عملی اقدامات کی مشق کی گئی ہے۔وزارت دفاع کا کہنا ہے کہ اس کی افواج نے الیگزینڈر-ایم کے متحرک لانچنگ سسٹم کو ایٹمی وار ہیڈز فراہم کیے اور انہیں لوڈ کیا۔مزید یہ کہ ان افواج نے ایٹمی ہتھیاروں کی اس بڑی مشق کے حصے کے طور پر، بغیر کسی سراغ کے انہیں لانچنگ پوزیشنز تک منتقل کرنے کی مشق کی ہے۔سرکاری میڈیا کی طرف سے جاری کردہ وزارت کے بیان میں مزید کہا گیا ہے کہ مشقوں میں شریک ایٹمی افواج نے ایٹمی ہتھیاروں کے لانچ کی تیاری میں اپنی جنگی تیاریوں کے معیار کو اعلیٰ ترین سطح تک پہنچا دیا ہے

## امریکہ نے ایران پر شکنجہ کسا، غیر ملکی کرنسی کمپنی اور ۱۹ جہازوں پر پابندیاں عائد کیں

واشنگٹن:(ایجنسیاں) امریکہ نے ایران پر اقتصادی دباو بڑھاتے ہوئے نئی پابندیوں کا اعلان کیا ہے۔ تازہ کارروائی میں ایک غیر ملکی کرنسی ایکسچینج کمپنی، اس سے منسلک کاروباری نیٹ ورک اور کئی جہازوں کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ امریکی انتظامیہ کا الزام ہے کہ ایران ان ذرائع کا استعمال بین الاقوامی مالیاتی اور تیل کے کاروبار کو جاری رکھنے کے لیے کر رہا تھا۔امریکی وزارتِ خزانہ کے مطابق "امین ایکسچینج" نامی کمپنی ایرانی بینکوں کے لیے بین الاقوامی سطح پر فنڈز کی منتقلی اور غیر ملکی کرنسی کے لین دین میں مدد کر رہی تھی۔واشنگٹن کا دعویٰ ہے کہ یہ نیٹ ورک متحدہ عرب امارات، ترکیہ اور ہانگ کانگ سمیت کئی ممالک تک پھیلا ہوا تھا اور پابندیوں سے بچنے کے لیے پیچیدہ کاروباری ڈھانچے کا استعمال کر رہا تھا۔ امریکہ کا کہنا ہے کہ اس نیٹ ورک کے ذریعے ایرانی اداروں کو عالمی مالیاتی نظام تک رسائی فراہم کی جارہی تھی۔ امریکی حکام کے مطابق، اس قسم کی سرگرمیاں ایران کے خلاف پہلے سے نافذ اقتصادی پابندیوں کو کمزور کرتی ہیں۔

اسی کارروائی کے تحت امریکہ نے ۱۹ جہازوں کو بھی پابندیوں کی فہرست میں شامل کیا ہے۔امریکی انتظامیہ کا الزام ہے کہ ان جہازوں کا استعمال ایرانی تیل اور پیٹرو کیمیکل مصنوعات کی برآمدات میں کیا جا رہا تھا۔ واشنگٹن کے مطابق، ان جہازوں کے ذریعے مختلف ممالک تک توانائی کی مصنوعات پہنچائی جا رہی تھیں، جس سے ایران کو اقتصادی فائدہ مل رہا تھا

## غزہ فلوٹیلا کو روکنے پر دس ممالک کی اسرائیلی مداخلت کی مذمت

اسلام آباد:(ایجنسیاں) پاکستان اور نو دیگر ممالک نے بین الاقوامی پانیوں میں غزہ جانے والے امدادی فلوٹیلا کو روکنے کیلئے تازہ ترین اسرائیلی مداخلت کی مذمت کی اور زیرِ حراست کارکنان کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا ہے جن میں انسانی ہمدردی کے ایک پاکستانی کارکن بھی شامل ہیں۔ پاکستان، ترکیہ، بنگلہ دیش، برازیل، کولمبیا، انڈونیشیا، اردن، لیبیا، مالدیپ اور سپین کے وزراء خارجہ نے منگل کو مشترکہ بیان جاری کیا جس میں غزہ میں انسانی بحران کی طرف توجہ مبذول کروانے کے شہری اقدام "گلوبل صمود فلوٹیلا" پر اسرائیلی حملوں کی مذمت کی گئی۔اسرائیلی افواج نے قبرص کے قریب فلوٹیلا کو روکا اور درجنوں بین الاقوامی کارکنان کو حراست میں لے لیا جس کے ایک دن بعد یہ بیان سامنے آیا ہے۔ پاکستان کی ایدھی فاؤنڈیشن کے مطابق ان میں پاکستانی کارکن سعد ایدھی بھی شامل ہیں۔ تازہ ترین اسرائیلی کارروائی سے چھاپوں کا یہ انداز نمایاں ہوتا ہے جو بڑھتی ہوئی بین الاقوامی تنقید کا باعث بنا ہے اور نقل و حمل کی آزادی اور غزہ کی بحری ناکہ بندی کی قانونی حیثیت پر نئی بحث شروع ہوگئی ہے۔ مشترکہ بیان میں کہا گیا، وزراء شدید تشویش کے ساتھ بین الاقوامی پانیوں میں سابقہ بحری جہازوں کے خلاف اسرائیلی مداخلتوں کو یاد کرتے ہیں اور شہری جہازوں اور انسانی ہمدردی کے کارکنان کو نشانہ بنانے والی مخاصمانہ کارروائیوں کے تسلسل کی مذمت کرتے ہیں۔ ایسے حملے بشمول جہازوں پر اور کارکنوں کی من مانی حراست بین الاقوامی قانون اور بین الاقوامی انسانی قانون کی صریح خلاف ورزی ہے۔

## یوکرین۔روس کشیدگی میں اضافہ

ماسکو/کیف:(ایجنسیاں) روسی فوج نے منگل کے روز تین روزہ نیوکلیئر مشقوں کا آغاز کیا ہے، جن میں ملک بھر میں ہزاروں فوجی حصہ لے رہے ہیں۔ یہ اقدام ایسے وقت میں کیا گیا ہے، جب کیف نے ڈرون حملوں میں اضافہ کیا ہے اور صدر ولادیمیر پوٹن چین کے دورے کا آغاز کر رہے ہیں۔روسی وزارت دفاع نے اعلان کیا ہے کہ ۱۹ سے ۲۱ مئی تک مسلح

افواج نیوکلیئر قوتوں کی تیاری اور کسی ممکنہ جارحیت کے خطرے کی صورت میں ان کے استعمال کی مشقیں کریں گی۔وزارت کے مطابق ان مشقوں میں ۶۴ ہزار سے زائد اہلکار اور ۷ ہزار ۸۰۰ سے زیادہ فوجی ساز و سامان شامل ہے۔ اس دوران روسی علاقوں کے مختلف تجرباتی مقامات سے بیلسٹک اور کروز میزائلوں کے تجرباتی فائر بھی کیے جائیں گے۔مزید بتایا گیا ہے کہ ان مشقوں کے دوران بیلاروس میں موجود نیوکلیئر ہتھیاروں کے مشترکہ استعمال اور فوجی تعاون سے متعلق امور پر بھی مشقیں اور غور کیا جائے گا۔اس سے قبل یوکرینی صدر ولادیمیر زیلنسکی نے کہا ہے کہ یوکرین کے طویل فاصلے تک مار کرنے والے حملے روس کے تیل کے شعبے اور معیشت کو بڑھتا ہوا نقصان پہنچا رہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ کیف نے روسی سرزمین کے اندر ڈرون حملوں میں اضافہ کیا ہے۔ان کے مطابق حالیہ مہینوں میں روسی تیل کی ریفائننگ میں تقریباً ۱۰ فیصد کمی آئی ہے، جس کے باعث بعض تیل کمپنیوں کو کچھ کنویں بند کرنے پر بھی مجبور ہونا پڑا ہے۔

## ایران کی فوجی سرگرمیوں میں اضافہ، میزائل تنصیبات بحال

نیویارک:(ایجنسیاں) نیویارک ٹائمز نے امریکی حکام کے حوالے سے رپورٹ کیا ہے کہ ایران نے درجنوں میزائل تنصیبات کو دوبارہ فعال کر دیا ہے اور ممکنہ طور پر خطے میں کسی نئے تصادم کی صورت میں استعمال کیلئے مختلف مقامات پر میزائل لانچنگ سسٹمز منتقل کیے ہیں۔امریکی انٹیلیجنس کے مطابق تہران نے آبنائے ہرمز کے ساتھ موجود ۳۳ میں سے ۳۰ میزائل مقامات کی آپریشنل صلاحیت دوبارہ بحال کر لی ہے، جس سے خلیج میں امریکی بحریہ اور بحری نقل و حرکت کیلئے خطرات کے خدشات بڑھ گئے ہیں۔رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہیکہ ایران کے پاس اب بھی موبائل لانچرز کا تقریباً ۷۰ فیصد حصہ موجود ہے، جبکہ اس کا میزائل ذخیرہ بھی تقریباً ۷۰ فیصد تک برقرار ہے، جو جنگ سے پہلے کی سطح کے قریب ہے۔ اس ذخیرے میں بیلسٹک اور کروز میزائل دونوں شامل ہیں۔رپورٹس کے مطابق زیرِ زمین موجود میزائل تنصیبات، جنہیں "میزائل شہر" کہا جاتا ہے، میں سے تقریباً ۹۰ فیصد اب جزوی طور پر قابلِ استعمال ہو چکی ہیں، اگرچہ گزشتہ چند ماہ کے دوران امریکی اور اسرائیلی حملوں نے انہیں نشانہ بنایا تھا۔انٹیلیجنس حکام کے مطابق ایران نے بعض متاثرہ مقامات کے اندر موبائل لانچنگ سسٹمز استعمال کرتے ہوئے میزائلوں کو مختلف اڈوں کے درمیان منتقل کرنے کی صلاحیت برقرار رکھی ہے، جبکہ کچھ میزائل دوبارہ فعال کی گئی تنصیبات سے براہِ راست بھی فائر کیے گئے ہیں۔ایران نے حملوں سے پہلے ہی متعدد لانچرز اور میزائلوں کو فکسڈ تنصیبات سے باہر منتقل کر دیا تھا، تاکہ نقصان کم سے کم ہو اور آپریشنل صلاحیت برقرار رکھی جاسکے۔ یہ تازہ جائزے امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ اور وزیر دفاع پیٹ ہیگستھ کے پہلے بیانات سے متصادم ہیں، جن میں کہا گیا تھا کہ ایران کی عسکری صلاحیت "تباہ" ہو چکی ہے اور وہ کئی برس تک مؤثر کارروائی کے قابل نہیں رہی۔تاہم حالیہ انٹیلیجنس رپورٹس کے مطابق ایران نے مختصر مدت میں اپنے میزائل ڈھانچے کا بڑا حصہ بحال کر لیا ہے، جس میں زیرِ زمین سرنگوں اور محفوظ تنصیبات کا استعمال کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔دوسری جانب امریکی سینٹرل کمانڈ (سینٹکام) کے کمانڈر جنرل براد کوپر نے ایران کی باقی ماندہ صلاحیتوں سے متعلق بعض اعداد و شمار کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ کچھ رپورٹس درست نہیں ہیں۔ یہ معلومات ایسے وقت میں سامنے آئی ہیں، جب امریکہ کی جانب سے یہ انتباہات بڑھ رہے ہیں کہ ایران کے ساتھ موجود نازک جنگ بندی کسی بھی وقت ٹوٹ سکتی ہے، جبکہ خلیج میں دونوں جانب سے عسکری تیاریوں میں اضافہ دیکھا جارہا ہے۔صدر ٹرمپ پہلے ہی ایران پر ایک بڑے حملے کو مؤخر کرنے کا اعلان کر چکے ہیں، تاہم انہوں نے واضح کیا ہے کہ اگر جاری مذاکرات ناکام ہوئے تو امریکی افواج "جامع حملے" کیلئے مکمل طور پر تیار ہیں۔ امریکی ذرائع ابلاغ کے مطابق پینٹاگون میں بھی ممکنہ فوجی کارروائی کی بحالی کیلئے تیاریاں تیز کر دی گئی ہیں، جبکہ دوسری جانب ایران اپنی فضائی دفاعی صلاحیتوں کو مضبوط کرنے اور آبنائے ہرمز کے قریب میزائل نظام کی نقل و حرکت جاری رکھے ہوئے ہے۔ماہرین کے مطابق ایران کی جانب سے میزائل تنصیبات کی بحالی اس کی تیز رفتاری سے دوبارہ منظم ہونے کی صلاحیت کو ظاہر کرتی ہے، اگرچہ اسے حالیہ جنگ میں نقصان اٹھانا پڑا تھا۔اسی وجہ سے خطے میں کشیدگی اور ممکنہ فوجی تصادم کے خطرات بدستور برقرار ہیں

## اسرائیل کا جنوبی لبنان پر حملہ، کم از کم ۱۵ افراد ہلاک، ۱۲ گاؤں کو خالی کرنے کا انتباہ

بیروت: (ایجنسیاں)جنوبی لبنان پر اسرائیل کے تازہ ترین فضائی حملے میں کم از کم ۱۵ افراد ہلاک ہوگئے۔اسرائیل نے جنوبی لبنان کے ۱۲ گاؤں کو فوری طور پر خالی کرنے کا حکم دیا ہے۔ ۱۶ اپریل کو لبنان اور اسرائیل کے درمیان جنگ بندی کے باوجود جنوبی لبنان میں حزب اللہ اور لبنان کے درمیان لڑائی بدستور جاری ہے۔ بعض ذرائع ابلاغ نے غیر مصدقہ ذرائع کا حوالہ دیتے ہوئے مرنے والوں کی تعداد ۱۹ بتائی ہے۔لبنانی اخبار "لورینٹ ٹوڈے" کی ایک رپورٹ کے مطابق، منگل کو ہونے والے خون خرابے کے بعد اسرائیل نے جنوبی لبنان اور وادی بیکا کے ۱۲ گاؤں کو خالی کرنے کا حکم دیا۔اس میں جنوبی علاقے کا ایک اہم گاؤں نبطیہ تحتا بھی شامل ہے۔رپورٹ کے مطابق منگل کے روز اسرائیلی حملے میں کفار سرہ میں چار افراد مارے گئے۔ ان میں دو خواتین بھی شامل ہیں۔ ہلاک ہونے والوں کی شناخت صفیہ بدر الدین، علی نازیہ کامیہ نازیہ کامیہ اور احمد السبلینی کے نام سے ہوئی ہے۔

بتایا گیا ہے کہ دیر کنان النہر میں، اسرائیل نے ٹاؤن ہال کے قریب ایک مکان کو نشانہ بنایا۔ اس حملے میں چار بچوں سمیت سات افراد ہلاک ہوگئے تھے۔ٹاؤن کونسل کے چیئرمین علی قصیر کے مطابق جس گھر کو نشانہ بنایا گیا وہ ایک بڑے خاندان کا تھا۔ ملبے تلے دبے تین افراد کی تلاش کے لیے سرچ آپریشن جاری ہے۔

اس کے علاوہ، حروف (نبطیہ) پر اسرائیلی ڈرون حملے میں کم از کم ایک شخص ہلاک ہوا۔ یہ حملہ میونسپل ہیڈکوارٹر کے قریب ہوا۔ گاؤں کی میونسپل کونسل کے رکن ناصر ناصر کو قتل کر دیا گیا۔ بنت جبیل پر حملے میں ایک شخص بھی مارا گیا۔ ایک اور ڈرون حملے میں ایک موٹر سائیکل سوار ہلاک ہو گیا۔

نبطیہ میں ہونے والے اس حملے میں کم از کم ایک شخص مارا گیا۔اس کے علاوہ دوپہر ۲ بجے اسرائیلی فوجیوں نے کفر حمام اور کفر شوبہ (حسبیا) کے مضافات سے سات افراد کو اغوا کر لیا۔ سول ڈیفنس کے مطابق ان میں سے چار شامی مزدور تھے۔ بعد میں انہیں رہا کر دیا گیا۔ سول ڈیفنس نے بتایا کہ تین شہری ابھی بھی زیر حراست ہیں

## نئی اسلامی تہذیب کی تشکیل کیلئے کوششیں تیز کی جائیں: علی خامنہ ای

تہران:(ایجنسیاں)ایران کے سپریم لیڈر آیت اللہ سید علی خامنہ ای نے ملک کی آبادی میں اضافے کے لیے مؤثر اقدامات کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ عالمی سطح پر ایران کے مقام کا ایک عظیم اور بااثر قوت کے طور پر ابھرنا براہِ راست اس کی آبادی میں اضافے سے جڑا ہوا ہے۔ ایرانی میڈیا کے مطابق قومی یومِ آبادی کے موقع پر جاری اپنے ایک خصوصی پیغام میں سپریم لیڈر نے ملک میں شرحِ پیدائش بڑھانے کی فوری ضرورت پر تفصیلی روشنی ڈالی اور معاشرے میں بچے پیدا کرنے کے رجحان کو فروغ دینے کے لیے تمام تر سرکاری و عوامی کوششیں تیز کرنے کا پرزور مطالبہ کیا۔ آیت اللہ سید علی خامنہ ای نے آبادی کے شعبے میں کام ع کرنے والے عوامی کارکنوں اور ماہرین کے خط کا جواب دیتے ہوئے اسٹریٹجک امور پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے اپنے پیغام میں واضح کیا کہ آبادی میں اضافے کی ضرورت کو بعض اوقات صرف ماضی کی پالیسیوں کی خامیوں اور کوتاہیوں کی تلافی کے طور پر دیکھا جاتا ہے، تاہم اس کا ایک زیادہ اہم اور گہرا اسٹریٹجک پہلو بھی ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے کہا کہ آبادی میں اضافے کی درست، جامع اور یقینی پالیسی پر سختی سے عمل کرتے ہوئے، عظیم ایرانی قوم مستقبل میں عالمی سطح پر بڑے کردار اور اہم اسٹریٹجک کامیابیاں حاصل کرنے کے قابل ہو گی اور ایک نئی اسلامی ایرانی تہذیب کی تشکیل کی جانب اپنے بڑے قدم اٹھا سکے گی۔ انہوں نے تمام سرکاری اداروں اور عوامی و نجی حلقوں کے ساتھ ملاقاتوں اور خط و کتابت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس موضوع کو اسلامی نظام کے سب سے اہم اور بنیادی اسٹریٹجک معاملات میں سے ایک کے طور پر دیکھا جاتا ہے اور اسے ہمیشہ بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ ایرانی سپریم لیڈر نے آبادی کے شعبے میں مخلصانہ کام کرنے والے تمام عوامی کارکنوں کی گراں قدر خدمات کی بھرپور تعریف کی اور انہیں ملک بھر میں اپنی کوششیں مزید تندہی سے جاری رکھنے کی ترغیب دی۔ انہوں نے اپنے پیغام کے آخر میں دہرایا کہ آبادی کے شعبے میں عوامی کارکنوں کی بڑھتی ہوئی کوششیں اور بچوں کی پیدائش کے رجحان کو فروغ دینا ملک و ملت کے روشن مستقبل کے حصول میں نمایاں اثر ڈال سکتا ہے، کیونکہ ایرانی قوم کی حقیقی طاقت اور بقا کا تسلسل براہِ راست آبادی کے بڑھنے سے ہی وابستہ ہے۔

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +9779701714929, +977 9817619786, +9779821442810

# کاٹھمانڈو سے دہلی جا رہا نیپالی شہری ۳۷ پاسپورٹوں کے ساتھ گرفتار

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
کاٹھمانڈو

تریبھون بین الاقوامی ہوائی اڈے پر منگل کی صبح ایک شخص کو ۳۷ پاسپورٹ کے ساتھ گرفتار کیا گیا۔ پولیس سپرنٹنڈنٹ راج کمار سلوال نے بتایا کہ اجیت شریسٹھا جو سراہا میں دھناگڈیمائی میونسپلٹی کا رہائشی ہے، جو آج صبح ۱۱:۴۵ بجے نیپال ایئر لائن کی پرواز کے ذریعے دہلی ہندوستان جانے کی تیاری کر رہا تھا- کو ایئرپورٹ سیکورٹی آفس کی ایک ٹیم نے حراست میں لے لیا۔ وہ رومانیہ کے ویزوں کی سہولت کے بہانے بغیر کسی سرکاری اجازت یا دستاویزات کے ۳۷ پاسپورٹ ہندوستان لے جا رہا تھا۔ اسے مزید تفتیش کے لیے ٹیکو میں کھٹمنڈو کرائم انویسٹی گیشن آفس بھیج دیا گیا ہے

# عوامی ادارے عوام کے سامنے جوابدہ ہوں: صدر پوڈیل

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبد القادر اویسی
کاٹھمانڈو

صدر رام چندر پوڈیل نے کہا ہے کہ عوامی ادارے عوام کے سامنے جوابدہ ہوں۔ انہوں نے زور دیا کہ کسی بھی جمہوری ریاست میں عوامی اداروں کی بقا اور افادیت عوام کے اعتماد پر منحصر ہے۔ صدر رام چندر پوڈیل نے عوامی اداروں میں بڑھتے ہوئے غبن پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اسٹیک ہولڈرز کو مالی نظم وضبط اور شفافیت برقرار رکھنے کی ہدایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ طویل عرصے سے سرکاری اخراجات میں اضافے نے احتساب اور مالیاتی نظم و ضبط کو کمزور کر دیا ہے۔ جمہوریت میں اصل اقتدار عوام کا ہوتا ہے اور تمام سرکاری و عوامی ادارے عوامی ٹیکسوں اور مینڈیٹ سے چلتے ہیں۔ آڈیٹر جنرل کے دفتر کی جانب سے پیش کردہ مالی سال ۲۰۸۱/۸۲ کی سالانہ رپورٹ کا جائزہ لیتے ہوئے صدر پوڈیل نے کہا کہ عوامی عہدیداروں کو بدعنوانی کے خاتمے کو ترجیح دیتے ہوئے اچھی مالیاتی حکمرانی کے لیے زیادہ ذمہ دار اور جوابدہ ہونا چاہیے۔ ان کا کہنا تھا کہ رپورٹ میں اٹھائے گئے مسائل متعلقہ اداروں اور اسٹیک ہولڈرز کو اپنی ذمہ داریوں سے زیادہ آگاہ کریں گے۔ صدر نے آڈیٹر جنرل آفس کے کردار کو اہم قرار دیتے ہوئے تجویز دی کہ ادارے کو اپنی پیشہ ورانہ صلاحیت بڑھانی چاہیے اور اندرونی گڈ گورننس کو یقینی بنانے کے لیے زیادہ فعال ہونا چاہیے۔ صدر پوڈیل نے مزید کہا، صرف بے قاعدہ سرکاری اخراجات کی حوصلہ شکنی اور مالی نظم وضبط سے ہی ملک میں پائیدار امن، گڈ گورننس، ترقی اور خوشحالی کی نوجوان نسل کی خواہشات پوری ہو سکتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اداروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے فیصلے اور اقدامات ذاتی یا سیاسی مفادات کے بجائے عام شہریوں کی فلاح و بہبود کو سامنے رکھ کر کریں۔ جب ادارے جوابدہ ہوں گے تو اختیارات کا ناجائز استعمال اور مالیاتی بے ضابطگیاں کم ہوتی ہیں۔ شہریوں کو یہ جاننے کا پورا حق حاصل ہے کہ سرکاری فنڈز کہاں اور کیسے خرچ ہو رہے ہیں

# نیپال میں آئی ٹی تعلیم میں بڑی تبدیلی کا منصوبہ۔

نیپال اردو ٹائمز
محمد رضوان احمد مصباحی

کاٹھمنڈو (۱۹ مئی ۲۰۲۶): نیپال میں آئی ٹی کے شعبے میں تعلیم اور صنعت کے درمیان بڑھتے ہوئے فرق کو کم کرنے کے لیے ایک نیا بیچلر لیول نصاب تیار کیا جا رہا ہے، جس کا مقصد ایسے ماہرین تیار کرنا ہے جو براہ راست صنعت کی ضروریات کے مطابق ہوں۔ نیپال ایسوسی ایشن فار سافٹ ویئر اینڈ آئی ٹی سروسز کمپنیز (NAS-IT) کی جانب سے تیار کیے جانے والے اس نصاب کو سوئس ایجنسی فار ڈیولپمنٹ اینڈ کوآپریشن (SDC) اور Swisscontact کی تکنیکی و مالی معاونت حاصل ہے۔

(Nas-It) کے مطابق یہ نیپال کی پہلی اعلیٰ تعلیم کی ایسی کوشش ہو سکتی ہے جس میں نصاب سازی کی قیادت براہِ راست آئی ٹی صنعت کر رہی ہے۔ سالانہ ہزاروں طلبہ، مگر مہارت کا فرق برقرار رپورٹ کے مطابق ہر سال تقریباً ۱۰،۰۰۰ آئی ٹی گریجویٹس نیپال کی لیبر مارکیٹ میں داخل ہوتے ہیں، تاہم ان میں سے کئی افراد عملی مہارت اور صنعت کے معیار پر پورا نہیں اتر پاتے، جس کی وجہ سے انہیں اضافی تربیت لینا پڑتی ہے۔ NAS-IT کے صدر گورو پانڈے نے کہا کہ یہی "اسکل گیپ" اس منصوبے کی بنیادی وجہ ہے، اور اب نصاب کو مارکیٹ کی ضروریات کے مطابق تیار کیا جا رہا ہے۔

جدید ٹیکنالوجی پر خصوصی توجہ

قدم اٹھا سکے گی۔ انہوں نے تمام سرکاری اداروں اور عوامی و نجی حلقوں کے ساتھ ملاقاتوں اور خط و کتابت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس موضوع کو اسلامی نظام کے سب سے اہم اور بنیادی اسٹریٹجک معاملات میں سے ایک کے طور پر دیکھا

نئے نصاب میں صرف روایتی کوڈنگ نہیں بلکہ مصنوعی ذہانت (AI)، ڈیٹا سائنس، بلاک چین، کلاؤڈ کمپیوٹنگ، سائبر سیکیورٹی جیسے جدید شعبوں کو شامل کیا جا رہا ہے۔ تعلیم اور صنعت کا مشترکہ ماڈل یہ چار سالہ ڈگری پروگرام نیپال اوپن یونیورسٹی کے اشتراک سے چلایا جائے گا، جس میں طلبہ کو شروع سے ہی عملی تربیت اور انٹرن شپ کا موقع ملے گا تاکہ وہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد براہ راست ملازمت کے قابل ہو سکیں۔ ماہرین کے مطابق یہ اقدام نیپال میں آئی ٹی سیکٹر کو عالمی معیار کے مطابق مضبوط بنانے اور نوجوانوں کے لیے روزگار کے بہتر مواقع پیدا کرنے میں مدد دے گا۔

# راج گڑھ سے عرب تک، چاند محمد حسین کی جدوجہد سے کامیابی تک کا سفر۔

نیپال اردو ٹائمز
محمد رضوان احمد مصباحی

ایک زمانہ تھا کہ راج گڑھ، بارہ دشی، جھاپا، نیپال کی تنگ گلیوں میں جب ایک دبلا پتلا نوجوان بچوں کو ٹیوشن پڑھایا کرتا تھا۔ گاؤں کے لوگ کہا کرتے تھے، "یہ لڑکا کچھ الگ ہے، پڑھائی میں بہت تیز ہے۔" مگر وقت نے اس نوجوان کو گاؤں میں ٹھہرنے نہ دیا۔ ملک میں ماؤسٹ شورش اپنے عروج پر تھی، دیہات کے نوجوانوں کی جن مکتی آرمی میں بھرتی بڑھتی جا رہی تھی۔ خوف، بے یقینی اور عدم تحفظ کے ماحول نے اسے اپنا مستقبل تلاش کرنے پر مجبور کر دیا۔ سن ۲۰۰۵ میں وہ دہلی کے راستے دبئی پہنچا۔ اجنبی زبان، اجنبی ثقافت اور پردیس کی سخت زندگی کے درمیان اس نے ایک عام سیلز مین کی حیثیت سے اپنی جدوجہد کا آغاز کیا۔ یہ نوجوان تھے چاند محمد حسین، جو آج جھاپا کے جنوبی علاقے میں ایک ابھرتی ہوئی کاروباری شخصیت کے طور پر پہچانے جاتے ہیں۔ راج گڑھ جیسے پسماندہ علاقے سے نکل کر سینکڑوں نوجوانوں کو روزگار کا راستہ دکھانے تک کا ان کا سفر محنت، ہمت اور لگن کی ایک شاندار داستان ہے۔ چاند محمد حسین کی پیدائش ۲۰۴۱ شراون ۱۳ کو راج گڑھ میں ہوئی۔ وہ والد اماجو میاں اور والدہ چمنی خاتون کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ پانچ بھائیوں اور چار بہنوں کے درمیان پرورش پانے والے چاند محمد حسین بچپن ہی سے تعلیم کے معاملے میں سنجیدہ تھے۔ ریاضی اور معاشیات ان کے پسندیدہ مضامین تھے۔ انہوں نے ۲۰۵۷ میں دیویا جیوتی اسکول سے ایس ایل سی پاس کیا، اس کے بعد شاردا ہائر سیکنڈری اسکول اور میچی ملٹیپل کیمپس سے بی اے مکمل کیا۔ مگر تعلیم کے ساتھ ساتھ ذمہ داریاں بھی بڑھتی گئیں۔

گھر کی معاشی حالت معمولی تھی، اس لیے انہوں نے ٹیوشن پڑھا کر اپنے اخراجات پورے کرنے شروع کیے۔ اسی دوران ملک میں شورش اور بدامنی کا ماحول گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ گاؤں کی فضا بدل رہی تھی۔ جب انہیں محسوس ہوا کہ یہاں مستقبل محفوظ نہیں، تو انہوں نے پردیس کا راستہ اختیار کیا۔ دبئی پہنچنے کے بعد انہوں نے دنیا کے مشہور لولو گروپ انٹرنیشنل کے تحت لولو ہائپر مارکیٹ میں ایک عام سیلز مین کے طور پر کام شروع کیا۔ اس وقت ان کی ماہانہ تنخواہ تقریباً ۲۵ ہزار نیپالی روپے تھی۔ پردیس کی زندگی آسان نہ تھی، مگر چاند محمد حسین نے ایک چیز کبھی نہیں چھوڑی — اپنے کام کے ساتھ ایمانداری۔ ان کی محنت، نظم وضبط اور انتظامی صلاحیتوں نے جلد ہی کمپنی کو متاثر کیا۔ چند ہی برسوں میں انہوں نے کمپنی کا اعتماد حاصل کر لیا۔ ۲۰۶۸ تک دبئی میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوانے کے بعد کمپنی نے انہیں ترقی دے کر سعودی عرب بھیج دیا، جہاں لولو کے تین ہائپر مارکیٹس کی ذمہ داری ان کے سپرد کی گئی۔ یہ اپنے آپ میں ایک غیر معمولی کامیابی تھی کہ ایک نیپالی نوجوان کو کسی بین الاقوامی کمپنی میں اتنی بڑی ذمہ داری دی گئی۔ انتظام، سیلز، ملازمین کی نگرانی اور مارکیٹ کو وسعت دینے میں انہوں نے نمایاں کامیابیاں حاصل کیں۔ سن ۲۰۱۷ میں وہ اسی کمپنی کے جنرل مینیجر بن گئے اور ان کی ماہانہ آمدنی ۱۰ لاکھ نیپالی روپے سے تجاوز کر گئی۔ اسی دوران انہیں "گولڈن برین ایوارڈ فار کریئیٹو ایکسیلینس" سے بھی نوازا گیا، اور یہ اعزاز حاصل کرنے والے وہ پہلے نیپالی بنے۔ مگر اتنی بڑی کامیابیوں کے باوجود ان کا دل ہمیشہ اپنے گاؤں میں ہی بسا رہا۔ سعودی عرب میں قیام کے دوران انہوں نے ہزاروں نیپالی مزدوروں کی مشکلات کو قریب سے دیکھا۔ کئی لوگ دھوکے سے وہاں پہنچے تھے، بہت سے بیمار تھے، اور کئی کے پاسپورٹ کمپنیوں نے ضبط کر رکھے تھے۔ چاند محمد حسین نے ایسے بے شمار نیپالیوں کی مدد کی۔ انہوں نے سفارت خانے تک رسائی دلائی، ضرورت مندوں کے اخراجات اٹھائے، اور پریشان حال افراد کے لیے روزگار کا انتظام کیا۔ انہوں نے اپنے گاؤں راج گڑھ اور چچکی کے سینکڑوں نوجوانوں کو لولو کمپنی میں مفت ملازمت دلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ بیرون ملک بھیجنے کے نام پر لوٹ مار کے دور میں ان کا یہ کام انسانیت کی ایک روشن مثال بن گیا۔ پردیس میں رہتے ہوئے ہی انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ "اگر اپنے ہی علاقے میں مواقع پیدا کیے جائیں تو نوجوانوں کو پردیس جانے پر مجبور نہیں ہونا پڑے گا۔" اسی سوچ کے ساتھ انہوں نے آخرکار اپنے وطن اور اپنے گاؤں واپس آنے کا فیصلہ کر لیا۔

# بھارت کی جانب سے چینی کی برآمد پر پابندی کے بعد نیپال کی جوس، بسکٹ اور چاکلیٹ کی صنعتیں مشکلات کا شکار۔

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبد القادر اویسی

کاٹھمانڈو: ہندوستان کی جانب سے چینی کی برآمدات پر پابندی کے بعد ملک کے جوس بسکٹ اور چاکلیٹ کی صنعتوں سے وابستہ کاروبار یمشکلات کا شکار ہیں۔ صنعتکاروں نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اس سے بسکٹ، جوس اور چاکلیٹ کی صنعتوں کے لیے بحران پیدا ہو سکتا ہے۔

صنعتکاروں کا کہنا ہے کہ نیپال کی ملکی چینی کی پیداوار مارکیٹ اور صنعتی طلب کو پورا کرنے کے لیے ناکافی ہے اور حکومت کو بروقت متبادل انتظامات کرنے چاہئیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اسٹاک فی الحال دستیاب ہیں، لیکن اگر پابندی جاری رہی تو بحران مزید گہرا ہو سکتا ہے۔ بھارت نے کم پیداوار کا حوالہ دیتے ہوئے چینی کی برآمدات پر پابندی عائد کر دی ہے۔ اس وقت ہندوستانی سرحدی منڈیوں میں چینی کی خوردہ قیمت ۶۵ سے ۷۰ روپے فی کلو ہے جب کہ نیپال کی سرحدی منڈیوں میں یہی قیمت ۹۰ سے ۱۰۰ روپے فی کلو تک پہنچ گئی ہے۔ رواں مالی سال میں اب تک نیپال نے تقریباً ۷۰،۰۰۰ میٹرک ٹن چینی درآمد کی ہے۔ چاکلیٹ اور بسکٹ کی صنعت سے وابستہ ایک تاجر مہیش جاجو کا کہنا ہے کہ اگر بھارت نے ایکسپورٹ پر پابندی جاری رکھی تو اس کے اثرات تقریباً پانچ ماہ میں نظر آئیں گے۔ انہوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ دشین اور تہار جیسے تہواروں تک چینی کی قلت ہو سکتی ہے۔ صنعتکار سگن بوہرا کے مطابق غیر موسمی بارشوں اور منفی موسم کی وجہ سے بھارت میں گنے کی پیداوار میں کمی آئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ چینی کی قلت کی وجہ سے صنعتیں فوری طور پر بند نہیں ہوں گی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ اس کے اثرات محسوس ہوں گے۔ بسکٹ، جوس اور چاکلیٹ کی صنعتوں کو بحران کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ انڈسٹریز کنفیڈریشن کوشی کے صدر پون سردا نے کہا کہ نیپالی پیداوار چند ماہ تک صورتحال کو سنبھال سکتی ہے لیکن اس کے بعد کیا ہو گا یہ کہنا مشکل ہے۔ انہوں نے کہا کہ نیپال اتنی چینی پیدا نہیں کرتا جتنی اسے ضرورت ہے۔ بھارت کی برآمدات پر پابندی کا اثر ضرور پڑے گا۔ کنفیڈریشن آف انڈسٹریز کے صدر پون سردا نے کہا کہ بین الاقوامی مارکیٹ میں نقل و حمل کے اخراجات بڑھ گئے ہیں اور جب تک نیپال حکومت کسٹم ڈیوٹی میں کمی نہیں کرتی، تیسرے ممالک سے چینی کی درآمد مشکل ہو جائے گی۔ صنعتکاروں نے حکومت پر زور دیا کہ بحران مزید بڑھنے سے پہلے تیسرے ممالک سے چینی کی درآمد کو آسان بنانے کے لیے ضروری اقدامات کرے

# نیپال میں داخل رہا ہندوستانی ہو شہری کو ۵۷۰ گرام سونا اور ۲۰ ہزار امریکی ڈالر کے ساتھ گرفتار

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز: احمد رضا ابن عبد القادر اویسی: جھاپا: مسلح پولیس فورس اور کسٹمز آفس کی ایک مشترکہ ٹیم نے نیپال کے مشرقی جھاپا کے میچی نگر میں کانکڑ بھٹا سرحدی علاقے میں ایک ہندوستانی شہری کو ۵۷۰ گرام سونا اور ۲۰ ہزار امریکی ڈالر اور دیگر غیر ملکی کرنسی کے ساتھ گرفتار کیا۔ نیپال کی مسلح پولیس فورس کے مطابق ہندوستان سے سٹی سفاری گاڑی کے ذریعے نیپال جا رہے ۳۹ سالہ پرم پاٹھک کو مخصوص معلومات کی بنیاد پر منگل کی صبح تلاشی کے دوران گرفتار کیا گیا۔ اس کے قبضے سے ۵۷۰ گرام سونا، ۲۰ ہزار امریکی ڈالر اور ۸۵ ہزار ۴۱۰ ہندوستانی روپے برآمد ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی ایک ہندوستانی آدھار کارڈ، دو موبائل فون ایک ہارڈ ڈسک ایک بینک چیک اور سات سم کارڈ بھی برآمد ہوئے ہیں۔ مسلح پولیس کے ترجمان اور مسلح پولیس کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل بشنو پرساد بھٹ نے بتایا کہ گرفتار پاٹھک کو برآمد شدہ اشیا کے ساتھ کانکڑ بھٹا کے میچی کسٹم آفس کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ وہ کس مقصد سے نیپال میں داخل ہو رہا تھا، اس کی فی الحال جانچ کی جا رہی ہے۔

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

# دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ سہلاؤ شریف میں تعزیتی مجلس کا انعقاد

## مرحوم محمد شریف انصاری کے ایصالِ ثواب کے لیے اجتماعی قرآن خوانی و خصوصی دعا

سہلاؤ شریف / باڑمیر (پریس ریلیز)
نیپال اردو ٹائمز
دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ سہلاؤ شریف کی عظیم الشان غریب نواز مسجد میں آج اسمبلی (سلامی) کے بعد ایک پُر اثر تعزیتی مجلس کا انعقاد کیا گیا، جو تقریباً صبح آٹھ بجے سے دس بجے تک جاری رہی۔ یہ مجلس دارالعلوم کے ناظمِ تعلیمات، ادیبِ شہیر حضرت علامہ مولانا محمد شمیم احمد صاحب نوری مصباحی کے نانا جان مرحوم و مغفور جناب محمد شریف صاحب انصاری (جمنہیاں باغ، گورکھناتھ، گورکھپور) کے ایصالِ ثواب کے لیے منعقد کی گئی۔

واضح رہے کہ جناب محمد شریف انصاری صاحب کا گزشتہ روز یعنی ۱۳ مئی کو عصر و مغرب کے درمیان طویل علالت کے بعد قضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا تھا۔ آپ کے انتقال کی خبر جیسے ہی عام ہوئی، ہر چہار جانب غم و افسوس کی لہر دوڑ گئی اور ملک کے مختلف گوشوں سے تعزیتی پیغامات اور دعائیہ کلمات موصول ہونے لگے۔ تعزیت پیش کرنے والوں میں متعدد اکابر علماء، مشائخ عظام، مفتیانِ کرام، ائمہ و خطباء، ادباء، دانشوران اور عوامِ اہلِ سنت شامل ہیں، جنہوں نے مرحوم کے انتقال کو ایک بڑا خسارہ قرار دیتے ہوئے لواحقین سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔

بالخصوص نور العلماء، پیرِ طریقت، رہبرِ راہِ شریعت حضرت علامہ الحاج سید نوراللہ شاہ بخاری مدظلہ العالی نے مکہ مکرمہ سے صوتی پیغام کے ذریعہ اپنے تعزیتی تاثرات پیش کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد شمیم احمد نوری مصباحی کو صبر و شکر کی تلقین فرمائی اور مرحوم کے لیے دعائے مغفرت و ایصالِ ثواب کیا۔ حضرت کے ان شفقت بھرے کلمات نے اہلِ خانہ کو غم کی اس گھڑی میں بڑا حوصلہ اور قلبی سکون عطا کیا۔

(مرحوم کی نمازِ جنازہ آج بروز ۱۴ مئی صبح دس بجے ادا کی گئی، جس کی امامت ان کے بھانجے، محققِ عصر، صاحبِ تصانیفِ کثیرہ حضرت علامہ مفتی عبدالحکیم صاحب قبلہ نوری مصباحی نے فرمائی۔ نمازِ جنازہ میں علماء، حفاظ، طلبہ، عوام و خواص اور عقیدت مندوں کی بڑی تعداد نے شرکت کر کے مرحوم کو پُرنم آنکھوں کے ساتھ سپردِ خاک کیا۔)

تعزیتی مجلس سے قبل دارالعلوم کے اساتذہ و طلبہ نے اجتماعی طور پر قرآنِ کریم کی تلاوت کر کے مرحوم کے لیے ایصالِ ثواب کیا، بعد ازاں فاتحہ خوانی اور مغفرت و بلندیِ درجات کے لیے خصوصی دعائیں مانگی گئیں۔ اس موقع پر رقت آمیز مناظر دیکھنے کو ملے اور حاضرین نے مرحوم کے لیے دعائے مغفرت پیش کی۔

تعزیتی مجلس کا آغاز تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا، بعدہٗ معروف نعت خواں، مداحِ رسول حضرت مولانا حافظ و قاری برکت علی صاحب برکاتی احسنی انواری نے حضور مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمہ کا ایک دلنشیں اور ایمان افروز کلام پیش کیا، جس سے مجلس کا ماحول مزید روح پرور ہو گیا۔

بعد ازاں دارالعلوم کے نائب صدر المدرسین، خطیبِ شیریں مقال حضرت علامہ مولانا جمال الدین صاحب قادری انواری نے "كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" کو عنوان بنا مختصر مگر نہایت مؤثر اور فکر انگیز خطاب فرمایا۔ انہوں نے انسانی زندگی کی بے ثباتی، موت کی اٹل حقیقت اور آخرت کی تیاری کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے مرحوم کے حسنِ اخلاق، سادگی، ملنساری، دینداری اور نیک اوصاف کا بھی تذکرہ کیا۔

اپنے خطاب کے اختتام پر انہوں نے حضرت مولانا محمد شمیم احمد نوری مصباحی، ان کے اہلِ خانہ، متعلقین اور جملہ پسماندگان کے لیے صبرِ جمیل اور اجرِ جزیل کی دعا کرتے ہوئے کہا کہ ادارہ کے ذمہ داران، اساتذہ اور طلبہ اس غم کی گھڑی میں برابر کے شریک ہیں۔

مجلس کا اختتام اجتماعی دعا پر ہوا، جس میں مرحوم کے لیے مغفرت، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور لواحقین کے لیے صبر و استقامت کی دعا کی گئی۔

مذکورہ اطلاع دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ سہلاؤ شریف کے
صدرالمدرسین حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب قادری انواری نے پریس ریلیز کے ذریعہ دیا۔

# اہم اعلان

بموقعِ سالانہ عرسِ علیمی مصطفیٰ بازار، ممبئی
منعقدہ یومِ عاشورہ
مشتہر:
محمد عرفان علیمی
صدر علیمی موومنٹ آف انڈیا

الحمد للہ! شیخ القرآن حضرت علامہ مولانا عبد اللہ خان عزیزی علیہ الرحمہ (سابق صدر المدرسین و شیخ الحدیث: دارالعلوم علیمیہ، جمدا شاہی) کی علمی، ادبی اور اصلاحی خدماتِ اہلِ علم پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔

خصوصاً آپ کے وہ مکتوبات و خطوط، جو نصائح، علمی نکات، تربیتی ہدایات اور دینی و ادبی فوائد کا عظیم خزانہ ہیں، اپنی مثال آپ ہیں۔ اہلِ علم جانتے ہیں کہ حضور شیخ القرآن علیہ الرحمہ کے اکثر مکتوبات کسی مستقل مقالے اور علمی تحریر سے کم نہیں ہوتے تھے۔

افسوس کہ وقت گزرنے کے ساتھ ان میں سے بہت سے قیمتی خطوط ضائع اور منتشر ہو گئے۔ اس لیے اب یہ ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی ہے کہ حضور شیخ القرآن علیہ الرحمہ کے تمام دستیاب خطوط کو جمع کیا جائے، ان کی حفاظت کی جائے اور ان پر تحقیقی و تدوینی کام کیا جائے، تاکہ یہ عظیم علمی سرمایہ آنے والی نسلوں تک محفوظ رہ سکے۔

لہٰذا عرسِ علیمی (مصطفیٰ بازار ممبئی) کے مبارک موقع پر، جو ہر سال یومِ عاشورہ کو منعقد ہوتا ہے، تمام متعلقین، تلامذہ، عقیدت مندوں اور اہلِ علم سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ:

- جن حضرات کے پاس حضور شیخ القرآن علیہ الرحمہ کے خطوط موجود ہوں، وہ براہِ کرم ان کی فوٹو / اسکین / نقل ہمیں ارسال فرمائیں۔
- اصل دستاویزات اپنے پاس محفوظ رکھتے ہوئے صرف ان کی صاف نقل یا تصاویر بھیج دینا بھی کافی ہو گا۔
- اس کارِ خیر کے ذریعے ایک عظیم علمی و تاریخی سرمایہ محفوظ ہو سکے گا اور مستقبل میں ان مکتوبات کی تدوین و اشاعت کی راہ ہموار ہو گی۔

اسی کے ساتھ مصطفیٰ بازار ممبئی میں ہر سال ہونے والے تاریخ ساز پیغامِ شہدائے کربلا و سالانہ عرسِ علیمی کے سلسلے میں سعیٔ پیہم جاری ہے تاکہ اس تاریخی و روحانی اجتماع کو کامیاب بنایا جا سکے اللہ تعالیٰ اس عظیم علمی خدمت میں تعاون کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اسے صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین۔

مشتہر: محمد عرفان علیمی
رابطے کے لیے: ۹۳-۹۸۸۷-۴۱۱۳۹

# (خلیل اللہ کی سنت ہے قربانی)

## بزمِ نعت شعرائے ہند و نیپال کا کلام

عطا کردہ نعیمِ رب میں اک نعمت ہے قربانی
برائے مالِ مومن باعثِ برکت ہے قربانی

خلیل اللہ کی چاہت ؛ ذبیح اللہ کی حسرت
حبیب اللہ کی بیشک حسیں عادت ہے قربانی

بقائے دینِ احمد اور رضائے رب بھی ہے اس میں
وقارِ نوعِ انساں کے لیے رحمت ہے قربانی

جو قرباں کر دیئے جاتے ہیں راہِ حق تعالی میں
انہیں کی نسل میں لاتی بڑی برکت ہے قربانی

کسی بھی حال میں اس پر عمل کرنا نہ چھوڑیں گے
ہماری روحِ ایماں کے لیے طاقت ہے قربانی

نہ بھٹکیں گے کبھی ہم وادیٔ کونین میں ہرگز
برائے مومنِ کامل رہِ جنت ہے قربانی

رضائے رب کی خاطر اے مسلمانو! عقیدت سے
"کرو تم بھی ؛ خلیل اللہ کی سنت ہے قربانی"

عمل ایامِ اضحیہ میں جو محبوب ہے رب کو
ہماری اے مسلمانو ! وہی طاعت ہے قربانی

اسے ہم چھوڑ دیں کیسے بشیر قادری رضوی
دلاتی جب ہمیں کونین میں عظمت ہے قربانی

:::::::::::::::::::: سخن آموز ::::::::::::::::::::
محمد بشیر القادری رضوی گلاب پوری کھنڈوہ ایم پی ۹۷۷۰۳۰۴۵۲۱

# تعلقِ الٰہی اور کامیابی کے اصول

از قلم* محمد ندیم اختر صابری

انسانی زندگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی معرفت، اس کی عبادت اور اس کی رضا کا حصول ہے۔ دنیا میں جتنی بھی کامیابیاں انسان حاصل کرتا ہے، اگر ان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے نہ ہو تو وہ عارضی اور بے سکون ثابت ہوتی ہیں۔ حقیقی کامیابی وہی ہے جس میں دنیا کی بھلائی بھی ہو اور آخرت کی نجات بھی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے انسان کو تعلقِ الٰہی قائم کرنے کی تعلیم دی ہے، کیونکہ اللہ سے مضبوط تعلق انسان کو ہر میدان میں کامیاب بناتا ہے۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:
"اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔"

یہ آیت اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ کامیابی کا اصل راز اللہ پر بھروسہ اور اس سے مضبوط تعلق ہے۔ جو بندہ اپنے رب کے قریب ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے مشکلات کو آسان فرما دیتا ہے۔

تعلقِ الٰہی کا مفہوم
تعلقِ الٰہی سے مراد یہ ہے کہ انسان کا دل ہر وقت اپنے خالق کی یاد میں لگا رہے۔ وہ ہر کام اللہ کی رضا کے لیے کرے، اس کے احکام پر عمل کرے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے۔ ایسا شخص دنیا کے ہنگاموں میں بھی سکونِ قلب حاصل کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق صرف عبادت تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں اللہ کی اطاعت شامل ہے۔ تجارت، تعلیم، ملازمت، معاشرت اور اخلاقیات سب میں اللہ کے حکم کو مقدم رکھنا ہی حقیقی تعلقِ الٰہی ہے۔

کامیابی کا حقیقی مفہوم
آج کے دور میں لوگ کامیابی کو دولت، شہرت اور عہدے سے تعبیر کرتے ہیں، حالانکہ اسلام کے نزدیک کامیابی صرف مال و دولت کا نام نہیں۔ اگر انسان کے پاس دنیا کی ہر نعمت ہو مگر دل بے سکون ہو تو وہ کامیاب نہیں کہلا سکتا۔ اصل کامیاب وہ ہے جسے اللہ کی رضا حاصل ہو۔

قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے:
"بیشک کامیاب ہو گئے ایمان والے۔"
اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان، نیک اعمال اور تقویٰ ہی اصل کامیابی کی بنیاد ہیں۔

تعلقِ الٰہی حاصل کرنے کے اصول

۱۔ اخلاصِ نیت
ہر عمل میں اللہ کی رضا مقصود ہونا ضروری ہے۔ اگر عبادت، علم یا خدمتِ خلق میں ریاکاری شامل ہو جائے تو عمل بے برکت ہو جاتا ہے۔ اخلاص انسان کے اعمال کو قبولیت عطا کرتا ہے۔

۲۔ نماز کی پابندی
نماز اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ جو شخص پانچ وقت کی نماز پابندی سے ادا کرتا ہے، اس کے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اور زندگی میں سکون آتا ہے۔

نماز انسان کو برائیوں سے روکتی ہے اور اسے نظم و ضبط سکھاتی ہے۔ یہی نظم بعد میں کامیابی کا سبب بنتا ہے۔

۳۔ تلاوتِ قرآن
قرآنِ مجید ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ جو شخص روزانہ قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور اس کے معانی پر غور کرتا ہے، اس کا دل زندہ رہتا ہے۔ قرآن انسان کو صحیح راستہ دکھاتا اور مشکلات میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

۴۔ ذکرِ الٰہی
اللہ کا ذکر دلوں کو سکون بخشتا ہے۔ دنیا کی پریشانیاں انسان کو بے چین کر دیتی ہیں مگر ذکرِ الٰہی سے قلب کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔
قرآن میں ارشاد ہے:
"سن لو! اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔"

۵۔ دعا اور توکل
انسان کو اپنی ہر ضرورت میں اللہ سے دعا مانگنی چاہیے۔ دعا بندے اور رب کے درمیان مضبوط تعلق پیدا کرتی ہے۔ اسی طرح اللہ پر بھروسہ رکھنا کامیابی کی اہم بنیاد ہے۔
جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے، وہ مایوس نہیں ہوتا کیونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ میرا رب میرے ساتھ ہے۔

٦۔ گناہوں سے بچنا
گناہ انسان کے دل کو سیاہ کر دیتے ہیں اور اللہ سے دوری پیدا کرتے ہیں۔ جھوٹ، حسد، غیبت، ظلم اور نافرمانی انسان کی روحانی ترقی کو ختم کر دیتے ہیں۔ اس لیے کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنے اعمال کی اصلاح کرے۔

۷۔ نیک صحبت اختیار کرنا
اچھے دوست انسان کی زندگی بدل دیتے ہیں۔ نیک لوگوں کی صحبت انسان کو اللہ کی طرف مائل کرتی ہے جبکہ بری صحبت گناہوں کی طرف لے جاتی ہے۔ اس لیے صالحین کی مجلس اختیار کرنا تعلقِ الٰہی کے لیے بہت مفید ہے۔

تعلقِ الٰہی کے فوائد

دل کا سکون
جس شخص کا تعلق اللہ سے مضبوط ہو جاتا ہے، وہ ہر حال میں مطمئن رہتا ہے۔ مشکلات اور آزمائشیں بھی اسے مایوس نہیں کرتیں۔

رزق میں برکت
اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے رزق میں برکت عطا فرماتا ہے۔ بعض اوقات تھوڑا مال بھی انسان کے لیے کافی ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں برکت شامل ہوتی ہے۔

مشکلات میں آسانی
اللہ سے تعلق رکھنے والا انسان تنہا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہر مشکل میں اس کی مدد فرماتا ہے اور اس کے لیے آسانیاں پیدا کرتا ہے۔

عزت اور وقار
جو شخص اللہ کے سامنے جھکتا ہے، اللہ اسے لوگوں کے دلوں میں عزت عطا فرماتا ہے۔ دنیاوی شہرت عارضی ہوتی ہے مگر اللہ کی دی ہوئی عزت ہمیشہ باقی رہتی ہے۔

آخرت کی کامیابی
دنیا کی کامیابی چند دن کی ہے مگر آخرت کی کامیابی ہمیشہ کی ہے۔ تعلقِ الٰہی انسان کو جنت کی طرف لے جاتا ہے اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

نوجوانوں کے لیے پیغام
آج کا نوجوان دنیاوی کامیابی کے پیچھے دوڑ رہا ہے مگر روحانی سکون سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ اگر نوجوان اپنی زندگی میں نماز، قرآن، ذکر اور اچھے اخلاق کو شامل کر لے تو وہ دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب ہو سکتا ہے۔
تعلیم حاصل کرنا، محنت کرنا اور ترقی کرنا اسلام کے خلاف نہیں، بلکہ اسلام تو محنت کی تعلیم دیتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ کامیابی کے سفر میں اللہ کو فراموش نہ کیا جائے۔

## اعلان برائے کالم نگار

عید قرباں کے سلسلے میں ادارہ میں ایک ہفتے کی تعطیل رہے گی جس کی وجہ سے آئندہ جمعرات کو شمارہ مؤخر کیا جاتا ہے ہمارے معزز قلمکار اور نامہ نگار اپنے مضامین ارسال کر دیں البتہ ہم آئندہ شمارے میں اس کو شامل اشاعت کریں گے ان شااللہ

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

Editorial

## کاکروچ جنتا پارٹی کیا زین جی کی نئی شکل؟

### ایڈیٹر کے قلم سے۔۔۔۔۔

پڑوسی ملک بھارت میں حالیہ دنوں "کاکروچ جنتا پارٹی" کے نام سے جنم لینے والی طنزیہ سیاسی تحریک نے پورے خطے میں ایک نئی بحث چھیڑ دی ہے۔ بظاہر یہ سوشل میڈیا کا ایک مذاق اور میمز کی دنیا کا شور محسوس ہوتا ہے، مگر حقیقت میں اس کے پیچھے نوجوان نسل کی وہ بے چینی چھپی ہوئی ہے جو آج جنوبی ایشیا کے اکثر ممالک میں شدت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ بے روزگاری، معاشی بدحالی، سیاسی ناانصافی، بڑھتی مہنگائی اور مستقبل کے عدم تحفظ نے نوجوانوں کو روایتی سیاست سے بدظن کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چند ہی دنوں میں "کاکروچ جنتا پارٹی" لاکھوں نوجوانوں کی آواز بن گئی۔

اس تحریک کا پس منظر بھی خاصا دلچسپ اور معنی خیز ہے۔ بھارتی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سوریہ کانت کے ایک مبینہ بیان نے سوشل میڈیا پر طوفان کھڑا کر دیا، جس میں بے روزگار نوجوانوں کو "کاکروچ" سے تشبیہ دی گئی۔ اگرچہ بعد میں وضاحتیں بھی سامنے آئیں، مگر نوجوان نسل نے اس لفظ کو اپنی توہین سمجھا۔ یہی وہ لمحہ تھا جب نوجوانوں نے احتجاجاً "Cockroach Janta Party" کے نام سے ایک طنزیہ تحریک شروع کر دی۔ حیرت انگیز طور پر وہی لفظ جو تحقیر کے لیے استعمال ہوا، نوجوانوں نے اسے اپنی مزاحمت اور شناخت کی علامت بنا لیا۔ گویا نئی نسل نے یہ پیغام دیا کہ انہیں جتنا دبایا جائے گا، وہ اتنی ہی شدت سے ابھریں گے۔

یہ صرف بھارت کی کہانی نہیں بلکہ پورے جنوبی ایشیا میں ابھرتی ہوئی "Gen Z Politics" کی ایک جھلک ہے۔ چند ماہ قبل نیپال میں نوجوانوں کی زین جی طرز کی احتجاجی تحریک نے حکومت کے ایوانوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اس سے پہلے سری لنکا میں "اراگالیا" تحریک نے حکومت کو اقتدار چھوڑنے پر مجبور کیا، جبکہ بنگلہ دیش میں طلبہ تحریک نے ریاستی پالیسیوں کو چیلنج کیا۔ ان تمام تحریکوں میں ایک چیز مشترک تھی: نوجوان نسل کا غصہ اور نظام سے شدید مایوسی۔ اب بھارت میں "کاکروچ جنتا پارٹی" اسی سلسلے کی ایک نئی کڑی محسوس ہوتی ہے۔

دلچسپ امر یہ ہے کہ نئی نسل کا احتجاج اب روایتی انداز سے مختلف ہو چکا ہے۔ آج کے نوجوان صرف سڑکوں پر نعرے نہیں لگاتے بلکہ میمز، طنز، ویڈیوز، ہیش ٹیگز اور ڈیجیٹل مہمات کے ذریعے پورے سیاسی نظام کو چیلنج کرتے ہیں۔ سوشل میڈیا اب صرف تفریح کا ذریعہ نہیں رہا بلکہ سیاسی مزاحمت کا سب سے طاقتور ہتھیار بنتا جا رہا ہے۔ "کاکروچ جنتا پارٹی" اسی بدلتی ہوئی سیاسی زبان کی علامت ہے۔

جنوبی ایشیا کی روایتی سیاسی جماعتیں آج بھی نوجوانوں کے اصل مسائل سمجھنے میں ناکام دکھائی دیتی ہیں۔ تعلیم مکمل کرنے کے باوجود روزگار نہ ملنا، سفارش اور اقرباپروری کا بڑھتا کلچر، اظہارِ رائے پر دباؤ اور بڑھتی ہوئی معاشی مشکلات نوجوانوں کو شدید ذہنی دباؤ اور مایوسی کی طرف دھکیل رہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نئی نسل اب روایتی سیاسی نعروں سے متاثر ہونے کے بجائے اپنے مسائل کے حقیقی حل کا مطالبہ کر رہی ہے۔

اہم سوال یہ ہے کہ کیا یہ تحریکیں صرف سوشل میڈیا تک محدود رہیں گی یا واقعی سیاسی تبدیلی کا پیش خیمہ بنیں گی؟ سری لنکا، بنگلہ دیش اور نیپال کی مثالیں بتاتی ہیں کہ جب نوجوان نسل متحد ہو جائے تو طاقتور حکومتیں بھی ہل جاتی ہیں۔ اگر بھارت میں بھی نوجوانوں کی یہ بے چینی منظم شکل اختیار کرتی ہے تو "کاکروچ جنتا پارٹی" محض ایک طنزیہ نام نہیں رہے گی بلکہ ایک سنجیدہ سیاسی دباؤ میں تبدیل ہو سکتی ہے۔

جنوبی ایشیا کے حکمرانوں کے لیے یہ لمحۂ فکریہ ہے۔ نوجوان نسل اب صرف وعدوں، نعروں اور جذباتی تقریروں سے مطمئن ہونے والی نہیں۔ اگر حکومتیں روزگار، انصاف، تعلیم اور آزادیِ اظہار جیسے بنیادی مسائل حل کرنے میں ناکام رہیں تو آنے والے دنوں میں "Gen Z" کی یہ خاموش ڈیجیٹل بغاوت ایک بڑے سیاسی طوفان کی شکل اختیار کر سکتی ہے۔

# نیپال میں مسلمانوں کی سماجی و شہری ذمہ

نیپال میں مسلمانوں کی ایک طویل تاریخی موجودگی ہے، اور آج کے دور میں مسلمان ملک کے سماجی، تعلیمی، معاشی اور سیاسی ڈھانچے کا ایک اہم حصہ ہے۔ ایک متنوع معاشرے میں بہتر شہری بن کر زندگی گزارنا نہ صرف فرد کی ترقی کے لیے ضروری ہے بلکہ تمام مسلمانوں کے وقار اور مستقبل کے لیے بھی بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ نیپالی مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی مذہبی شناخت کو برقرار رکھتے ہوئے ملکی قوانین، سماجی اصولوں اور قومی مفاد کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر زندگی گزاریں تاکہ وہ ایک مثبت اور باعزت مقام حاصل کر سکیں۔

سب سے پہلے ایک اچھے شہری کی بنیاد قانون کی پاسداری ہے۔ کسی بھی ملک میں رہنے والا فرد جب تک اس ملک کے آئین اور قوانین کی پابندی نہیں کرتا، وہ مکمل طور پر ذمہ دار شہری نہیں بن سکتا۔ نیپالی مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ٹریفک قوانین، تعلیمی ضوابط، کاروباری اصولوں اور سرکاری پالیسیوں کا احترام کریں۔ قانون کی خلاف ورزی نہ صرف فرد کے لیے نقصان دہ ہے بلکہ تمام مسلمانوں کی ساکھ کو بھی متاثر کرتی ہے۔ ایک ذمہ دار شہری کی پہچان یہی ہے کہ وہ قانون کو اپنے فائدے یا نقصان سے بالاتر ہو کر تسلیم کرے۔

تعلیم ایک اچھے شہری کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ نیپالی مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دیں، چاہے وہ دینی تعلیم ہو یا عصری تعلیم۔ جدید سائنس، ٹیکنالوجی، معیشت اور انتظامی علوم میں مہارت حاصل کرنا آج کے دور کی ضرورت ہے۔ اگر مسلمان تعلیم میں پیچھے رہ جائیں تو وہ سماجی ترقی میں بھی پیچھے رہ جائیں گے۔ اس لیے والدین، علماء اور رہنماؤں کو مل کر تعلیم کو اولین ترجیح دینی چاہیے تاکہ آنے والی نسلیں بہتر مواقع حاصل کر سکیں۔

معاشی خود کفالت بھی ایک اہم عنصر ہے۔ نیپالی مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ صرف محدود روزگار کے مواقع پر انحصار نہ کریں بلکہ کاروبار، ہنر اور جدید پیشوں کی طرف بھی توجہ دیں۔ چھوٹے کاروبار، زراعت، فری لانسنگ، اور تکنیکی مہارتیں ایسے شعبے ہیں جہاں ترقی کے بے شمار مواقع موجود ہیں۔ جب کوئی کمیونٹی معاشی طور پر مضبوط ہوتی ہے تو وہ نہ صرف اپنی ضروریات پوری کرتی ہے بلکہ ملک کی معیشت میں بھی مثبت کردار ادا کرتی ہے۔

سماجی ہم آہنگی ایک پرامن معاشرے کی بنیاد ہے۔ نیپال ایک کثیر الثقافتی ملک ہے جہاں مختلف مذاہب، زبانوں اور قومیتوں کے لوگ رہتے ہیں۔ ایسے ماحول میں ضروری ہے کہ مسلمان دیگر برادریوں کے ساتھ حسن سلوک، احترام اور رواداری کا رویہ اپنائیں۔ اسلام بھی ہمیں پڑوسیوں، اقلیتوں اور مختلف عقائد رکھنے والوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی تعلیم دیتا ہے۔ اس لیے نیپالی مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ نفرت، تعصب اور اختلافات سے بچتے ہوئے معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دیں۔

ایک اہم پہلو دیانتداری اور امانت ہے۔ کاروبار، ملازمت اور روزمرہ زندگی میں ایمانداری ایک ایسی صفت ہے جو انسان کو بلند مقام عطا کرتی ہے۔ اگر مسلمان دیانتدار شہری کے طور پر پہچانے جائیں تو یہ تمام مسلمانوں کے لیے عزت کا باعث ہوگا۔ جھوٹ، دھوکہ دہی اور بدعنوانی کسی بھی معاشرے کو کمزور کرتی ہے، اس لیے ان سے مکمل اجتناب ضروری ہے۔

سیاسی اور سماجی شعور بھی ایک اچھے شہری کی پہچان ہے۔ نیپالی مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ملک کے سیاسی نظام کو سمجھیں، ووٹ کے حق کا درست استعمال کریں اور مثبت قیادت

کو آگے لانے میں کردار ادا کریں۔ تاہم سیاست میں شمولیت ہمیشہ مثبت، پرامن اور قانون کے دائرے میں رہ کر ہونی چاہیے غیر ضروری تنازعات اور شدت پسندی سے بچنا ضروری ہے کیونکہ یہ معاشرتی نقصان کا باعث بنتے ہیں۔

دینی اقدار کی حفاظت بھی انتہائی اہم ہے۔ مسلمان اپنی مذہبی شناخت، عبادات اور اخلاقی اصولوں کو برقرار رکھتے ہوئے بھی ایک بہترین شہری بن سکتے ہیں۔ اسلام صرف عبادات کا نام نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسان کو سچائی، انصاف، صبر اور خیر خواہی کا درس دیتا ہے۔ اگر یہ اصول عملی زندگی میں اپنائے جائیں تو مسلمان نہ صرف اپنے لیے بلکہ پورے معاشرے کے لیے فائدہ مند ثابت ہو سکتے ہیں۔

نوجوان نسل اس پورے نظام میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر نوجوان تعلیم یافتہ، بااخلاق اور محنتی ہوں تو پوری کمیونٹی ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتی ہے۔ اس کے برعکس اگر نوجوان بے مقصد سرگرمیوں، منشیات یا منفی رجحانات کا شکار ہو جائیں تو یہ پورے معاشرے کے لیے نقصان دہ ہے۔ اس لیے نوجوانوں کی تربیت، رہنمائی اور مثبت سرگرمیوں کی طرف ان کی توجہ انتہائی ضروری ہے۔ میڈیا اور ٹیکنالوجی کے دور میں نیپالی مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کا مثبت استعمال کریں۔ افواہوں، نفرت انگیز مواد اور غلط معلومات سے دور رہنا اور دوسروں کو بھی اس سے بچانا ایک ذمہ دار شہری کا کام ہے۔ علم، تحقیق اور مثبت پیغام کو عام کرنا آج کے دور کی اہم ضرورت ہے۔

خواتین کا کردار بھی کسی بھی معاشرے کی ترقی میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ مسلم خواتین کو تعلیم، صحت، اور سماجی شعور کے میدان میں آگے بڑھنے کے مواقع فراہم کرنا ضروری ہے۔ ایک تعلیم یافتہ ماں ایک باشعور نسل کی بنیاد رکھتی ہے، اس لیے خواتین کی ترقی دراصل تمام مسلمانوں کی ترقی ہے۔ ڈاکٹر سلیم انصاری جھاپا نیپال

# * قربانی کی عظمت اور ہماری ترجیحات کا بحران *

* خامہ بکف محمد عادل ارریاوی *

انسان کی زندگی میں کچھ عبادتیں ایسی ہیں جو صرف اعمال ہی نہیں بلکہ ایمان محبت اور بندگی کی عملی تفسیر ہوتی ہیں۔ قربانی بھی انہی عظیم عبادات میں سے ایک ہے جس کے ذریعے بندۂ مؤمن اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی وفاداری ایثار اور اطاعت کا اظہار کرتا ہے۔ مگر افسوس کہ وقت گزرنے کے ساتھ ہم نے اس عظیم عبادت کی روح کو کم اور اس کی ظاہری رسموں کو زیادہ اہمیت دینا شروع کر دی ہے۔

شعائر وہ امور ہیں جن سے شان و شوکت اسلام کی ظاہر ہوتی ہے تو جیسے حج و سعی طواف وغیرہ شعائر میں سے ہیں ایسے ہی قربانی شعائر میں سے ہے کیونکہ ان سب میں یہ بات مشترک ہے کہ ان سے اسلام کی شان و شوکت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ ان میں شان تعبدی زیادہ ہے اور عقل کو ان میں دخل کم ہے اور ایسے افعال کا بجالانا جن میں عقل کو دخل نہ ہو یا کم ہو موجب اطاعت زائدہ و علامت عبدیت کاملہ ہے اور جس قدر ہماری عبدیت کا ظہور ہو گا حق تعالیٰ شانہ کی عظمت کا انکشاف زائد ہو گا اور دوسروں پر بھی یہی شوکت اسلام ہے۔ پس وَمَن یُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِن تَقْوَی الْقُلُوبِ (الٰی آیت ۳۲)

جو شخص دین خداوندی کی ان یادگاروں کا خیال رکھے گا تو ان کا یہ خیال رکھنا خدا تعالیٰ سے دل کے ساتھ ڈرنے سے ہوتا ہے) میں تعظیم اضحیہ کا بھی امر ہے۔

خصوصاً جب اس کے ساتھ یہ آیت متصل ہے۔ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰھَا لَکُمْ مِّنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ لَکُمْ فِیھَا خَیْرٌ الحج آیت نمبر ۳۶) (اور قربانی کے اونٹ اور گائے کو تمہارے لیے ہم نے اللہ کے دین کی یادگار بنایا ہے ان جانوروں میں تمہارے اور بھی فائدے ہیں) اور قربانی کی تعظیم دو طرح ہے۔ صورۃ بھی معنی بھی، معنوی تعظیم تو یہ ہے کہ اس میں اخلاص کا اہتمام کیا جائے اور تعظیم صوری یہ ہے کہ قربانی کا جانور بہت اچھا اور عمدہ ہو اسی لیے بعض مفسرین نے وَمَن یُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ کی تغییر حدیث سَمِّنُوا ضَحَایَاکُمْ (یعنی اپنی قربانی میں جانور فربہ کیا کرو) سے کی ہے کہ تعظیم شعائر اللہ یہ ہے کہ قربانی کے جانوروں کو موٹا تازہ کر کے ذبح کیا جائے لیکن یہ مطلب نہیں کہ تعظیم شعائر اللہ کا اس میں انحصار ہے۔ (السوال فی الشوال ص۵)

قربانی میں ایسی گائے تو پیش کرے جیسی حاکم ضلع کے لیے پیش کیا کرتے ہیں۔ ایسی گائے یا قربانی کا جانور اپنی جان کا عوض ہو سکتی ہے۔ غرض قربانی کا جانور کم از کم ایسا تو ہو جس کے ذبح کرنے سے دل پر چوٹ لگے یعنی پال پوس کر قربانی کے لیے تیار کیا ہو۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب نے ایک مرتبہ قربانی کے لیے گائے پالی تھی جس کو سال بھر تک دانہ کھلایا اور عصر کے بعد اپنے ساتھ جنگل لے جاتے اور خوب دوڑاتے تاکہ بدن خوب کھلے اور فربہ ہو اور بقر عید کے دن جب اسے ذبح کیا تو مولانا کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ یہ مسلمانوں کی رحم دلی کی مثال ہے۔ شاید کسی کو اس سے یہ شبہ ہو کہ جب ذبح سے رنج ہوا تو ثواب کم ہو گا۔ پس یاد رکھو کہ رنج کی دو قسمیں ہیں ایک رنج طبعی جیسے اولاد وغیرہ کے مرنے پر جو طبعی رنج ہوتا ہے اس پر ثواب کا وعدہ ہے۔ ہاں عقلی رنج بے شک ثواب کو کم کرتا ہے مگر وہ عشاق میں نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے جب جانور بنائے اور ان کے حقوق ثابت کیے اور پھر بھی قربانی کرنے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ قربانی خلاف رحم نہیں اور غالب خاصیت عادہ رحم کی یہی ہے کہ اگر کوئی عارض قوی نہ ہو تو تکلیف سے بچاتے ہیں تو اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ بظن غالب جانوروں کو ذبح ہوتے ہوئے اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنا زعم کیا جاتا ہے یعنی طبعی موت سے کم ہوتی ہے اور ذوق سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید اتنی کم ہوتی ہو کہ مثل نہ ہونے کے ہو کیونکہ عاشق کے لیے بڑی خوش نصیبی ہے کہ محبوب کے سامنے گردن جھکائے اور اس کے نام پر قربان ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سے محبت ہر چیز کو ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ محبوبان خدا سے ہر شے کو محبت ہوتی ہے ان مقدمات پر نظر کر کے تو یہ کہا جائے گا کہ ذبح کے وقت قربانی کے جانور کا یہ حال ہو گا۔

جس وقت جانور کو یہ معلوم ہے کہ اللہ کے نام پر ذبح ہوتا ہوں تو خوشی میں مست ہو جاتا ہے۔ یہی نکتہ ہے اس میں کہ بسم اللہ اللہ اکبر کہ کر ذبح کیا جائے کہ اس سے جانور مست ہو جاتا ہے اور کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ (سنت ابراہیم ص ۲۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور کا خون بہانا ارشاد فرمایا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کی اصل روح نذر الی اللہ ہے کیونکہ اس میں کھانے تک کا بھی ذکر نہیں اس سے ان ملحدوں کا منہ بند کر دیا گیا کہ اس قدر جانوروں کے ذریعہ میں فضول رقم ضائع کی جاتی ہے یہ رقم رفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص بادشاہ وقت کے سامنے دس لاکھ روپے نذرانہ پیش کرے تو وہاں کوئی نہیں کہتا کہ یہ رقم رفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ کرے۔ افسوس خدا کے سامنے کوئی نذر پیش کرے تو اس کی رقم کو فضول ضائع کہا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آج کل مسلمانوں میں عقل کی کمی ہے اس لیے وہ شریعت کے احکام پر اشکال کرتے ہیں تو اس کا بڑا سبب خدا تعالیٰ سے تعلق کی کمی ہے اگر ان کو خدا تعالیٰ سے تعلق ہوتا تو ان کی عقلیں درست ہو جاتیں۔ ان لوگوں کو رقم ضائع کرنے کا شبہ اس سے ہوا کہ انہوں نے قربانی کی غرض گوشت کھانا سمجھا حالانکہ اس کی یہ غرض نہیں بلکہ اس کی غایت خدا تعالیٰ کے نام پر جان فدا کرتا ہے کیونکہ قربانی کی روح نذر ہے اگر کوئی شخص ایک ہزار بکرے بھی ذبح کرے تو شریعت اس کو منع نہیں کرتی۔ (السوال فی الشوال ص ۲۶۲۵)

ارشاد فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنی قربانیوں کو کھلا پلا کر خوب قوی کیا کرو کیونکہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی (کنز العمال عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عالموں نے سواریاں ہونے کے دو مطلب بیان کیے ہیں۔ ایک یہ کہ قربانی کے جانور خود سواریاں ہو جائیں گی اور اگر کئی جانور قربان ہوں تو سب کے بدلے میں ایک بہت اچھی سواری مل جائے گی یا ایک ایک منزل میں ایک ایک جانور پر سواری کریں گے۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ قربانیوں کی برکت سے پل صراط پر چلنا آسان ہو گا گویا کہ خود ان پر سوار ہو کر پار ہو گئے۔ (حیات اسلمین) ایک شخص تھے کہ ایام قربانی میں جانور ذبح نہیں کرتے تھے بلکہ اس کی قیمت خیرات کر دیا کرتے تھے۔ ایک رات خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ میدان قیامت برپا ہے اور پل صراط قائم ہے اور دوسرے کنارے پر جنت ہے بہت لوگ اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو کر پل صراط کو طے کرتے ہیں اور جنت میں داخل ہوتے اور یہ شخص حیران اور پریشان کھڑا ہے کہ میں کس طرح گزروں نہ میرے پاس سواری ہے اور نہ کوئی حیلہ اور یہ شخص بھی سوچ رہا تھا کہ یہ سواریاں لوگوں کے پاس کہاں سے آتی ہیں اور کون دیتا ہے اچانک آواز آئی کہ یہ سواریاں ان لوگوں کی ہیں جنھوں نے دنیا میں اپنے لیے تیار کی تھیں یعنی یہ سواریاں قربانی کے جانور ہیں چونکہ تم قربانی نہیں کرتے ہو لہذا تم سواری سے محروم ہو۔ جب آنکھ کھلی بہت متاثر ہوئے اور قربانی نہ کرنے سے توبہ کی اور قربانی کرنے لگے۔ (سنت ابراہیم ص ۲۶۲۵) قربانی ہر مسلمان عاقل بالغ مقیم پر واجب ہے جس کی ملک میں ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجات اصلیہ سے زائد موجود ہو یہ مال خواہ سونا چاندی یا اس کے زیورات ہوں یا مال تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان سے زائد وغیرہ قربانی کے معاملہ میں اس پر سال گزرنا بھی شرط نہیں بلکہ مالیت مذکورہ کا مالک ایام قربانی میں بن گیا تو اس پر قربانی واجب ہو گی۔ اے اللہ ربّ العزت ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت اور محبت سے بھر دے ہمیں اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہماری قربانیوں اور نیک اعمال کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ آمین یارب العالمین۔

۸۲۳۵۷۰۳۰۶۱

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

# سیاسی کالم

Weekly The
NEPAL URDU TIMES
Reg.No: 5310 -2082/2083 - www.nepalurdutimes.com

ہفت روزہ
نیپال اردو ٹائمز

21/مئی 2026 مطابق 03/ذی الحجہ 1447ھ/07 گتے جیٹھ 2083




# موجبِ قربانی کون؟

مذہب اسلام میں قربانی ایک اہم عبادت ہے جو اللہ عزوجل کی رضا کے لیے کی جاتی ہے. اس کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس عظیم قربانی پر ہے. جب انہوں نے اللہ پاک کے حکم پر اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کا عزم کیا۔
اللہ تعالیٰ نے ان کی اس اطاعت کو پسند فرمایا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ ایک مینڈھا بھیج دیا.

* قربانی کیا ہے؟* مخصوص جانور کو ایامِ مخصوصہ میں بہ نیت تقرب ذبح کرنا ہے.
قربانی امت محمدیہ کے لیے ایک نعمت عظمیٰ کے طور پر باقی رکھی گئی ہے چنانچہ من جانب اللہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا۔ ارشاد فرمایا* "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ"* تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔
نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس نے خوشیِ دل سے طالب ثواب ہو کر قربانی کی وہ آتشِ جہنم سے حجاب ہو جائے گی"

* شرائط قربانی:* (۱) اسلام. (۲) اقامت یعنی مقیم ہونا. (۳) مالک نصاب. (۴) حریت یعنی آزاد ہونا. (۵) بالغ.

* مالک نصاب سے کیا مراد ہے؟* مالک نصاب ہونے سے مراد یہ ہیکہ اس شخص کے پاس ساڑھے باوَن ۵۲٫۵ تولے چاندی یا اتنی مالیت کی رقم یا اتنی مالیت کا تجارت کا مال یا اتنی مالیت کا حاجتِ اصلیہ کے علاوہ سامان ہو–

## * حاجتِ اصلیہ کیا ہے؟*

عند الفقہاء الکرام رحمھم اللہ السلام: حاجت اصلیہ وہ اشیاء ہیں جن کی عموماً انسان کو ضرورت ہوتی ہے اور ان کے بغیر گزر اوقات میں شدید تنگی و دشواری محسوس ہوتی ہے.

* ایک ضروری امر ذہن نشین رہے:* زکوٰۃ اور قربانی کے نصاب میں فرق ہے. قربانی کے نصاب میں مالِ نامی (بڑھنے والا) ہونا اور سال کا گزرنا شرط نہیں ہے، جبکہ یہ دونوں مذکورہ وصف زکوٰۃ میں شرط ہے.

استطاعت (مالک نصاب) کے باوجود قربانی نہ کرنے والے کے متعلق پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا "جس شخص کو قربانی کرنے کی استطاعت ہو پھر بھی قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے"

مذکورہ بالا شرائط قربانی جس جس میں پائی جائے گی اس پر قربانی واجب ہو جائے گی.
قربانی واجب ہونے کے جو شرائط ہیں ان کا ایّامِ نحر میں بالاستیاب پایا جانا ضروری نہیں۔ بلکہ ایام نحر کے کسی بھی حصے میں اگر کوئی شرائطِ قربانی سے متصف ہوا تو قربانی اس پر واجب ہو جائے گی. ایام نحر (قربانی) دسویں ذی الحجہ کے طلوع صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے۔

## اپنے گھر کی خبر لے پیارے!

مندرجہ بالا تمام تحریروں سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ جس شخص میں قربانی کی شرائط پائی جائے، اس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے، لیکن افسوس کہ علم دین سے دوری اور لاپرواہی کے سبب ہمارے معاشرے میں ایک غلط رواج رائج ہو چکی ہے، اکثر گھروں میں ایک فرد کی جانب سے قربانی کر دی جاتی ہے، حالانکہ اسی گھر میں کئی افراد ایسے ہوتے ہیں جو مالک نصاب ہوتے ہیں (یعنی ان پر شرعی طور پر قربانی واجب ہوتی ہے)
ہم یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ایک قربانی پورے گھر کے لیے کافی ہے جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے اگر کسی گھر میں دو، تین، یا چار افراد ایسے ہو جو شرعی لحاظ سے قربانی کے اہل (مالک نصاب) ہیں تو ان سب پر الگ الگ قربانی واجب ہو گی۔ ایک قربانی کو سب کی طرف سے کافی سمجھ لینا درست نہیں.
تفہیمِ فہم کے لیے ایک سوال و جواب پیش کر رہا ہوں جو فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "فتاویٰ فیض الرسول" کے جلد دوم، صفحہ ۴۳۸ پر نقل فرمایا ہے۔
آپ علیہ الرحمہ سے کسی سائل نے سوال کیا کہ ایک شخص چار بھائی ہیں اور ان کا باپ نہیں ہے لہذا تو بڑا بھائی مالک ہے۔ تو آیا قربانی چاروں کے نام سے واجب ہو گی یا صرف بڑے بھائی کے نام سے؟؟؟

## * الجواب!*

اگر چاروں بھائی ایک ہی میں ہیں اور چاروں بھائیوں کا مشترکہ مال چار نصاب پورا نہیں ہے تو کسی پر بھی قربانی واجب نہیں. اور اگر چار نصاب پورا ہے تو ہر بھائی پر قربانی واجب ہے اس لیے کہ اس صورت میں ان میں کا ہر ایک مالک نصاب ہے اور بڑا بھائی مالک بمعنی انتظام کار ہے نہ کہ حقیقی مالک.

* پیارے قارئین کرام!* خدارا اپنے گھروں کا سنجیدگی سے جائزہ لیجیے۔ دیکھیں کہ ہمارے گھر کے کتنے افراد ایسے ہیں جو مالک نصاب ہے جس پر قربانی واجب ہے اس کی طرف سے الگ قربانی کرنا ضروری ہے.
اس سے غفلت و عدم توجہی کے سبب ہم غیر دانستہ طور پر گناہ میں ملوث ہو کر غضب الہی کے مستحق بن جاتے ہیں، اس لیے یہ ایک اہم دینی فریضہ ہے اس کو معمولی نہ سمجھا جائے.
خداوند متعال ہمیں علم دین سیکھنے، اس پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کی توفیق بخشے آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

* از محمد سلمان العطاری*
دھنوشا دھام ضلع دھنوشا نیپال

# (درس حدیث نماز بقر عید سے قبل قربانی کرنے کے بیان میں)

راقم السطور: محمد آصف رضا علیمی
(بانی: جامعہ برکات علیمیہ نسواں،

(۱) عن البراء بن عازب رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من ذبح قبل الصلاة فانما یذبح لنفسه ومن ذبح بعد الصلاة فقد نسکه وأصاب سنة ".(صحیح البخاری ، کتاب الأضاحی، باب سنة الاضحیة، ج:۲،ص:۸۳۲)

ترجمہ: حضرت برا ابن عازب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نماز عید الاضحی سے پہلے قربانی کر لی تو بے شک اس نے اپنی ذات کے لیے قربانی کی یعنی ذبح کیا اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی پوری ہو گئی اور اس نے سنت کو پالیا۔

تشریح: حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عید الاضحی کی قربانی نماز عید کے بعد ہے، لہذا اگر کوئی شخص عید الاضحی کی نماز سے قبل قربانی کر لے تو وہ ثواب سے محروم ہو جائے گا، اور واجب بھی ادا نہیں ہو گا، لہذا یہ ایسے ہی ہوا جیسے کہ اس نے اپنی ذات کی خاطر گوشت کے استعمال کے لیے ذبح کیا، اور اس سے تقرب الی اللہ مقصود ہی نہیں ہے۔ پس وہ صرف گوشت ہے، جو اس نے اپنے لیے تیار کئے ہیں وہ وجوب قربانی سے بری نہیں ہو پائے گا۔

حاصل یہ کہ بقر عید کے دن دو عبادت خاص ہیں: (۲) نماز اور (۲) قربانی- جس میں نماز پہلے، اور قربانی بعد میں ہے۔

تنبیہ: جہاں عید الاضحی کی نماز ہوتی ہے وہاں نماز عید سے قبل قربانی جائز نہیں ہے۔

اور گاؤں دیہات میں جہاں نماز بقر عید نہیں ہو سکتی تو وہاں پو پھٹتے ہی قربانی کرنا جائز و درست ہے۔ (۲) عن أنس رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم قال: من ذبح قبل الصلاة فلیعد"۔ (صحیح البخاری، کتاب الأضاحی ،باب من ذبح قبل الصلاة أعاد)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نماز عید سے قبل قربانی کی تو وہ دوبارہ قربانی کرے۔

گاؤں، دیہات میں تو نماز عید مشروع نہیں ہے تو ان لوگوں کی قربانی کیسے ہو گی؟

جواب: کہ ان کے لیے نماز عید مشروع نہیں ہے لہذا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور ان کے اصحاب نے کہا ہے کہ دیہات کے لوگ جب طلوع فجر کے بعد قربانی کر لیں تو یہ ان سے کفایت کرے گی۔ (عمدۃ القاری، ج:۲ ص:۲۳۲-۳۳)

"نماز بقر عید سے قبل کچھ نہ کھانا"

(۳) " عن بریدة رضی اللہ عنه قال: کان النبی صلی اللہ علیه وسلم لا یخرج یوم الفطر حتی یطعم ولا یطعم یوم الأضحی حتی یصلی"-(ترمذی شریف، کتاب العیدین ،باب ما جاء فی الأکل یوم الفطر)

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عید الفطر کے دن نکلنے سے پہلے کچھ کھا لیتے تھے اور عید الاضحی کے دن نماز پڑھ کر کھاتے تھے۔

تشریح: عید الفطر کا دن رمضان المبارک کے معا بعد ہے اس لیے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو ظاہر کرنے کے لیے کہ آج روزہ نہیں ہے، صبح ہی سے افطار فرما کر عید گاہ جاتے تھے، اور بقر عید کے دن یہ معاملہ نہیں ہے اسی لیے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحی کی نماز ادا فرمانے کے بعد قربانی کے گوشت سے شروع فرماتے تھے۔ (مرقات، ج:۲ل:۲۵۳)

مسئلہ: عید الاضحی کے تمام احکام عید الفطر کی طرح ہے، صرف بعض باتوں میں فرق ہے اس میں مستحب یہ ہے کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے، اگرچہ قربانی نہ کرے اور کھا لیا تو کوئی کراہت نہیں۔ اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہتا ہوا جائے، اور عید الاضحی کی نماز عذر کی وجہ سے بارہویں تک بلا کراہت مؤخر کر سکتے ہیں، اور بارہویں کے بعد پھر نہیں ہو سکتی، اور بلا عذر دسویں کے بعد مکروہ ہے۔ (الفتاوی الھندیة، کتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العیدین، ج:۱ص:۱۵۲)

ضروری بات:
؟ کیا نماز عید سے قبل روزہ رکھا جاتا ہے
جواب جی نہیں۔ کہ پانچ دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے:
ایک تو عید الفطر اور چار دن ایام تشریق میں یعنی ۱۰-۱۱-۱۲-۱۳ ذی الحجہ کو۔

"عید الفطر اور عید الاضحی میں روزہ رکھنے سے ممانعت کی حکمت"

حضرت علامہ سعیدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ عید الاضحی کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت ہے، کیونکہ اس دن اللہ تعالی کی طرف سے بندوں کو گوشت کھانے کی دعوت دی جاتی ہے، اور یہ اللہ تعالی کی بندوں پر نعمت ہے، اور اس دن روزہ رکھنا اللہ تعالی کی نعمت کی ناشکری ہے۔

عید الفطر اور عید الاضحی کے دن روزہ رکھنا حرام ہے اس میں یہ ہدایت ہے کہ بندہ کو اللہ کے احکام کا پابند ہونا ہے، وہ اللہ کے حکم کے مطابق کھانا کھائے اور اللہ کے حکم کے مطابق کھانا چھوڑ دے، رمضان المبارک کے مہینے میں اس کو دن میں کھانا چھوڑنے کا حکم دیا اور عید کے دن کھانا کھانے کا حکم دیا، اور رمضان کے مہینے میں دن میں کھانا کھا نہیں سکتا، وہ اپنی مرضی سے کسی دن نہ کھانا کھا سکتا ہے نہ کھانا چھوڑ سکتا ہے۔ اور یہی اس کے بندہ ہونے اور مملوک ہونے کا تقاضہ ہے، نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عید الفطر کے دن کوئی چیز کھا کر عید گاہ جاتے تھے، اور عید الاضحی کے دن بغیر کچھ کھائے عید گاہ جاتے تھے، اور قربانی کر کے اس کے گوشت سے کچھ کھاتے تھے،
کیونکہ عید الفطر کے دن کھانے کا حکم ہے اس لیے پہلے کچھ کھاتے پھر نماز عید کے لیے جاتے، اور عید الاضحی کے دن قربانی کرنے کا حکم ہے اسی لیے نماز عید کے بعد پہلے قربانی کرتے، پھر اس گوشت سے کچھ کھاتے، اور ہر عید کے دن اللہ تعالی کے حکم پر عمل کرنے کو مقدم رکھتے۔

"قربانی اور اختیار مصطفی علیہ السلام"

(۴) "عن البراء بن عازب رضی اللہ عنه قال :ضحی خال لی یقال له أبو بردة قبل الصلاة فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم شاتك شاة لحم فقال :یا رسول اللہ! ان عندی داجنا جزعة من المغز قال اذبحها ولن تصلح لغیرك"-(صحیح البخاری ، کتاب الأضاحی، باب قول النبی صلی اللہ علیه وسلم لأبی بردة ضح بالجذع من المغز ولن تجزی عن أحد بعدك)

ترجمہ: حضرت برا ابن عازب رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ماموں نے نماز (عید) سے پہلے قربانی کر لی، جن کو حضرت ابو بردہ کہا جاتا تھا، تو رسول رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تمہاری بکری ، بکری کا گوشت ہے، سو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس بکرے کا ایک چھ ماہ کا بچہ ہے، تو آپ نے فرمایا تم اس کو ذبح کر دو اور وہ تمہارے علاوہ کسی اور کے لیے جائز نہیں ہو گا۔

تشریح: یعنی حضرت برا ابن عازب رضی اللہ تعالی عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے قربانی کے دن ہم کو خطبہ دیا پس آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص بھی ذبح نہ کرے حتی کہ وہ نماز عید پڑھ لے، تو میرے ماموں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آج یوم النحر ہے، اور میں نے اپنی قربانی جلدی ذبح کر دی تاکہ میں اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں اور محلے کے لوگوں کو گوشت کھلاؤں، تو رسول پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی قربانی دوبارہ کرو تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس بکری کا ایک دودھ پیتا بچہ ہے، اس میں دو بکریوں سے زیادہ گوشت ہے، تو آپ نے فرمایا یہ تمہاری اچھی قربانی ہے، لیکن تمہارے بعد اور کسی کی طرف سے چھ ماہ کے بکرے کے بچے کی قربانی کفایت نہیں کرے گی۔ (عمدۃ القاری، ج:۲ص:۲۲۷-۲۲۸)

مذکورہ احادیث سے یہ بات پورے طور پر واضح ہو گئی کہ رسول پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے اختیار عطا فرمائے ہیں، اور آپ نے خداداد اختیار کی بدولت حضرت ابو بردہ کے لیے چھ ماہ کے بکری کے بچے کی قربانی کی اجازت دے دی، لہذا یہ بات ہمیں تسلیم کرنی ہو گی کہ بے شک اللہ تبارک و تعالی نے اپنے رسول کو مختار بنا کر بھیجا ہے، مجبور محض نہیں جیسا کہ بعض بے دین کا عقیدہ ہے۔ حضور اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہان ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں۔
وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام۔
وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام۔

راقم السطور: محمد آصف رضا علیمی
(بانی: جامعہ برکات علیمیہ نسواں،
پرسا، پریہار، بیلا، سیتامڑھی، بہار)
رابطہ نمبر: ۷۸۶۰۵۷۵۶۷۷
۲۷/ذی القعدہ ۴۷ھ مطابق ۱۴ مئی ۲۶ء بروز جمعرات۔

# سنت ابراہیمی اور ہماری عملی ذمہ داریاں

**محمد سفیان حنفی مصباحی**
**بستی پور، امبیڈکر نگر یوپی**

اللہ تعالی قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:
فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ.[الکوثر:۲]
ترجمہ: اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔
مخصوص جانور کو مخصوص ایام میں ثواب کی نیت سے ذبح کرنے کو اضحیہ اور قربانی کہتے ہیں۔ اور کبھی اس جانور کو بھی اضحیہ کہتے ہیں جو ایام نحر میں ذبح کیا جاتا ہے، جیسا کہ سید شریف جرجانی قدس سرہ رقم طراز ہیں:
الأضحیة : اسم لما یذبح فی ایام النحر بنیة القربة إلی اللہ تعالی. [معجم التعریفات للجرجانی، ص:۲۸]
حدیث شریف میں ہے:
عن زید بن أرقم، قال: قال اصحابُ رسولِ اللہ صلی اللہ علیه وسلم: یا رسولَ اللہِ! ما ھذہ الأضاحی؟ قال: سُنَّةُ أبیکم إبراھیمَ علیهِ السلامُ، قالوا: فما لنا فیها؟ یا رسول اللہ! قال: بکلِّ شعرةٍ حسنةٌ، قالوا: فالصوفُ؟ یا رسولَ اللہِ! قال: بکلِّ شعرةٍ من الصوفِ حسنةٌ. [السنن لابن ماجه، باب ثواب الاضحیة، رقم الحدیث: ۳۱۲۷]
ترجمہ: زید بن ارقم سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ حضور نے فرمایا: "تمھارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔" لوگوں نے عرض کی! یا رسول اللہ! ہمارے لیے اس میں کیا ثواب ہے؟ فرمایا: "ہر بال کے مقابل نیکی ہے۔" عرض کی: اون کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: "اون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ہے۔"

قربانی کے مشروع ہونے کی حکمت:
قربانی محض جانور ذبح کرنے کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک علامت ہے اس جذبے کی جو انسان کو اپنی خواہشات کو اللہ کی رضا پر قربان کرنے کا درس دیتا ہے۔ موسوعہ کویتیہ میں ہے:
أما حکمة مشروعیتها، فهی شکر اللہ تعالی علی نعمة الحیاة، وإحیاء سنة سیدنا إبراھیم الخلیل علیه الصلاة والسلام حین أمرہ اللہ عز بذبح الفداء عن ولدہ إسماعیل علیه الصلاة والسلام فی یوم النحر، و أن یتذکر المؤمن أن صبر إبراھیم و إسماعیل علیهما السلام و إیثارھما طاعة اللہ و محبته علی محبة النفس والولد کانا سبب الفداء و رفع البلاء، فإذا تذکر المؤمن ذلك اقتدی بهما فی الصبر علی طاعة اللہ و تقدیم محبته عز وجل علی ھوی النفس و شهوتها. [الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج:۵، ص:۷۶]
ترجمہ: اس کی مشروعیت کی حکمت، یہ اللہ تعالی کی نعمتِ حیات پر شکر ادا کرنا ہے، اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو زندہ کرنا ہے جب اللہ تعالی نے انھیں یومِ نحر میں اپنے بیٹے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بدلے فدیہ ذبح کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور یہ حکمت بھی کہ مومن، سیدنا ابراہیم و سیدنا اسماعیل علیہما السلام کے صبر اور اللہ تعالی کی اطاعت و محبت کو اپنی جان اور اولاد کی محبت پر ترجیح دینے کو یاد کرے جو فدیہ ملنے اور مصیبت دور ہونے کا سبب بنا۔ پس جب مومن اس واقعے کو یاد کرتا ہے تو وہ اللہ تعالی کی اطاعت پر صبر کرنے میں اور خواہش نفس اور شہوت پر اللہ عزوجل کی محبت کو مقدم رکھنے میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی پیروی کرتا ہے۔

قربانی کا مقصد اور پیغام: قربانی کا مقصد محض جسمانی عمل نہیں بلکہ اصل تقوی، اخلاص اور قرب الٰہی کا حصول ہے۔ جیسا کہ قرآن گویا ہے:
لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْكُمْ.[الحج:۳۷]
ترجمہ: اللہ کے نزدیک نہ ان (قربانی کے جانوروں) کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون، بلکہ اسے تمھاری پرہیز گاری پہنچتی ہے۔
قربانی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ایک مومن کے لیے اللہ کا حکم ہر چیز پر مقدم ہونا چاہیے۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اولاد جیسے عظیم نعمت کو اللہ کے حکم کے آگے قربان کر سکتے ہیں تو ہمیں بھی اپنی انا، خواہشات اور دنیاوی مفادات کو دین کے احکام کے تابع کر دینا چاہیے۔ یہ عمل ہمیں ایثار، صبر، شکر اور توکل جیسے اوصاف اپنانے کی تلقین کرتا ہے۔ لہذا قربانی کے گوشت کے ساتھ ساتھ مالی امداد بھی محتاجوں اور مسکینوں میں تقسیم کر کے معاشرے میں ہم آہنگی اور مساوات کو فروغ دیا جانا چاہیے۔
ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ قربانی محض ایک دکھاوے کے لیے کرتے اور گوشت کی تقسیم کے بجائے تصویری نمائش یا سوشل میڈیا کی زینت بناتے ہیں۔ ایسی قربانی حقیقت میں قربانی نہیں، کیوں کہ یہ روش قربانی کے مقصد کے بالکل منافی ہے۔ موسوعہ کویتیہ میں ہے:
فلیس من الأضحیة ما یذکی لغیر التقرب إلی اللہ تعالی.[الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج:۵، ص:۷۴]
ہماری ذمہ داریاں: قربانی کے جذبے کو صرف عید الاضحیٰ تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اسے اپنی زندگی کے ہر شعبے میں اپنایا جائے۔ آج کے دور میں جہاں انسان ذاتی مفاد، نمائش اور نفس پرستی کا شکار ہو چکا ہے، قربانی کا فلسفہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہم ایک ایسے معاشرے کا حصہ ہیں، جہاں دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنا ہماری ذمہ داری ہے۔ قربانی کے موقع پر غریبوں، یتیموں، بیواؤں اور ضرورت مندوں کو یاد رکھنا ہماری سماجی ذمہ داری ہے۔
قربانی ایک عظیم عبادت ہے جو ہمیں محض رسم نہیں بلکہ عملی تربیت فراہم کرتی ہے۔ اگر ہم قربانی کے اسباق کو اپنی زندگیوں میں شامل کر لیں تو نہ صرف ہم ایک بہتر انسان بن سکتے ہیں بلکہ ایک مثالی اسلامی معاشرہ بھی تشکیل دے سکتے ہیں۔ آج ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اس عبادت کی روح کو سمجھیں اور اپنی ذمہ داریوں کو پہچان کر انھیں خلوص اور سچائی کے ساتھ ادا کریں۔
اللہ تعالی ہمیں خلوص کے ساتھ یہ اعمال کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

## خصوصی کالم برائے مراسلات

معزز قارئین کرام: السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ نیپال اردو ٹائمز ہمالیہ کی وادیوں سے اردو صحافت کا روشن مینار ہے جس کے ذریعے سے ملک نیپال میں اردو صحافت کو فروغ دینے کے لیے ہماری ٹیم سرگرم عمل ہے، قارئین حضرات سے مؤدبانہ التماس ہے کہ اخبار کو پڑھیں اور اپنی آرا ہمیں ارسال فرما کر شکریہ کا موقع فراہم کریں۔

weeklynepalurdutimes@gmail.com +9779701714929


Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

# *نیپال میں معیاری دینی و تعلیمی اداروں کا فقدان: اسباب و حل*

## از: محمد ریاض انصاری
متعلم جامعہ اشرفیہ مبارک پور

ہمالیہ کی گود میں واقع نیپال، جو کبھی خالص کفار کا مسکن و مرکز ہوا کرتا تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور ہمارے اکابرین و بزرگانِ دین کی مسلسل جدوجہد، پیہم کوششوں اور محنتوں کے نتیجے میں آج وہاں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد آباد ہے۔ وہاں مدارس و مساجد کی کثرت بھی پائی جاتی ہے، لیکن صد افسوس کہ کوئی ایسا معیاری ادارہ موجود نہیں جہاں مکمل نظم و ضبط کے ساتھ معیاری تعلیم دی جاتی ہو، اور نہ ہی کوئی ایسا قابلِ اعتماد مدرسہ ہے جہاں طلبہ اپنی تعلیم مکمل کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ طلبہ کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونِ ملک کا سفر کرنا پڑتا ہے اور انہیں طرح طرح کی دشواریوں اور اذیتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

آیئے! پہلے ہم اس کے اسباب و وجوہات پر غور کرتے ہیں، پھر ان کے حل کے لیے چند تجاویز پیش کریں گے۔

(۱) وحدت و اجتماعیت کا فقدان اور اختلافات کی کثرت

نیپال میں معیاری اداروں کے نہ ہونے کا ایک بڑا سبب علماءِ کرام، خانقاہوں کے سجادگان اور معاشرے کے ذمہ داران کے درمیان لسانی، فکری، تعلیمی، تربیتی اور علاقائی اختلافات ہیں، جو ہر نئے دن کے ساتھ بڑھتے جا رہے ہیں۔ آج مسلمانوں کے درمیان باہمی اختلافات اس قدر بڑھ چکے ہیں کہ وہ حضرات بھی، جو اس میدان میں مؤثر اور مثبت کردار ادا کر سکتے ہیں، انہی اختلافات کا حصہ بنے ہوئے ہیں۔

(۲) فنڈز کی کمی اور مالی پسماندگی

مسلمانانِ نیپال عمومی طور پر مالی پسماندگی کا شکار ہیں، اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ نیپال کے اکثر مدارس و مکاتب کا نظام چندوں اور عطیات پر قائم ہے۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ آسمان کو چھوتی ہوئی اس مہنگائی کے دور میں ایک مضبوط اور مستحکم ادارہ قائم کرنے کے لیے خطیر سرمایہ درکار ہوتا ہے۔

(۳) تربیت یافتہ اور تجربہ کار اساتذہ کی کمی

دورِ حاضر میں تربیت یافتہ اساتذہ کی قلت اور محض سند یافتہ افراد کی کثرت کسی سے مخفی نہیں۔ حد تو یہ ہے کہ بعض لوگوں کو درست عبارت خوانی تک نہیں آتی۔ یاد رکھنا چاہیے کہ ادارے کا مطلب صرف لمبی چوڑی عمارتیں اور مضبوط دیواریں نہیں، بلکہ حقیقی ادارہ وہ ہے جس کی بنیاد علم و معرفت، زہد و تقویٰ اور حسنِ تربیت پر رکھی گئی ہو۔

مبارک پور میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور، بریلی شریف میں جامعۃ الرضا اور منظر اسلام روناہی میں جامعہ اسلامیہ، اور گھوسی میں جامعہ امجدیہ صرف اپنی بلند و بالا عمارتوں کی وجہ سے معروف نہیں، بلکہ وہاں علم و عمل کا ایک ایسا روشن ماحول موجود ہے جو طلبہ کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طلبہ دور دور سے وہاں تعلیم حاصل کرنے کے لیے پہنچتے ہیں۔

(۴) مستحکم نظام اور مضبوط نصاب کا فقدان

برسوں سے قائم مدارس و مکاتب میں مستحکم نظام اور مضبوط نصاب کا نہ ہونا نہایت افسوس ناک اور حیرت انگیز امر ہے۔ ہمارے اکثر مدارس و مکاتب کا حال یہ ہے کہ صبح سویرے بچے نہار منہ، گندے لباس میں ملبوس، بغل میں کتابوں کا بستہ اور بیٹھنے کے لیے بوری دبائے مدرسے پہنچتے ہیں۔ ادھر امام صاحب فاتحہ خوانی، میلاد خوانی، نکاح خوانی اور دیگر مصروفیات سے فارغ ہونے کے بعد درسگاہ میں تشریف لاتے ہیں۔

بیک وقت پانچ چھ بچے سبق سنانے کے لیے امام صاحب کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ امام صاحب کی توجہ سبق سننے سے زیادہ شور مچانے والے بچوں کو خاموش کرانے میں صرف ہوتی ہے۔ کچھ دیر بعد معلوم ہوتا ہے کہ گاؤں کے چند افراد ملاقات کے لیے آگئے ہیں، اب مجبوری میں امام صاحب کو انکی خیریت لینی پڑتی ہے۔ ان کے جانے کے بعد قوم و ملت کے مستقبل کے رہنما ان معصوم بچوں سے پوچھا جاتا ہے: "سبق پڑھ لیا؟" اور تمام بچے بیک زبان جواب دیتے ہیں: "جی حضرت!"

پھر کچھ دیر بعد اعلان ہو جاتا ہے: "چلو بچو! اب چھٹی کرو۔"

ان بچوں میں بعض بچے نہایت ذہین ہوتے ہیں، لیکن ناقص نظام کی وجہ سے مہینوں تک ان کو ایک ورق بھی درست طور پر نہیں پڑھایا جاتا۔ بعض بچوں کو ایک حرف اور اس کی حرکت پہچاننے یا ہجے کرنے میں مہینوں لگ جاتے ہیں۔

اگر یہی صورتِ حال برقرار رہی، نظام مستحکم نہ ہوا، نصاب مضبوط نہ بنایا گیا، اور اساتذہ ذمہ داری کا احساس نہ کریں، تو وہ دن دور نہیں جب نیپال کا حال بھی اسپین کی طرح ہو جائے گا، جہاں ایمان کی روشنی مدھم پڑ گئی اور شعائرِ اسلام مٹتے چلے گئے۔

مذکورہ اسباب کے علاوہ بھی بہت سے عوامل ہیں جو اس راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں، لیکن یہ اسباب نہایت قوی اور خطرناک ہیں۔ اگر ان کا قلع قمع کر دیا جائے تو میرا ایمان و یقین ہے کہ ہمارے ملک میں ضرور بہتری پیدا ہو گی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان اسباب کا خاتمہ کیسے کیا جائے؟

اس کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے علماءِ کرام، دانشورانِ قوم و ملت اور ذمہ دارانِ مدارس کی ایک مشترکہ ٹیم تشکیل دی جائے، جو نیپال بھر کے مدارس و مکاتب کا جائزہ لے اور تمام ذمہ داران کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرے، تاکہ جب کسی بڑے ادارے کے قیام کے لیے قدم اٹھایا جائے تو وہ اجتماعی مشورے اور باہمی اتفاق سے ہو، اور بعد میں کسی قسم کا اختلاف یا فساد پیدا نہ ہو۔

لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب علماءِ کرام، خانقاہوں کے سجادگان، کمیٹیوں کے ذمہ داران اور قوم و ملت کے دانشوران اپنے لسانی، فکری اور ذاتی اختلافات کو پسِ پشت ڈال کر اخلاص اور سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلے کے حل کی کوشش کریں۔

اگر آج ہم متحد نہ ہوئے، اگر آج ہم نے بے حسی اور غفلت کا مظاہرہ کیا، تو یہی غفلت آنے والی نسلوں کے ایمان و عقیدے کے لیے نہایت خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔

جہاں تک مالی پسماندگی کا تعلق ہے، تو اس سلسلے میں حکومت کی طرف سے کچھ بہتری کی امید کی جا سکتی ہے، کیونکہ حکومت نے مدارسِ اسلامیہ کا ریکارڈ طلب کیا ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ مدارس کے شعبے کو ایک منظم شکل دینا چاہتی ہے۔ تاہم اس دوران امتِ مسلمہ کو نہایت محتاط، متحرک اور بیدار رہنے کی ضرورت ہے۔

یہ چند تجاویز ہدیۂ قارئین ہیں۔ اگر ان پر سنجیدگی کے ساتھ عمل کیا جائے تو نیپال میں ایک بڑا تعلیمی انقلاب برپا ہو سکتا ہے اور ایک نئی تاریخ رقم کی جا سکتی ہے۔ پھر صرف ایک یا دو نہیں بلکہ متعدد ایسے معیاری ادارے قائم ہوں گے جہاں سے کثیر تعداد میں علماءِ کرام، مفتیانِ عظام اور حفاظِ قرآن تیار ہوں گے، جو ملک کے گوشے گوشے میں دینِ اسلام کی خدمت انجام دیں گے۔

از: محمد ریاض انصاری
متعلم جامعہ اشرفیہ مبارک پور

# قربانی: حقیقت، فلسفہ اور عصرِ حاضر میں اس کے تقاضے

## مفتی انعام الحق قاسمی
خادم التدریس دارالعلوم محمودیہ پورینی گوٹ مدھے پورہ بہار۔۔۔
۸۷۵۷۹۵۳۳۹۲

لفظ "قربانی" عربی زبان کے لفظ "قُربان" سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں "کسی چیز کے نزدیک ہونا"۔ اسلامی اصطلاح میں قربانی سے مراد وہ مخصوص جانور ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی نیت سے ذوالحجہ کے مخصوص دنوں (۱۰، ۱۱ اور ۱۲ ذوالحجہ) میں ذبح کیا جاتا ہے۔ قربانی صرف ایک ظاہری رسم یا جانور کے خون بہانے کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک عظیم الشان عبادت، عشقِ الٰہی کا مظہر اور مومن کی وفاداری کا امتحان ہے۔

قربانی کا تاریخی پس منظر اور مشروعیت

قربانی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی خود انسانی تاریخ۔ کائنات کی پہلی قربانی حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں (ہابیل اور قابیل) نے پیش کی تھی۔ تاہم، موجودہ قربانی کی شکل سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی بے مثال قربانی اور لازوال سنت کی یادگار ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا، تو باپ اور بیٹے دونوں نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ قرآن مجید اس لمحے کی منظر کشی یوں کرتا ہے:

فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ

"پھر جب ان دونوں نے (اللہ کا حکم) مان لیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا..." (الصافات:۱۰۳)

اللہ پاک کو یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اسماعیل علیہ السلام کی جگہ جنت سے ایک دنبہ بھیج دیا اور اس عمل کو قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لیے لازم کر دیا۔

قربانی کا اصل فلسفہ اور روح

قربانی کا بنیادی مقصد انسان کے اندر تقویٰ اور اخلاص پیدا کرنا ہے۔ جانور کے گلے پر چھری پھیرنے کا مطلب اصل میں اپنے اندر کی حیوانیت، نفسانی خواہشات اور انا پر چھری پھیرنا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ

"اللہ کو ہرگز نہ ان (جانوروں) کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون، بلکہ اسے تو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔" (الحج:۳۷)

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اگر قربانی میں خلوصِ نیت نہ ہو، اور مقصد محض گوشت کھانا، برادری میں نام بنانا یا دکھاوا ہو، تو وہ قربانی اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہوتی۔

قربانی کے فضائل

احادیثِ مبارکہ میں قربانی کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔

خون کا پہلا قطرہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قربانی کے دن ابنِ آدم کا کوئی عمل اللہ کے نزدیک خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ محبوب نہیں، اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت آئے گا، اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں قبولیت کا مقام پا لیتا ہے، لہٰذا تم خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔" (جامع ترمذی)

نیکیوں کی تعداد: صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان قربانیوں کی حقیقت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے"۔ انہوں نے عرض کیا: اس میں ہمارے لیے کیا اجر ہے؟ فرمایا: "ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے۔" (ابن ماجہ)

معاشی اور اجتماعی فوائد

اسلام ایک دینِ فطرت ہے، اس کی ہر عبادت میں جہاں روحانی فوائد ہیں، وہیں معاشی اور سماجی حکمتیں بھی پنہاں ہیں۔

غرباء کی دلجوئی: سال بھر گوشت سے محروم رہنے والے غریب اور سفید پوش طبقے کو اس دن عزت کے ساتھ اچھا کھانا میسر آتا ہے۔ اسلام نے گوشت کے تین حصے (ایک اپنے لیے، ایک رشتہ داروں کے لیے اور ایک غریبوں کے لیے) کرنے کی مستحب ترغیب دے کر سماجی ہمدردی کا درس دیا ہے۔

معیشت کا استحکام: عیدِ قربان کے موقع پر اربوں روپے کی معیشت گردش میں آتی ہے۔ چرواہوں، کسانوں، جانوروں کے تاجروں، قصابوں اور چمڑے کی صنعت سے وابستہ لاکھوں غریب خاندانوں کا روزگار اس سے جڑا ہوا ہے۔

عصرِ حاضر کے چند مغالطے اور ان کا رد

آج کل کچھ طبقے (خصوصاً سوشل میڈیا پر) یہ پروپیگنڈا کرتے نظر آتے ہیں کہ "جانوروں پر پیسہ ضائع کرنے کے بجائے وہ رقم کسی غریب کی شادی یا علاج پر لگا دی جائے"۔ یہ ایک سطحی اور گمراہ کن سوچ ہے۔

عبادت کا اپنا مقام ہے: اسلام میں ہر عبادت کا اپنا وقت اور مقام ہے۔ نماز کی جگہ زکوٰۃ نہیں لے سکتی اور روزے کی جگہ حج نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح قربانی کے دنوں میں جانور کا خون بہانا ہی مطلوب ہے، کوئی اور صدقہ اس کا نعم البدل نہیں ہو سکتا۔

معاشی گردش کا خاتمہ: اگر قربانی بند کر دی جائے تو معیشت تباہ ہو جائے گی اور وہ چھوٹے کسان جو سال بھر اس امید پر جانور پالتے ہیں، شدید غربت کا شکار ہو جائیں گے۔

حاصلِ کلام

قربانی محض ایک سالانہ تہوار نہیں بلکہ یہ مومن کے ایمان کی تجدید کا دن ہے۔ یہ ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اگر دین، ملک و ملت اور نظریے کے لیے جان، مال یا اولاد کی قربانی بھی دینا پڑے تو ایک مسلمان کو پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے۔

ہمیں چاہیے کہ امسال جب قربانی کی چھری ہاتھ میں لیں، تو دل میں یہ عزم بھی کریں کہ ہم اللہ کی رضا کے لیے اپنی ہر اس خواہش، نفرت، اور برائی کو بھی قربان کر دیں گے جو ہمیں صراطِ مستقیم سے دور کرتی ہے۔

# قربانی کے ساتھ اپنی انا بھی قربان کر دیں،

## قاری جمال کوثر نوری،

مخصوص جانور کو مخصوص دنوں میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ذبح کرنے کا نام قربانی ہے، قربانی صرف جانور ذبح کرنے کا نام نہیں، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنی خواہشات، غرور، گھمنڈ تکبر اور انانیت کو بھی چھوڑ دینے کا درس دیتی ہے۔ عید الاضحیٰ ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عظیم قربانی کی یاد دلاتی ہے، جنہوں نے اللہ کے حکم کے سامنے اپنی ہر خواہشات کو قربان کر دیا۔ اسی طرح ہمیں بھی اپنی زندگی میں تکبر، ضد، حسد اور انا جیسی برائیوں کو ختم کرنا چاہیے۔

انسان کی انا اکثر اسے دوسروں سے بہتر سمجھنے پر مجبور کرتی ہے۔ یہی انا رشتوں میں دوری، دلوں میں نفرت اور معاشرے میں فساد اور بگاڑ پیدا کرتی ہے۔ اگر انسان قربانی کے موقع پر صرف جانور قربان کرے لیکن اپنے اندر کی برائیوں کو باقی رکھے تو قربانی کا اصل مقصد پورا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کو نہ گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون، بلکہ اس کے نزدیک بندے کا تقویٰ اور اخلاص اہم ہے۔

قربانی ہمیں ایثار، محبت اور عاجزی کا سبق دیتی ہے۔ جب ہم اپنی انا کو قربان کرتے ہیں تو دل نرم ہو جاتا ہے، دوسروں کے لیے احترام پیدا ہوتا ہے اور معاشرے میں بھائی چارہ بڑھتا ہے۔ ایک اچھا مسلمان وہی ہے جو اپنی غلطی مان لے، دوسروں کو معاف کرے اور ہمیشہ عاجزی اختیار کرے۔ آج کے دور میں لوگوں کے درمیان جھگڑوں اور نفرتوں کی ایک بڑی وجہ انا ہے۔ اگر ہر شخص اپنی ضد اور غرور کو چھوڑ دے تو بہت سے مسائل خود بخود ختم ہو جائیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم قربانی کے اس مبارک موقع پر عہد کریں کہ ہم نہ صرف جانور قربان کریں گے بلکہ اپنی بری عادتوں، غرور اور انا کو بھی اللہ کی رضا کے لیے قربان کریں گے۔ لیکن آج افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج قربانی کے نام پر دکھاوا کیا جا رہا ہے اور نمائش کی جا رہی ہے میں سب کی بات نہیں کرتا مگر بیشتر افراد اس کے شکار ہیں لوگ اپنے مضبوط اور فربہ جانور کی تصویر اسٹیٹس پر لگا کر لوگوں کو دکھاتے ہیں کہ ہم نے اتنا مہنگا بکرا قربان کر دیا خدارا ہوش کے ناخن لیں اور اس ریاکاری سے باز آئیں ورنہ آپ کی عبادت آپ کے منہ پر مار دی جائے گی آج معاشرے میں اخلاص کا فقدان ہوتا جا رہا ہے اور ہماری انانیت ہمیں حق بات کو قبول کرنے سے ہی روکتی ہے سراج الفقہاء محقق مسائل جدیدہ مفتی نظام الدین رضوی فرماتے ہیں کہ پریشانی یہ نہیں ہے کہ حق بولنے والے ختم ہو ممنوع کر دی ہے گئے ہیں بلکہ پریشانی یہ ہے کہ ہم اپنی مرضی کا حق سننا چاہتے ہیں بھلا بتائیے اگر آپ اپنی مرضی اور طبیعت کی باتوں کو ہی مانیں گے تو وہ تو بھلا آپ اس کو شریعت کا نام کیسے دے سکتے ہیں ساتھ ہی ساتھ میں اپنے مسلم بھائیوں سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ جن جانوروں کی قربانی گورنمنٹ نے برائے کرم اس کی قربانی نہ کریں بلکہ اس کے متبادل جو جانور ہیں صرف انہیں کو قربان کریں اور اپنے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کریں یقیناً اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ بہت سارے فتنوں سے محفوظ رہیں گے اور براہ راست ان کا خود ہی مالی نقصان ہو گا، جیسا کہ ابھی بنگال میں ہو رہا ہے بنگال میں بی جے پی کی حکومت آنے کے بعد بڑے جانوروں کی قربانی پر پابندی لگا دی گئی نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کے مسلمانوں نے اس دفعہ وہاں بڑے جانوروں کی قربانی نہ کرنے کا عہد کیا اور منڈی میں جانور پڑے رہ گئے جس کو دیکھ کر کے غیر مسلم طبقہ جو ان جانوروں کے ذریعے ہی گزر بسر کرتے تھے اب خون کے آنسو رو رہے ہیں اور اپنی غلطی پر پچھتا رہے ہیں، اور خود اپنی حکومت کو کوس رہے ہیں،

مضمون نگار، شاعر اسلام حضرت علامہ مولانا الحاج قاری محمد جمال کوثر نوری لکھنوی ناظم اعلیٰ مدرسہ عربیہ غوثیہ رضاء العلوم پوجہاں پوٹجروا شیخ ٹولی پٹھان ٹولی مغربی چمپارن، بیتیا، بہار موبائل ۹۱۳۵۳۷۷۶۸۸

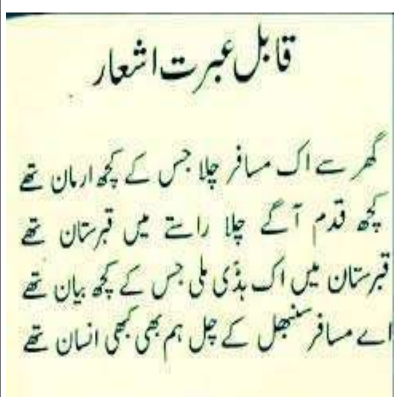
قابل عبرت اشعار
گھر سے اک مسافر چلا جس کے کچھ ارمان تھے
کچھ قدم آگے چلا راستے میں قبرستان تھے
قبرستان میں اک ہڈی ملی جس کے کچھ بیان تھے
اے مسافر سنبھل کے چل ہم بھی کبھی انسان تھے

# حضرت قاری محمد نعیم الدین قادری کو صدمہ

(والد کا انتقال پُر ملال)

زندگی اور موت کا قانون ہمیشہ سے جاری ہے، جو بھی اس دنیا میں پیدا ہوا اسے ایک دن یہ دنیا چھوڑ کر جانا ہے، مگر بعض شخصیات کی ج رودائی دلوں پر خاص اثر چھوڑ جاتی ہے۔ حضرت علامہ مولانا قاری نعیم الدین صاحب کے والد گرامی کا انتقال یقیناً ایک ایسا ہی سانحہ ہے جس نے اہلِ خاندان اور متعلقین کو غمزدہ کر دیا ہے۔

مرحوم نہایت خلیق، ملنسار اور نیک سیرت انسان تھے۔ سادگی ان کی پہچان تھی، دنیاوی دکھاوے اور غیر ضروری تعلقات سے دور رہ کر ایک پُرسکون اور باوقار زندگی گزاری۔ لوگوں سے کم مگر خلوص بھرا تعلق رکھتے تھے، اور جو بھی ان سے ملا، ان کی نرم مزاجی اور حسن اخلاق کا معترف ہوا۔

مرحوم کی زندگی کا ایک نہایت روشن پہلو یہ بھی تھا کہ انہوں نے وسائل کی کمی کے باوجود اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں کوئی کمی نہیں آنے دی۔ بڑی محنت، قربانی اور صبر کے ساتھ اپنے بیٹوں کو پڑھایا لکھایا اور انہیں اس قابل بنایا کہ وہ دین و دنیا میں عزت و مقام حاصل کر سکیں۔ یہ ان کی دور اندیشی اور اولاد کے لیے سچی محبت کی واضح دلیل ہے۔

اسی طرح حضرت قاری نعیم الدین صاحب اور ان کے چھوٹے بھائی محمد زین الدین نے بھی اپنے والد محترم کی بے مثال خدمت کی۔ خصوصاً آخری عمر میں جب مرحوم شدید علالت کا شکار ہوئے تو قاری صاحب نے مستقل ان کی تیمارداری کی، خود بھی خدمت میں لگے رہے اور اپنے اہل و عیال کو بھی اس سعادت میں شریک رکھا۔ یہ حسن سلوک اور خدمتِ والدین کا ایسا نمونہ ہے جو یقیناً باعثِ اجر و ثواب اور دوسروں کے لیے قابلِ تقلید ہے۔

ایسی پاکیزہ صفات کے حامل افراد بظاہر دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں، مگر ان کی یادیں، ان کی نیکیاں اور ان کا کردار ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، ان کی قبر کو نور سے بھر دے، اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

ہم حضرت مولانا قاری نعیم الدین صاحب اور تمام اہل خانہ کی خدمت میں دلی تعزیت پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ شریک غم: محمد اختر رضا قادری مصباحی

منظوم تعزیت منجانب تراب الشعراء

## ::غمِ والدِ مرحوم:::

(بخدمت شیخ القراء قاری نعیم الدین قادری گلاب پوری صاحب قبلہ)

غم دے کے میرا مونس و یاور چلا گیا
میرے دل و نظر کو رلا کر چلا گیا

بھائی بہن ہیں خویش واقارب بھی ہیں مگر
والد کے ساتھ یادوں کا لشکر چلا گیا

جس سے حیاتِ نَو تھی منور مری ہوئی
چرخِ جہاں کا وہ مرا اختر چلا گیا

پہنچے گا کیسے منزلِ مقصود کارواں
رہبر ہمارا اے دلِ مضطر چلا گیا

سوتے تھے جس کے سائے میں بے خوف رات بھر
جنت میں اپنا لے کے وہ بستر چلا گیا

کہنے لگے ہیں حضرتِ قاری نعیم آج
دے کر مجھے وہ علم کا ساگر چلا گیا

جس پر بشیر قادری نازاں تھا رات دن
افسوس دور مجھ سے وہ جوہر چلا گیا

::::::::::::فکر و قلم::::::::::::

محمد بشیر القادری رضوی گلاب پوری
نیپال حال مقیم کھنڈوہ ایم پی رابطہ نمبر ۹۷۷۰۳۰۴۵۲۱

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

ہفت روزہ
نیپال اردو ٹائمز
Weekly The
NEPAL URDU TIMES
Reg.No: 5310 -2082/2083 - www.nepalurdutimes.com



# * تجلیاتِ ذی الحجہ *

محمد علی شیر قادری نظامی
سکونت: روضہ شریف، مہوتری نیپال

الحمدللہ رب العالمین، مالکِ ارض و سما، جس نے زمانوں میں بعض زمانوں کو، مہینوں میں بعض مہینوں کو، اور دنوں میں بعض دنوں کو اپنی خاص رحمتوں اور برکتوں کے لئے منتخب فرمایا۔ درود و سلام ہوں تاجدارِ کائنات، سرورِ دوعالم، رحمتِ مجسم، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر، جنھوں نے انسانیت کو بندگی، عشقِ الٰہی، قربانی اور معرفتِ حق کا راستہ دکھایا۔ اسلامی سال کے مبارک مہینوں میں ماہِ ذی الحجہ ایک ایسی نورانی وروحانی بہار لے کر آتا ہے جس میں ایمان تازگی پاتا ہے، دلوں میں خشیت کے چراغ روشن ہوتے ہیں، روحیں عبادت کی لذت سے سرشار ہو جاتی ہیں اور بندۂ مؤمن اپنے رب کے قرب کی خوشبو محسوس کرنے لگتا ہے۔ یہ وہ مقدس مہینہ ہے جس میں آسمانوں سے رحمتوں کی بارش ہوتی ہے، مغفرت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر خصوصی تجلیات فرماتا ہے۔ گویا ذی الحجہ کا ہر دن بندگی کی خوشبو، ہر رات عبادت کی روشنی اور ہر ساعت قربِ الٰہی کی دعوت لئے ہوئے آتی ہے۔ قرآنِ مجید میں ربِ کریم نے ارشاد فرمایا: "وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ"

اہلِ تفسیر فرماتے ہیں کہ ان دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں۔ غور کیجیۓ! جس زمانے کی قسم خود خالقِ کائنات اٹھائے، اس کی عظمت کا اندازہ انسانی عقل کیسے کر سکتی ہے؟ یہ وہ مبارک ایام ہیں جن میں زمین پر رہنے والے اہلِ ایمان کی عبادتیں آسمانوں میں نور بن کر چمکتی ہیں۔ یہی وہ دن ہیں جن میں دل توبہ کی طرف مائل ہوتے ہیں، آنکھیں ندامت کے آنسو بہاتی ہیں اور بندہ اپنے گناہوں کے بوجھ سے نکل کر رحمتِ الٰہی کے سائے میں آجاتا ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی دن کا نیک عمل ان دس دنوں کے نیک اعمال سے زیادہ محبوب نہیں۔" (صحیح بخاری) یہ حدیث دراصل اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ذی الحجہ کے یہ دن اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے دن ہیں۔ ان ایام میں ذکر کیا جائے تو دلوں کو سکون ملتا ہے، قرآن پڑھا جائے تو روح کو غذا ملتی ہے، صدقہ کیا جائے تو رزق میں برکت نازل ہوتی ہے اور توبہ کی جائے تو گناہوں کے اندھیرے مٹنے لگتے ہیں۔ اہلِ دل فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک انسان کو عبادت کی راہ دکھاتا ہے، جبکہ ذی الحجہ انسان کو قربانی اور فنافی اللہ کا سبق دیتا ہے۔ رمضان میں بندہ خواہشات کو روکتا ہے اور ذی الحجہ میں اپنی محبوب ترین چیز اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کا جذبہ سیکھتا ہے۔ ان مبارک دنوں میں یومِ عرفہ کی شان تو اور بھی نرالی ہے۔ یہ وہ دن ہے جب رحمتِ خداوندی سمندر کی موجوں کی طرح جوش میں ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ یومِ عرفہ کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔" (صحیح مسلم) گویا عرفہ کا دن مغفرت کی بارش، رحمت کی گھٹا اور بخشش کا دریا ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فخر فرماتا ہے، فرشتوں کے سامنے ان کا ذکر کرتا ہے اور ٹوٹے دلوں کو اپنی رحمت سے بھر دیتا ہے۔ ذی الحجہ کے ان بابرکت ایام میں تکبیراتِ تشریق کی صدائیں اہلِ ایمان کے دلوں میں توحید کی حرارت پیدا کرتی ہیں۔ نو ذی الحجہ کی فجر سے تیرہ ذی الحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد یہ مبارک کلمات ادا کئے جاتے ہیں: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

یہ صرف الفاظ نہیں بلکہ عاشق کے دل کی صدا ہیں۔ "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" گویا بندہ اعلان کررہاہے کہ اے دنیا! تیری ہر چمک، ہر دولت، ہر طاقت اور ہر محبت سے بڑھ کر میرا رب عظیم ہے۔ یہی تکبیر دل سے دنیا کی محبت نکالتی اور روح کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ ذی الحجہ کا سب سے عظیم منظر حج ہے۔ جب لاکھوں عاشقانِ الٰہی سفید احرام میں ملبوس ہوکر "لبیک اللھم لبیک" کی صدائیں بلند کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے انسانیت اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوگئی ہو۔ وہاں نہ بادشاہی باقی رہتی ہے، نہ فقیری، نہ نسل کا غرور اور نہ دولت کا تکبر۔ سب ایک لباس میں، ایک میدان میں، ایک رب کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ یہی اسلام کا حسن ہے، یہی توحید کی عظمت ہے اور یہی بندگی کی معراج ہے۔ میدانِ عرفات میں کھڑا حاجی جب ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہے تو گویا اپنی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیتا ہے۔ مزدلفہ کی رات انسان کو سادگی سکھاتی ہے، منیٰ قربانی کا پیغام دیتی ہے اور بیت اللہ کا طواف دل کو یہ احساس بخشتا ہے کہ اصل مرکز صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

بقیہ اگلے شمارے میں (ان شااللہ)

# جہیز — معاشرے کے سینے میں پیوست ایک خنجر

* ابوالخالد محمد اظہرالدین علیمی *
دارالعلوم حسینیہ نظامیہ رضا نگر بھٹنڈی جموں (جموں وکشمیر)

جہیز ایک ایسی سماجی بیماری، ایک ایسا ناسور، ایک ایسی تباہ کن رسم ہے جس نے نہ جانے کتنی بیٹیوں کے خواب روند ڈالے، کتنے باپوں کی کمر توڑ دی، کتنی ماؤں کی آنکھوں کے چراغ بجھا دیے اور کتنے گھروں کی خوشیاں نگل لیں۔ یہ صرف ایک رسم نہیں بلکہ انسانیت کے چہرے پر ایک سیاہ دھبہ، معاشرے کے ماتھے پر بدنما کلنک اور اخلاقی اقدار کے جنازے کا اعلان ہے۔ جس معاشرے میں بیٹی کو رحمت کہا جائے مگر اسی بیٹی کی شادی کے وقت اس کے والدین کو قرضوں، ذلتوں اور پریشانیوں کی چکی میں پیسا جائے، وہاں انسانیت کی عظمت پر سوالیہ نشان کھڑا ہو جاتا ہے۔

آج جب کسی گھر میں بیٹی پیدا ہوتی ہے تو بہت سے والدین کے چہروں پر خوشی کے بجائے فکر کی پرچھائیاں چھا جاتی ہیں۔ ننھی کلی کے ہاتھوں میں کھلونوں کے بجائے جہیز کے بوجھ کا تصور رکھ دیا جاتا ہے۔ ماں اپنی بیٹی کے بچپن سے ہی برتن، کپڑے، فرنیچر اور زیورات جمع کرنا شروع کر دیتی ہے۔ باپ اپنی جوانی کی کمائی، اپنی محنت کا پسینہ اور اپنی زندگی کے خواب صرف اس خوف میں قربان کر دیتا ہے کہ کہیں کل اس کی بیٹی کو جہیز کم ہونے کی وجہ سے طعنے نہ سننے پڑیں۔

کتنا دردناک منظر ہوتا ہے جب ایک غریب باپ اپنی بیٹی کے نکاح کے لیے لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے، قرض لیتا ہے، زمین بیچ دیتا ہے، گھر گروی رکھ دیتا ہے، مگر پھر بھی معاشرے کے شکاری مزاج لوگ مطمئن نہیں ہوتے۔ ان کی خواہشات کی آگ بجھتی ہی نہیں۔ کسی کو موٹر سائیکل چاہیے، کسی کو گاڑی، کسی کو لاکھوں روپے، کسی کو قیمتی سامان۔ گویا نکاح ایک پاکیزہ عبادت نہیں بلکہ تجارت، سودے بازی اور لالچ کا بازار بن چکا ہے۔

جہیز کی وجہ سے کتنی بیٹیاں عمر بھر گھر بیٹھی رہ جاتی ہیں۔ ان کی آنکھوں میں سجنے والے خواب آہستہ آہستہ دم توڑ دیتے ہیں۔ وہ اپنی سہیلیوں کو رخصت ہوتے دیکھتی ہیں مگر ان کے اپنے ہاتھوں کی مہندی قسمت کی دھول میں چھپ جاتی ہے۔ کئی لڑکیاں صرف اس لیے خودکشی کرلیتی ہیں کہ ان کے والدین جہیز کا انتظام نہیں کرسکتے۔ کتنی مائیں راتوں کو جاگ جاگ کر روتی ہیں، کتنے باپ خاموشی سے ٹوٹ جاتے ہیں، مگر اس معاشرے کے سنگ دل لوگوں کے دل نہیں پگھلتے۔

سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ جہیز لینے والے اکثر خود کو معزز، شریف اور دیندار کہتے ہیں۔ زبان پر مذہب کا نام ہوتا ہے مگر عمل میں ظلم، حرص اور بے حسی ہوتی ہے۔ اسلام نے نکاح کو آسان بنایا، سادگی کی تعلیم دی، عورت کو عزت بخشی، مگر ہم نے اپنی رسموں اور خواہشات سے اسے مشکل ترین مرحلہ بنادیا۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم خرچ ہو، مگر آج برکت کو چھوڑ کر نمود و نمائش، فضول خرچی اور لالچ کو عزت سمجھ لیا گیا ہے۔

جہیز کی لعنت صرف مالی تباہی تک محدود نہیں بلکہ اس کے اثرات گھریلو زندگی کو بھی برباد کر دیتے ہیں۔ کتنی بہوؤں کو صرف اس لیے ذلیل کیا جاتا ہے کہ وہ "کم جہیز" لائیں۔ انہیں طعنے دیے جاتے ہیں، مارا پیٹا جاتا ہے، ذہنی اذیت دی جاتی ہے۔ بعض اوقات تو ظلم کی انتہا یہ ہوتی ہے کہ معصوم بہوؤں کو زندہ جلا دیا جاتا ہے۔ اخباروں

کے صفحات ایسے واقعات سے بھرے پڑے ہیں جہاں ایک لڑکی کی زندگی صرف اس لیے ختم کر دی گئی کہ اس کے والدین مزید سامان نہ دے سکے۔ کیا یہی انسانیت ہے؟ کیا یہی شرافت ہے؟ کیا یہی غیرت ہے؟

جہیز نے معاشرے میں مقابلہ بازی، حسد اور دکھاوے کو بھی جنم دیا ہے۔ لوگ اپنی حیثیت سے بڑھ کر خرچ کرتے ہیں تاکہ معاشرے میں ناک نہ کٹ جائے۔ شادی بیاہ خوشی کے بجائے فخر و غرور کی نمائش بن گئے ہیں۔ غریب خاندان امیروں کی دیکھا دیکھی اپنی زندگی برباد کرلیتے ہیں۔ کئی لوگ برسوں قرض ادا کرتے رہتے ہیں۔ بعض باپ اپنی بیٹی کی شادی کے بعد بیمار ہو جاتے ہیں، کچھ صدمے سے مر جاتے ہیں، مگر کسی کو ان کے درد کا احساس نہیں ہوتا۔

اصل میں جہیز لینے والا صرف سامان نہیں لیتا بلکہ ایک باپ کی عمر بھر کی کمائی، ایک ماں کے خواب، ایک بہن کی خوشیاں اور ایک خاندان کا سکون چھین لیتا ہے۔ یہ ظلم صرف ایک فرد پر نہیں بلکہ پوری انسانیت پر ہوتا ہے۔ جو شخص جہیز مانگتا ہے وہ درحقیقت اپنی غیرت، اپنی مردانگی اور اپنے کردار کا جنازہ نکالتا ہے۔ اگر کوئی مرد اپنی زندگی کا آغاز ہی لڑکی والوں سے مال بٹور کر کرے تو وہ عزت دار کیسے کہلا سکتا ہے؟

ضرورت اس بات کی ہے کہ معاشرہ اس ناسور کے خلاف کھڑا ہو۔ علماء، اساتذہ، والدین اور نوجوان سب کو مل کر اس لعنت کے خاتمے کے لیے آواز بلند کرنی ہوگی۔ نکاح کو آسان بنانا ہوگا، سادگی کو فروغ دینا ہوگا، اور ایسے لوگوں کا سماجی بائیکاٹ کرنا ہوگا جو جہیز کا مطالبہ کرتے ہیں۔ والدین کو بھی چاہیے کہ اپنی بیٹیوں کو تعلیم، تربیت، اخلاق اور اعتماد دیں، نہ کہ صرف جہیز جمع کرنے کی فکر میں زندگی گزار دیں۔

نوجوان نسل اگر چاہے تو اس رسم کو ختم کر سکتی ہے۔ جب لڑکے خود اعلان کریں گے کہ ہمیں جہیز نہیں چاہیے، جب مائیں اپنے بیٹوں کو لالچ کے بجائے غیرت اور انسانیت کا درس دیں گی، جب معاشرہ سادگی کو عزت دے گا، تب ہی یہ تاریک روایت ختم ہو سکے گی۔

یاد رکھئے! بیٹی بوجھ نہیں، رحمت ہے۔ وہ سامان کے صندوقوں سے نہیں بلکہ محبت، عزت، کردار اور اخلاق سے گھر آباد کرتی ہے۔ جہیز کے چند ٹکڑے کبھی خوشیوں کی ضمانت نہیں بن سکتے۔ خوشحال گھر وہ ہوتا ہے جہاں محبت ہو، احترام ہو، ایثار ہو اور دلوں میں خوفِ خدا ہو۔

آیئے عہد کریں کہ نہ ہم جہیز لیں گے، نہ دیں گے، نہ اس ظلم کی حمایت کریں گے۔ تاکہ آنے والی نسلیں ایک ایسے معاشرے میں سانس لے سکیں جہاں بیٹی کی پیدائش پر فکر نہیں بلکہ خوشی ہو، جہاں نکاح عبادت ہو نہ کہ تجارت، اور جہاں انسانیت لالچ کے قدموں میں پامال نہ ہو۔

# خوبیاں نیپال کی

خوب صورت ہیں بہت ہی وادیاں نیپال کی
ساتھ میں مشہور ہے حد سردیاں نیپال کی
خوبیاں رکھی ہیں قدرت نے بہت اس ملک میں
چھوڑدے تو اب گنانا خامیاں نیپال کی
پوکھرا کٹھمنڈو جاؤ اور کبھی دیکھو لمہان
خوشنما ہے چھوٹی چھوٹی بستیاں نیپال کی
پریٹک آیا کرے پھر بھیج دے مولا وہ دن
اور دنیا پہ ہوں ظاہر خوبیاں نیپال کی
ہو کے اب شیر و شکر رہنے لگے ہیں سارے لوگ
ختم ساری ہوگئیں ہیں تلخیاں نیپال کی
اب تو ہے ہر قسم کی تیاریوں سے یہ بھی لیس
کون آیے گا اڑانے دھجیاں نیپال کی
گورکھالی فوج نعمت بن فتح آتی نہیں
جب نکلتی ہیں پہنکر وردیاں نیپال کی

پھول محمد نعمت رضوی
برہمپوری سرلاہی نیپال

# ایمان تیر الُٹ گیا رہزن کے ہاتھ سے

## خانقاہِ عارفیہ کی شیعہ نوازی اور باطل عقائد کی حمایت — اہلِ سنت کے ایمان وعقائد کے لیے ایک سنگین خطرہ!!

تحریر: محمد ضیاء برکاتی احسنی
مادرِ علمی: جامعہ احسن البرکات مارہرہ مطہرہ۔
:۲۱ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۴۷ھ

شیعہ قوم، جو اسلام کے جھوٹے دعویدار گروہوں میں ایک بدترین اور گمراہ قوم ہے، ان میں بالعموم درجنوں ایسے عقائد پائے جاتے ہیں جو اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک بالاتفاق کفریہ ہیں جن سے قطعاً چشم پوشی نہیں کی جا سکتی۔ بادلِ ناخواستہ اُن کے بعض باطل عقائد تحریر کیے جاتے ہیں، جنہیں پڑھ کر علماء و فضلاء تو دور، ایک کمسن مسلمان بچہ بھی پکار اٹھے گا کہ ایسا باطل عقائد رکھنے والا ہرگز ہرگز ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا۔

(۱) قرآنِ مجید کو محرّف اور تبدیل شدہ ماننا، کہ حضرات شیخین حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما نے ان میں اپنی نیابت فاسدہ، کو ثابت کرنے کی خاطر اس میں معاذاللہ تحریف کر دی اور قرآن پاک میں عین اسی طرح تحریف و تبدیلی ہے جیسا کہ سابقہ آسمانی کتابوں میں ہے۔ (بحوالہ کشف الاسرار صفحہ نمبر ۱۱۴_ مصنف روح اللہ خمینی)_

حالانکہ خود ربِّ کائنات نے قرآنِ پاک کی حفاظت کی ذمہ داری لیتے ہوئے ارشاد فرمایا:
﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾
(بے شک ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔)

(۲) روحِ ایمان اور جانِ اسلام، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کافر کہنا۔ (بحوالہ کشف الاسرار صفحہ نمبر ۱۱۰۔ ۱۱۹۔ ۱۵۳_ مصنف روح اللہ خمینی)۔

(۳) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور دیگر ائمہ کرام کو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل جاننا۔ (بحوالہ حکومت اسلامی:: عربی نسخہ:: صفحہ نمبر ۵۲، مصنف روح اللہ خمینی)_

انہی رذیل عقائد میں ملوث افراد میں عصرِ حاضر کے دو مشہور نام ذکر کیے جاتے ہیں
(۱) مصنفِ "کشفُ الأسرار" روح اللہ خمینی، جس نے کھل کر اپنی اس کتاب میں خباثت کا اظہار کیا جیسا کہ حوالاجات میں مرقوم ہیں۔
(۲) اُس کا پیروکار اور ایران کا سابق سپریم لیڈر آیت اللہ خامنہ ای، جس نے "الخواص" نامی کتاب میں اپنی فکری گمراہی اور غلاظت کا اظہار بزور وشور کیا۔

اختصاراً یہ کہ یہ دونوں گمراہ کن فتنہ پرور سڑے ہوئے کافر تھے۔

الغرض جب خامنہ ای کی موت کی خبر شائع ہوئی تو بہت سے سنی مسلمان، بالخصوص نوجوان طبقے نے بڑے پیمانے پر غم وافسوس کا اظہار کیا، ماتم منایا بہتوں نے اُس کی بہادری کے قصیدے پڑھے، اور سنی شیعہ بھائی، بھائی، کے نعرے بازی کیے؛ حالانکہ کہ ہمارا اعتقاد تو یہ ہے کہ ہمارا ہمشیر بھی ان عقائد کا مرتکب ہو تو اسے رشتۂ اخوت سے جدا کرنے میں کچھ بھی توقف نہیں کریں گے؛_ اور ایک بڑی تعداد نے اُسے اپنا رہبر ورہنما بلکہ قائد ومقتدا تسلیم کر لیا، اور سنی وشیعہ کے درمیان حائل اختلافی دیوار کو محض آپسی نااتفاقی اور ذاتی عداوت کے کھاتے میں ڈال دیا۔

اس کی بنیادی تین وجوہات سامنے آتی ہیں:
(۱) لوگوں کی جہالت اور مذہب وملت کی صحیح سمجھ سے کلی ناواقفیت۔
(۲) اختلافات کو جاننے اور سمجھنے کے باوجود اُن سے چشم پوشی کرنا، اور عدمِ التفات کو ملت وقوم کی فلاح سمجھنا۔
(۳) سب سے بڑی وجہ لوگوں کا یہ فاسد خیال کہ ایران نے فلسطین اور اُس کے باشندوں کی مدد و حمایت کے لیے میدانِ جنگ کا قصد کیا ہے۔

یہ تو عوام اور عام طبقے کے لوگوں کی بات ہوئی، لیکن دل اُس وقت بے چین و بے قرار اور مضطرب ہو جاتا ہے جب وہ لوگ بھی ایسی سفاہت کا ارتکاب کر گزرتے ہیں جو لوگوں کی نگاہ میں اسلام کے داعی، مذہب کے مبلغ اور قوم کے خیر خواہ بنے بیٹھے ہیں۔ یہاں مجھے ایک شعر یاد آتا ہے:

رہِ منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے
امیرِ کارواں بھی ہے اُنہی گم کردہ راہوں میں

اب میں اپنے اصل مقصد کی جانب رخ کرتا ہوں۔ میری اس تحریر لکھنے کا مقصد ایک شخص، ابو میاں سراویں (خانقاہِ عارفیہ، سید سراواں، الہ آباد) ہیں۔ جناب اور ان کی پیروکاروں کی اس سے قبل بھی نہ جانے کتنی ہی فتنہ انگیز اور گمراہ کن افکار و نظریات منظرِ عام پر آچکی ہیں، جن کا ہمارے علماءِ ذوی الاحترام نے وقتاً فوقتاً دندانہ شکن جواب بھی دیا، لیکن اس بار تو جنابِ عالی نے حد ہی کر دی۔

ہوا یوں کہ جب آیت اللہ خامنہ ای کی موت کی خبر شائع ہوئی تو اُنہوں نے ایک محفل سجائی، یا اُنکے متبعین نے سجائی جس میں وہ مدعو تھے جس میں لوگ خامنائی کی بڑی بڑی تصویریں ہاتھوں میں لیے ہوئے تھے، اور پس منظر میں ایک بڑا بینر لگا ہوا تھا، جس پر قرآنِ عظیم کی وہ آیت لکھی ہوئی تھی جو کہ شہداء اسلام، ذوی الاحترام کی شان میں ہیں:
﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ﴾
(جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں، انہیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں۔)

معاذ اللہ! ایک گمراہ شخص کو شہید کا درجہ دینا کس قدر سنگین جرم اور احکام اسلام میں جبری مداخلت ہے
۔ مزید یہ کہ موصوف نے یہ آیت بھی تلاوت کی: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا﴾

پھر مدح وثنا کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

جو حسینی ہے مر نہیں سکتا
کسی قوت سے ڈر نہیں سکتا
کچھ بھی ہو، یزید کے ہاتھوں
بیعت ہرگز وہ کر نہیں سکتا

اب اگر ان تمام احوال کو سامنے رکھ کر، خدا کو شہید و بصیر جانتے ہوئے، دیانت داری کے ساتھ حقیقت کا انکشاف کیا جائے تو کیا ایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج نہیں، جو ایک گمراہ شخص کو ولایت اور شہادت کا مستحق قرار دے؟

افسوس بالائے افسوس یہ ہے کہ موصوف اور اُن کے اندھے مقلدین خود کو مسلکِ اعلیٰ حضرت سے بھی جدا ماننے کو تیار نہیں۔ گویا اہلِ سنت والجماعۃ کی مقدس چادر میں خود کو ڈھانپ کر، جعلی تصوف کا سہارا لیتے ہوئے، لاکھوں صحیح العقیدہ مسلمانوں کے عقائد خراب کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ علماءِ کرام اُن کے کرتوتوں کا جواب دیتے آئے ہیں، لیکن اس کے باوجود اُن کے بعض حمایتی اور چاپلوسی قسم کے برساتی مینڈک ٹراٹرا کر بے جا تاویلات اور غیر معقول جوابات دینے کی کوشش کرتے ہیں اور عوام کو دھوکا دیتے رہتے ہیں اور اپنی پاک دامنی کا یقین دلاتے ہیں۔

اب سراواں گروہ کے تمام چھوٹے بڑے افراد سے میرا سوال ہے کہ کیا اب بھی آپ اُن کے کالے کرتوتوں کو عصمت کی سفید چادر میں چھپانے کی کوشش کریں گے؟ اور اپنے اعمالِ رذیلہ کو کس طرح مسلکِ اعلیٰ حضرت سے جوڑ کر سادہ لوح سنی عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کریں گے؟

خدارا! ان حرکتوں سے باز آجائیں۔ لوگوں کے عقائد کو نقصان پہنچانے سے گریز کریں۔ عارضی آسائش اور مال و متاع کی ہوس میں اپنی اور دوسروں کی آخرت تباہ نہ کریں۔ میں ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں:

ایمان تیر الٹ گیا رہزن کے ہاتھوں سے
ایمان جو بچالے وہ رہبر تلاش کر___

وماتوفیقی اللہ باللہ۔ مولی تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں، پاک پروردگار عالم اپنے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم وجملہ محبوبان بارگاہ کے صدقے میں جملہ مسلمانوں کے ایمان و عقید کی حفاظت فرمائے___

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

# مدارس اور حکومت کا اصل تنازع

راشد سیف اللہ مدینہ منورہ


## پہلی بات دشمنی یا مجبوری؟

جب کوئی مدرسہ بند ہوتا ہے تو ہم فوراً کہتے ہیں: یہ اسلام دشمنی ہے، یہ مسلمانوں کے خلاف سازش ہے، یہ دین مٹانے کی کوشش ہے، شاید کہیں ایسا ہو بھی، یقیناً کچھ حکومتیں واقعی دین سے دشمنی رکھتی ہوں، لیکن ایک لمحے کے لیے رکیں، اور ٹھنڈے دل سے سوچیں:

کیا دنیا کی کوئی بھی حکومت، کوئی بھی ریاست، کوئی بھی قوم، اپنے اندر ایسے لوگوں کو خوشی سے پالتی ہے جو ملک کی تعمیر میں کوئی حصہ نہ ڈالیں، ملکی نظام سے باہر رہیں، بڑے پیمانے پر انکم ٹیکس نہ دیں، سرکاری ادارے نہ چلائیں، فوج میں نہ جائیں، پولیس میں نہ ہوں، بس کھائیں، پیئیں، اور اپنی الگ دنیا میں مگن رہیں؟

جواب صاف ہے: نہیں کوئی بھی ریاست ایسا نہیں کرتی، یہ اسلام دشمنی کا سوال نہیں، یہ ریاست کے وجود کا سوال ہے۔

## ریاست کیسے چلتی ہے؟

ذرا سمجھیں کہ کوئی بھی ملک کیسے قائم رہتا ہے، ملک چلانے کے لیے سیاستدان چاہئیں جو پالیسیاں بنائیں،

ڈاکٹر چاہئیں جو ہسپتال میں بیٹھیں، انجینیئر چاہئیں جو سڑکیں بنائیں، پل بنائیں، بجلی گھر چلائیں، اساتذہ چاہئیں جو اسکولوں میں پڑھائیں، افسر چاہئیں جو ادارے چلائیں، آرمی چاہئیں جو سرحد کی حفاظت کریں، پولیس چاہئے جو امن قائم رکھے، کسان چاہئیں جو اناج اگائیں، تاجر چاہئیں جو معیشت چلائیں، سائنسدان چاہئیں جو ریسرچ اور ڈویلپمنٹ پر کام کریں، خفیہ ایجنسیوں میں کام کرنے والے معتمد افراد چاہئیں جو ملک کو داخلی اور خارجی دشمنوں سے حفاظت کریں، یہ سب مل کر ایک ملک بناتے ہیں، یہ سب مل کر ایک قوم کو زندہ رکھتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے: ان سب میں مسلمانوں کا حصہ کتنا ہے؟ بوجھ کب بنتے ہیں لوگ؟ ہر معاشرے میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں، ایک وہ جو لیتے بھی ہیں اور دیتے بھی ہیں، ملک کی فضا میں سانس لیتے ہیں، ملک کی سڑکوں پر چلتے ہیں، ملک کا پانی پیتے ہیں اور بدلے میں ملک کو اپنی محنت، اپنا ہنر، اپنا علم، اپنا ٹیکس واپس کرتے ہیں، یہ لوگ قوم کے لیے سرمایہ ہوتے ہیں۔

دوسرے وہ جو لیتے ہیں، لیتے رہتے ہیں، لیکن دیتے کچھ نہیں، نہ ملک کے ادارے چلاتے ہیں، نہ معیشت میں حصہ ڈالتے ہیں، نہ سرحد کی حفاظت کرتے ہیں، نہ اسپتالوں میں خدمت کرتے ہیں، بس موجود ہیں اور ریاست سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ انہیں برداشت کرتی رہے۔

ریاست صبر کرتی ہے، ریاست انتظار کرتی ہے، لیکن جب یہ صورتحال دہائیوں تک چلے، تو ریاست زبردستی پر اتر آتی ہے، اور تب ایسے لوگوں، تنظیموں اور دینی مدرسوں یا دیگر قوموں کے مذہبی اداروں کو بند کرائے جاتے ہیں، اور تب ریاست انکو شک کی نگاہ سے دیکھتی ہے، اور تب اس سے وابستہ افراد کو بوجھ سمجھا جاتا ہے، یہ اسلام دشمنی نہیں، یہ ریاست کا وہ ردعمل ہے جو وہ ہر ایسی آبادی کے ساتھ کرتی ہے جو نظام سے باہر رہنا پسند کرے۔

وہ سنہرا دور جب مسلمان بوجھ نہیں، بانی تھے۔

اب میں آپ کو تاریخ کے اس باب میں لے چلتا ہوں جو پڑھتے ہوئے سینہ فخر سے چوڑا ہوتا ہے، اور پھر آجکی حالت دیکھ کر آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔

خلافتِ راشدہ کا دور، جب ہر مسلمان نظام کا حصہ تھا، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خلافت سنبھالتے ہی مرتد قوتوں کے خلاف فیصلہ کن کارروائیاں کیں تاکہ مسلم ریاست منتشر نہ ہو اور جہالت کا دور واپس نہ آجائے، مسلمان باہم تقسیم نہ ہوں، اور امت کا اتحاد برقرار رہے، اسی طرح جن لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا، ان کے خلاف بھی اقدام کیا، کیونکہ زکوٰۃ اسلامی ریاست کے معاشی نظم اور غریبوں کی کفالت کی بنیادی بنیاد تھی، ان کی اس مضبوط قیادت نے اسلامی معاشرے کو دوبارہ استحکام دیا اور اختلاف و انتشار کے راستے بند کیے۔

حضرت عمر فاروقؓ کا دور تو ریاستی نظام کا شاہکار تھا، انہوں نے دنیا کو وہ چیزیں دیں جن کا اس وقت تصور بھی نہیں تھا، پوری سلطنت کو صوبوں میں تقسیم کیا، اور ہر صوبے میں گورنر، قاضی، محاصل، افسر، اور فوجی کمانڈر الگ الگ مقرر کیے، ایک شخص کے ہاتھ میں سارے اختیارات نہیں دیے، یہ اقتدار کی تقسیم کا اصول تھا جو صدیوں بعد مغرب نے "Separation of Powers" کے نام سے ایجاد کیا، حضرت عمرؓ نے پولیس کا نظام بنایا، فوجی چھاؤنیاں بنائیں، سرائے بنائیں، سڑکیں بنوائیں، نہریں کھدوائیں، ہر شہر میں قاضی مقرر کیا، تنخواہوں کا نظام بنایا، مردم شماری کروائی، اور یہ سب کام کس نے کیے؟ مسلمانوں نے جنھوں نے دین پڑھا تھا اور دنیا بھی سنبھالی تھی، حضرت عمرؓ نے کہا تھا: "جو شخص نماز پڑھتا ہے لیکن اپنے فرائض نہیں نبھاتا، وہ مسلمان تو ہے لیکن کامل نہیں۔

حضرت علیؓ نے مالک اشتر کو مصر کا گورنر بناتے وقت جو ہدایات لکھیں، وہ آج بھی دنیا کے بہترین انتظامی دستاویزات میں شمار ہوتی ہیں، اس میں لکھا تھا: رعایا کے ساتھ انصاف کرو، عدلیہ کو آزاد رکھو، محصول وصول کرنے والوں پر نظر رکھو، فوج کو نظم و ضبط سکھاؤ، تاجروں کو سہولت دو، کسانوں کو پریشان نہ کرو، یہ محض مذہبی حکمران کی باتیں نہیں تھیں، یہ ایک ماہر ریاستدان کی ہدایات تھیں۔

خلافتِ امیہ جب مسلمانوں نے دنیا کا نقشہ بدلا۔ امیہ خلفاء کا دور آیا تو اسلامی سلطنت اتنی پھیل گئی کہ ایک طرف اسپین تھا، دوسری طرف وسطی ایشیا، اور یہ سلطنت چلانے کے لیے لاکھوں افراد چاہئے تھے، عبدالملک بن مروان نے سلطنت کو حقیقی معنوں میں اسلامی ریاست بنانے کے لیے تاریخی اصلاحات کیں، جن میں سب سے اہم عربی زبان کو سرکاری زبان قرار دینا اور بازنطینی و ساسانی سکوں کی جگہ خالص اسلامی دینار اور درہم کا اجراء تھا، انہوں نے ڈاک کے نظام کو منظم کیا، قبائلی فوج کی جگہ باقاعدہ منظم شامی فوج تیار کی، اور بیت المقدس میں مشہور "قبۃ الصخرۃ" کی تعمیر کروائی، ان اقدامات کی وجہ سے نہ صرف حکومت مستحکم ہوئی بلکہ معاشی اور انتظامی طور پر اموی سلطنت میں یکسانیت پیدا ہوئی۔ ولید بن عبدالملک کے دور میں وہ چیزیں ہوئیں جن پر آج بھی حیرت ہوتی ہے، اور ساتھ ہی دنیا کا پہلا باقاعدہ ہسپتال بنا جہاں مفت علاج ہوتا تھا، یہ ہسپتال کس نے چلایا؟ مسلمان ڈاکٹروں نے جو دین بھی جانتے تھے اور طب بھی، عمر بن عبدالعزیزؒ کا مختصر دور محض دو ڈھائی سال، تاریخ کا ایک معجزہ ہے، انہوں نے ٹیکس کا نظام اتنا منصفانہ بنایا کہ بیت المال بھر گیا، اور پھر غریب ملنے بند ہو گئے کیونکہ کوئی غریب نہیں رہا، وہ خود خلیفہ تھے اور خود اپنی تنخواہ سے گزارہ کرتے تھے، کوئی اضافی مراعات نہیں لیتے تھے، یہ صرف تقویٰ نہیں تھا، یہ ریاستی نظام کی سمجھ بھی تھی۔

خلافتِ عباسیہ_جب مسلمان دنیا کے استاد بنے۔

عباسی دور وہ دور ہے جسے تاریخ "اسلام کا سنہرا دور" کہتی ہے، اور اس دور کی عظمت محض مسجدوں اور مدرسوں سے نہیں بنی، اس کی عظمت اس لیے تھی کہ مسلمان ہر میدان میں تھے۔

ہارون الرشید کے دور میں بغداد دنیا کا سب سے بڑا شہر تھا، اس شہر کو چلانے کے لیے کیا چاہئے تھا؟ انتظامیہ چاہئے تھی مسلمانوں نے چلائی، عدلیہ چاہئے تھی مسلمان قاضیوں نے چلائی، فوج چاہئے تھی مسلمان سپاہیوں نے سنبھالی، ہسپتال چاہئے تھے مسلمان ڈاکٹروں نے بنائے، تعلیم گاہیں چاہئے تھیں مسلمان علماء نے قائم کیں۔

مامون الرشید نے "بیت الحکمۃ" قائم کیا وہ عظیم ادارہ جہاں یونانی، فارسی، ہندی علوم کا عربی میں ترجمہ ہوا وہاں مسلمان سائنسدان تھے، مسلمان فلسفی تھے، مسلمان ریاضی دان تھے، محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے ریاضی اور الجبرا کی بنیادیں مضبوط کیں، ابنِ سینا کو دیکھیں وہ قرآن کے حافظ تھے، فقیہ تھے اور ساتھ ہی دنیا کے سب سے بڑے طبیب بھی، ان کی کتاب "القانون فی الطب" پانچ سو سال تک یورپ کے میڈیکل کالجوں میں پڑھائی گئی، ابوریحان البیرونی نے فلکیات، جغرافیہ اور طبیعیات میں گراں قدر تحقیق کی، ابن الہیثم نے بصریات کو نئی سمت دی، جابر بن حیان نے کیمیا اور تجرباتی سائنس میں اہم کردار ادا کیا، جبکہ ابن خلدون نے تاریخ، عمرانیات اور معاشیات میں گہرا اثر چھوڑا، الکندی نے فلسفہ لکھا، الکندی نے فلسفہ لکھا، الغزالیؒ جنہیں "حجۃ الاسلام" کہا جاتا ہے انہوں نے فلسفے پر لکھا، نفسیات پر لکھا، اخلاقیات پر لکھا، یہ لوگ دینی عالم بھی تھے، اور دنیا کو بدلنے والے بھی، انہوں نے دین اور علم میں تضاد نہیں دیکھا، دونوں ایک ہی سکے کے دو رخ تھے۔

اور بھی بیشمار مسلم ریاستے جیسے سلجوقی سلطنت (ایران و وسطی ایشیا)، فاطمی خلافت (مصر و شمالی افریقہ)، مملوک سلطنت (مصر و شام) سلطنتِ مغلیہ (ہند)، عثمانی سلطنت (ترکی و یورپ و عرب خطہ)، مرابطین اور موحدین (شمالی افریقہ و اندلس) غزنوی سلطنت (افغانستان اور برصغیر کے کچھ حصے شامل ہیں، یہ تمام ریاستیں اپنے اپنے دور میں وسیع جغرافیے پر پھیلی ہوئی تھیں اور سیاست، علم، فوجی قوت اور تہذیبی ترقی میں نمایاں مقام رکھتی تھیں۔

یہ سب کیسے ہوا؟ اس لیے نہیں کہ ان کے پاس صرف مدرسے تھے، اس لیے ہوا کہ ان کے پاس ایسے مسلمان تھے جو ہر میدان میں تھے، ہر شعبے میں تھے، ہر ادارے میں تھے، وہ مسلمان صرف "دینی" نہیں تھے وہ "دنیاوی" بھی تھے، وہ قوم کا بوجھ نہیں تھے وہ قوم کی بنیاد تھے، اور آج؟ آج ہم نے دین اور دنیا کو الگ کر لیا اور دونوں کھو دیے۔

آیئے اب پچھلے سوال پر، دشمنی ہو بھی تو ہمارا جواب کیا ہونا چاہیے؟

فرض کریں کوئی حکومت واقعی اسلام دشمن ہے، فرض کریں وہ سچ میں مدارس مٹانا چاہتی ہے، تو اس کا جواب کیا ہونا چاہیے؟ رونا؟ احتجاج؟ بند، ہڑتال؟ نہیں۔ جواب یہ ہونا چاہیے کہ مسلمان اس قدر تعلیم یافتہ ہوں، اس قدر ہنرمند ہوں، اس قدر ملک کے لیے ضروری ہوں کہ کوئی حکومت انہیں نظر انداز نہ کر سکے، جب مسلمانوں کے بیٹے فوج میں ہوں گے تو فوج مسلمانوں کی دشمن نہیں ہوگی، جب مسلمانوں کے بیٹے بیوروکریسی میں ہوں گے تو فیصلے ان کے خلاف نہیں ہوں گے، جب مسلمانوں کے بیٹے عدلیہ میں ہوں گے تو انصاف ان تک پہنچے گا، جب مسلمانوں کے بیٹے پارلیمنٹ میں ہوں گے تو قانون ان کے مفاد میں بنے گا۔

طاقت سے حقوق ملتے ہیں گریہ و زاری سے نہیں۔

وہ لمحہ جب ریاست کا صبر ٹوٹتا ہے، تاریخ میں جب بھی کسی طبقے کو ریاست نے دبایا، اس کی ایک بنیادی وجہ یہ تھی کہ وہ طبقہ ریاست کے لیے غیر ضروری ہو گیا تھا، جب آپ ضروری ہوتے ہیں تو ریاست آپ کو مناتی ہے، جب آپ غیر ضروری ہو جاتے ہیں تو ریاست آپ کو نظر انداز کرتی ہے، اور جب آپ بوجھ بن جاتے ہیں تو ریاست آپ کو دباتی ہے، آج مسلمانوں کے ساتھ یہی ہو رہا ہے، ہم ریاست کے لیے غیر ضروری ہو گئے ہیں، اس لیے نہیں کہ ہم کم ہیں، بلکہ اس لیے کہ ہم نے خود کو نظام سے باہر رکھا، ہم نے خود فیصلہ کیا کہ ہمارے بچے اس نظام میں نہیں جائیں گے، اور پھر شکایت کرتے ہیں کہ نظام ہمارا نہیں سنتا، یہ ہماری اپنی پیدا کردہ صورتحال ہے، اسے بدلنا بھی ہمیں خود ہے۔

## حل کیا ہے؟

حل بالکل سیدھا ہے اگرچہ آسان نہیں، مدارس کا نصاب سرکاری تعلیمی نصاب سے مربوط کریں، پرانا نظام بدل کر دنیاوی تقاضوں کو پورا کرنے والا جدید نظام لائیں، لوک سبھا اور سول سروسز کے امتحانات کے لیے تیاری کروائیں، کھیلوں جیسے فٹ وال، والی بال اور کرکٹ کے لئے ضروری انتظامات کریں، منصوبہ بند سیشن رکھیں تاکہ طلباء نیشنل اور انٹرنیشنل ٹیموں کا حصہ بنیں اور ملک و قوم کا نام روشن کریں، فراغت کے بعد انکے مستقبل کے لئے راہیں ہموار کریں، تاکہ فراغت کے بعد بھٹکنا نہ پڑیں، اور اہم بات اپنے بچوں کو اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز بھیجیں، انہیں ڈاکٹر بنائیں، انجینیئر بنائیں، افسر بنائیں، سائنسدان بنائیں، استاد بنائیں، وکیل بنائیں، جج بنائیں، انہیں فوج میں بھیجیں، پولیس میں بھیجیں، بیوروکریسی میں بھیجیں، انہیں ملک کا حصہ بنائیں نہ کہ ملک سے الگ ایک جزیرہ۔

جب آپ کا بیٹا ضلع کا افسر ہوگا تو وہ مسلمانوں کا حق دلائے گا، جب آپ کی بیٹی جج ہوگی تو وہ انصاف کا ترازو سیدھا رکھے گی، جب آپ کا بھتیجا فوجی افسر ہوگا تو مسلمانوں کو فوج میں نہیں دبایا جائے گا، دین کی حفاظت کمزوری سے نہیں ہوتی، طاقت سے ہوتی ہے، اور طاقت علم سے آتی ہے، ہنر سے آتی ہے، نظام میں شمولیت سے آتی ہے۔

## آخری بات

اللہ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ"

بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلے۔ (سورہ الرعد: ۱۱) یہ آیت ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے۔ اللہ نے وعدہ نہیں کیا کہ آسمان سے مدد آئے گی اللہ نے شرط رکھی کہ پہلے خود بدلو، ہمارے اسلاف نے یہ شرط پوری کی تھی اس لیے وہ دنیا کے حکمران بنے، ہم نے یہ شرط پوری کرنا چھوڑ دیا اس لیے ہم بوجھ بن گئے۔ اب واپسی کا راستہ وہی پرانا راستہ ہے، علم کا راستہ، محنت کا راستہ، نظام میں شمولیت کا راستہ، جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا، جو خلافت راشدہ نے دکھایا، خلافت امیہ، خلافت عباسیہ اور خلافت عثمانیہ نے چلا کر دنیا کو حیران کیا۔ جب یہ ہوگا، تب کوئی مدرسہ بند نہیں کر سکے گا، کوئی حکومت آنکھ نہیں دکھا سکے گی، کوئی ریاست بوجھ نہیں کہہ سکے گی، کیونکہ جو قوم ضروری ہو اسے کوئی مٹا نہیں سکتا۔

# دار کی خاموش فضاؤں میں ایک مسلمان کا درد بھوج شالہ فیصلہ عدالت جیت گئی، دل ہار گئے


سید آصف امام کاکوی


دار کی فضاؤں میں آج ایک عجیب سا درد تیر رہا ہے ایسا لگتا ہے جیسے شہر کی ہوا بھی آہستہ آہستہ سسک رہی ہو۔ مسجدوں کے مینار خاموش ہیں خانقاہوں کے چراغ بجھے بجھے محسوس ہوتے ہیں اور ایک مسلمان کا دل اندر ہی اندر ٹوٹ رہا ہے۔ آج صرف ایک عدالتی فیصلہ نہیں آیا آج کئی صدیوں کی یادیں زخمی ہوئی ہیں۔ آج بہت سے لوگوں نے صرف ایک عمارت نہیں ہاری بلکہ اپنے وجود، اپنی تاریخ، اپنی پہچان اور اپنے اعتماد کا ایک حصہ کھو دیا۔ ایک عجیب خوف ہے ایک ایسا خوف جسے لفظوں میں مکمل بیان کرنا ممکن نہیں۔ وہ خوف کہ کہیں اب ہماری عبادت گاہیں بھی محفوظ نہ رہیں وہ خوف کہ کہیں ہماری تاریخ کو بھی ہم سے چھین نہ لیا جائے وہ خوف کہ کہیں اس ملک میں ہماری خاموشیوں کو ہماری کمزوری نہ سمجھ لیا جائے۔ دار کی سڑکوں پر شاید بھیڑ ویسی ہی ہے بازار شاید آج بھی کھلے ہیں مگر مسلمانوں کے دلوں میں ایک سنّاٹا اتر آیا ہے۔ لوگ بات کم کر رہے ہیں اور سوچ زیادہ رہے ہیں۔ کیا واقعی یہی وہ ہندوستان تھا جس کے بارے میں ہمارے بزرگوں نے کہا تھا کہ یہاں سب برابر ہیں؟ کیا یہی وہ ملک تھا جہاں صوفیوں نے محبت کے چراغ جلائے تھے؟ جہاں حضرت کمال الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے انسانیت کو مذہب سے بڑا بتایا تھا؟ آج ان کے آستانے کے قریب کھڑا مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ آخر کب تک اس کی تاریخ عدالتوں میں کھڑی کی جاتی رہے گی؟ کب تک ہر مسجد اپنی شناخت ثابت کرتی رہے گی؟ کب تک ہر مسلمان خوف کے سائے میں جیتا رہے گا؟ یہ درد صرف دیواروں کا نہیں یہ درد دلوں کا ہے۔ یہ درد اس احساس کا ہے کہ شاید اب محبت کمزور پڑتی جا رہی ہے اور نفرت طاقتور ہوتی جا رہی ہے۔ آج دار کی فضا میں خاموشی نہیں بلکہ ایک زخمی قوم کی دبی ہوئی چیخیں ہیں۔ دار کی فضاؤں میں آج ایک عجیب سا سکوت ہے ایسا سکوت جو صرف خاموشی نہیں ہوتا، بلکہ دلوں کے اندر اٹھنے والے طوفانوں کی آواز ہوتا ہے۔ سڑکیں ویسی ہی ہیں، بازار ویسے ہی آباد ہیں، لوگ ویسے ہی چل پھر رہے ہیں... مگر کچھ بدل گیا ہے۔ شاید لوگوں کی آنکھوں میں اعتماد کم ہوا ہے شاید دلوں میں خوف بڑھا ہے اور شاید روحوں پر ایک ایسا بوجھ اتر آیا ہے جسے لفظوں میں بیان کرنا آسان نہیں۔ مدھیہ پردیش ہائی کورٹ کے فیصلے کے بعد کچھ لوگ جشن منا رہے ہیں، مٹھائیاں بانٹ رہے ہیں، اسے اپنی آستھا کی جیت قرار دے رہے ہیں۔ لیکن انہی گلیوں میں کچھ آنکھیں ایسی بھی ہیں جن میں نمی ہے کچھ دل ایسے بھی ہیں جو مسلسل یہ سوچ رہے ہیں کہ آخر اس ملک میں ایک مسلمان کی جگہ کہاں ہے؟ کیا اس کی تاریخ محفوظ ہے؟ کیا اس کی عبادت گاہیں محفوظ ہیں؟ کیا اس کے جذبات کی کوئی قیمت باقی رہ گئی ہے؟ یہ سوال صرف عدالت کے فیصلے سے پیدا نہیں ہوئے یہ سوال برسوں سے مسلمانوں کے دلوں میں پل رہے اس خوف کا نتیجہ ہیں جو وقت کے ساتھ بڑھتا جا رہا ہے۔

بھوج شالہ یہ صرف پتھروں کی ایک عمارت نہیں تھی۔ یہ صرف تاریخ کی ایک نشانی نہیں تھی۔ یہ اس ملک کی اس مشترکہ تہذیب کی علامت تھی جس میں صدیوں تک مختلف مذاہب نے ایک ساتھ سانس لی۔ جہاں اذان بھی گونجتی تھی اور عبادت کی دوسری آوازیں بھی سنائی دیتی تھیں۔ جہاں لوگ مذہب سے پہلے انسان تھے۔ لیکن آج ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہر پرانی عمارت کو شک کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ ہر مسجد کو عدالت میں کھڑا کیا جا رہا ہے۔ ہر تاریخی ورثے کو مذہب کی عینک سے دیکھا جا رہا ہے۔ اور ہر مسلمان کے دل میں ایک نیا خوف پیدا کیا جا رہا ہے۔ ایک ذمہ دار مسلمان ہونے کے ناطے دل کانپ اٹھتا ہے۔ کیونکہ مسئلہ صرف ایک مسجد یا ایک مندر کا نہیں ہے مسئلہ اس احساس کا ہے کہ کہیں یہ سلسلہ کبھی ختم نہ ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک دن مسلمان صرف اپنی تاریخ کے ملبے پر کھڑے رہ جائیں۔ دار کی اس سرزمین پر حضرت مولانا کمال الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے محبت کا چراغ جلایا تھا۔ وہ صوفی تھے اور صوفی نفرت نہیں بانٹتے۔ وہ دلوں کو جوڑتے ہیں۔ انہوں نے کبھی کسی انسان سے اس کا مذہب نہیں پوچھا۔ ان کی خانقاہ میں ہر مذہب کے لوگ آتے تھے۔ کوئی خالی ہاتھ واپس نہیں جاتا تھا۔ وہاں انسانیت سب سے بڑا مذہب تھی۔ مگر افسوس آج انہی صوفیوں کی سرزمین کو نفرت کے نعروں میں بانٹا جا رہا ہے۔ وہ جگہ جہاں کبھی محبت کے قصیدے پڑھے جاتے تھے، آج عدالتوں اور سیاست کے شور میں گھر چکی ہے۔ ایک مسلمان کے دل کا درد صرف یہ نہیں کہ ایک عمارت پر تنازع ہوا درد یہ ہے کہ اس کے جذبات کو بار بار امتحان میں ڈالا جا رہا ہے۔ درد یہ ہے کہ ہر بار اسے یہ احساس دلایا جا رہا ہے کہ شاید وہ اس ملک میں مکمل محفوظ نہیں۔ جب بابری مسجد گری تھی، تب بھی مسلمانوں کے دل ٹوٹے تھے۔ اس وقت بھی یہی کہا گیا تھا کہ اب سب ختم ہو جائے گا، اب آگے کوئی تنازع نہیں ہوگا۔ لیکن وقت گزرتا گیا اور نئے نئے مسئلے سامنے آتے گئے۔ کبھی گیان واپی، کبھی شاہی عیدگاہ، کبھی سنبھل، کبھی

بھوج شالہ ایک عام مسلمان آخر کب تک ڈرے؟ کب تک اپنی عبادت گاہوں کے لیے فکر مند رہے؟ کب تک ہر صبح یہ سوچ کر اٹھے کہ آج کہیں اس کی تاریخ پر نیا سوال تو نہیں اٹھ جائے گا؟ یہ خوف حقیقی ہے۔ اور اس خوف کو محسوس کرنے کے لیے مسلمان ہونا ضروری نہیں، انسان ہونا کافی ہے۔ اس ملک کی سب سے بڑی خوبصورتی اس کی گنگا جمنی تہذیب رہی ہے۔ یہاں ہولی پر مسلمان رنگ لگاتے تھے اور محرم میں ہندو سبیل لگاتے تھے۔ یہاں درگاہوں پر ہر مذہب کے لوگ چادر چڑھاتے تھے۔ یہاں انسانیت مذہب سے بڑی ہوا کرتی تھی۔ مگر اب ایسا لگتا ہے جیسے لوگوں کو ایک دوسرے سے دور کیا جا رہا ہے۔ دلوں میں شکوک پیدا کیے جا رہے ہیں۔ اور تاریخ کو اس انداز میں پیش کیا جا رہا ہے کہ نفرت بڑھتی جائے۔ تاریخ کبھی مکمل سفید یا مکمل سیاہ نہیں ہوتی۔ ہر دور میں جنگیں بھی ہوئیں، محبتیں بھی ہوئیں، غلطیاں بھی ہوئیں، عظمتیں بھی پیدا ہوئیں۔ لیکن اگر ہر صدی پرانے زخم کو دوبارہ کھولا جائے گا، تو پھر کبھی سکون پیدا نہیں ہوگا۔ کیا واقعی ماضی کی لڑائیاں آج کے ہندوستان کو مضبوط بنائیں گی؟ کیا عدالتوں میں تاریخ کے مقدمے لڑنے سے نوجوانوں کو روزگار مل جائے گا؟ کیا نفرت کے نعروں سے ملک ترقی کرے گا؟ یہ سوال ہر انصاف پسند انسان کے دل میں اٹھ رہے ہیں۔ ایک مسلمان جب عدالت کے فیصلے سنتا ہے، تو وہ صرف قانونی پہلو نہیں دیکھتا وہ اپنے مستقبل کو دیکھتا ہے۔ وہ اپنے بچوں کے چہروں کو دیکھتا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ کیا آنے والی نسلیں بھی اسی خوف میں زندگی گزاریں گی؟ یہ خوف شاید لفظوں میں مکمل بیان نہ ہو سکے لیکن یہ خوف حقیقی ہے۔ اور یہی خوف آج دار کی فضاؤں میں محسوس کیا جا سکتا ہے۔ م

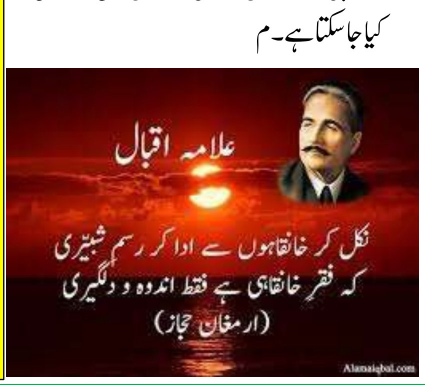


## اعلان

عید قرباں کے سلسلے میں ادارہ میں ایک ہفتے کی تعطیل رہے گی جس کی وجہ سے آئندہ جمعرات کو شمارہ مؤخر کیا جاتا ہے ہمارے معزز قلمکار اور نامہ نگار اپنے مضامین ارسال کر دیں البتہ ہم آئندہ شمارے میں اس کو شامل اشاعت کریں گے جن احباب کے مضامین شائع نہیں ہو سکے ہیں ہم ان سے معذرت خواہ ہے آپ حضرات منگل سے بدھ تک اپنے مضامین ارسال فرمائیں۔۔


Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

# سفرِ حج: عشق و بندگی کا عظیم مظہر

## ضیاء المصطفی نظامی

جنرل سکریٹری آل انڈیا بزم نظامی

خانہ کعبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی مقدس یادگار، رب ذوالجلال کا اپنا پسندیدہ گھر اور دنیا کا وہ پہلا معبد برحق ہے جس کا شرف زیارت مسلمانوں پر فرض قرار دیا گیا ہے، حج کے بابرکت موسم میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی پاکیزہ سرزمین پر دیوان گان مصطفیٰ ﷺ کا ایک سیلاب امنڈ پڑتا ہے، مرد و عورت، بچوں اور بوڑھوں اور جوانوں کی اجتماعی یکجہتی اگر دنیا میں کہیں بھی دیکھی جاسکتی ہے تو صرف کعبہ کی آغوش میں اور طیبہ کی چھاؤں میں جہاں شخصی تفریق کا ہلکا شائبہ بھی نہیں، نہ گورے کا امتیاز نہ کالے کا، نہ امیر کا نہ فقیر کا، بڑے بڑے شہنشاہوں کی تاجوری قدم ناز مصطفیٰ ﷺ کی ٹھوکروں میں رہا کرتی ہے۔ حج کا عظیم الشان اعلان جو رب تعالیٰ کے حکم سے حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کیا تھا قرآن کریم کی بائیسویں سورت (جو سورہ حج کے نام سے موسوم ہے) کی ستائیسویں آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا! اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابو قبیس پہاڑ پر چڑھ کر پوری کائنات کے لوگوں کو ندا کردی کہ بیت اللہ کا حج کرو، جن کے مقدر میں حج ہے انھوں نے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے پیٹوں سے جواب دیا لبیک اللھم لبیک۔ آج پوری دنیا دیکھ رہی ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی یہ کمزور سی آواز جو ایک پہاڑی کے اوپر سے لگائی گئی تھی محض تائید خداوندی کے اثر سے دنیا کے چپے چپے میں پہونچی اور رہتی دنیا تک کے لیے اثر انداز ہوگئی، حاجی لبیک کہتا ہے اس کا مطلب ہوتا ہے جی ہاں! میں حاضر ہوں" گویا کسی آقا اور مالک و سردار نے اپنے نوکر، غلام کو آواز دی ہے کہ اے فلاں اس کے جواب میں وہ بول اٹھتا ہے کہ جی حضور! غلام حاضر ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حاجی جو لبیک کہتا ہے وہ اس پکار کا جواب اور اسی ابراہیمی صدا کی تعمیل ہے۔ سوچئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ کتنا پرانا ہے چار ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا ہے، اس دوران جس قدر انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والتسلیمات تشریف لائے ان سب نے اس حکم کی تعمیل کی حتی کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے بعد سے حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت تک درمیان میں جو وقفہ گذرا ہے جس میں عربوں میں بت پرستی بہت عام ہوگئی تھی، لیکن اس زمانے میں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حج کا طریقہ عربوں میں جاری رہا، اگرچہ اس میں بت پرستی کی آمیزش بھی وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ہوتی چلی گئی تھی۔ جو رسمیں دور جاہلیت میں شامل ہوگئی تھیں اور حج کا حصہ بن گئی تھیں، ان کو چھانٹ چھانٹ کر حذف کر دیا گیا۔

اسلام کا ایک اہم تکمیلی فریضہ اور اس کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن حج ہے، جس کے بارے میں قرآن مجید میں یہ حکم ہے کہ جو شخص کعبۃ اللہ تک پہونچ سکتا ہو اس کے اوپر حج کرنا فرض ہے۔

حج کے اعمال میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یادگاریں بے شمار ہیں، کعبہ معظمہ تو ان باپ بیٹوں کی تعمیر کردہ عمارت ہے، زمزم کا پانی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی معصوم و شدید پیاس کی خاطر رب کریم کے حکم سے جاری ہوا تھا، صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دوڑنے کی نقل اور ان کی مقدس ممتا کی یادگار ہے، وہ جب اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے لیے پانی کی تلاش میں نکلی ہوئی تھیں تو ان دونوں پہاڑیوں صفا اور مروہ پر چڑھ کر نظر دوڑا رہی تھیں کہ کہیں پانی نظر آجائے یا مسافروں کا کوئی قافلہ نظر آجائے تو اس سے تھوڑا سا

پانی لوں اور معصوم بچے کے حلق میں ٹپکا دوں۔ جب وہ دونوں پہاڑیوں کے بیچ و بیچ ذرا گہرے حصے سے گذریں تو بچہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا، انھیں اندیشہ ہوا کہ جنگل بیابان ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی جانور بچے کو نقصان پہونچا دے تو یہاں سے وہ دوڑ کر دوسری پہاڑی کی طرف چلی جاتی تھیں کہ اونچی جگہ سے بچہ پر بھی نظر پڑتی رہے۔ یہ ادا رب تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ قیامت تک حاجیوں کو ہدایت کر دی گئی کہ صفا اور مروہ کے درمیان اسی طرح دوڑ لگایا کرو جس طرح ہماری پیاری بندی دوڑی تھیں، یہ سعی (دوڑنا) حج کے واجبات میں سے ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ ٱلْبَيْتَ أَوِ ٱعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ ٱللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ (سورہ بقرہ:۱۵۸) ترجمہ: بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے اور جو کوئی بھی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔

یہی حال قربانی کا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم اپنے پیارے بیٹے کو ہمارے نام پر قربان کر دو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حکم کی تعمیل کی اور اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل کو رب تعالیٰ کے لیے ذبح کر دیا۔ یہ اور بات ہے کہ ان کے چھری چلانے کے باوجود اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو ذبح ہونے نہیں دیا اور جنت سے دنبہ بھیج کر وہ ذبح کر دیا۔

فتح مکہ کے بعد قریش کا جاہ و جلال اور شان و شوکت خاک میں مل گیے، عرب کے سبھی قبائل منتظر تھے کہ قریش اور مسلمانوں میں سے کون سا فریق غالب اور فاتح بنتا ہے تاکہ وہ اس کی رفاقت اختیار کریں، چنانچہ ۹ھ میں قبائل عرب میں بنو تمیم ملوک حمیر، اہل نجران سلاماں، ازد، ھمدان، ملوک کندہ، عبد قیس، بنو حنیفہ، وائل بن حجر، محارب حضر موت، خولان اور طے وغیرہ امنڈ کر پروانہ وار شمع رسالت کے گرد جمع ہو گیے۔ اسلام کا سورج جب عرب کے ریگ زاروں میں پوری آب و تاب سے چمکنے لگا، اسلام کے عقائد و اعمال اور شریعت کے اصول و فروع پایہ تکمیل کو پہونچ گیے اور پوری کائنات کی رہنمائی کے لیے ایک قدسی صفات جماعت تیار ہو چکی تھی تو رب تعالی کا یہ فرمان نازل ہوا۔ جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے ہیں تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو، اور اس سے بخشش چاہو، بیشک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔ (سورہ نصر پارہ ۳۰)

اس سورت کے نزول سے حضور ﷺ سمجھ گئے کہ رحلت کا وقت قریب آگیا ہے اس لیے ضروری ہے کہ شریعت اور اخلاق کے تمام اساسی اصول مجمع عام میں پیش کر دیئے جائیں، ہجرت کے بعد اب تک نو سال گذر چکے تھے مگر نبی کریم اللہ ﷺ نے فریضہ حج ادا نہیں فرمایا تھا، چنانچہ ذی قعدہ ۱۰ھ میں اعلان ہوا کہ امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ حج کے ارادے سے مکہ شریف تشریف لے جارہے ہیں، یہ خبر جنگل کے آگ کی طرح پھیل گئی اور صرف ہم رکابی کے لیے پورا عرب امنڈ پڑا، ۲۶ ذی قعدہ کو آپ ﷺ نے غسل فرمایا اور احرام کی چادر اور تہبند باندی نماز ظہر کے بعد مدینہ منورہ سے روانگی ہوئی، تمام ازواج مطہرات ساتھ تھیں۔ ذوالحلیفہ جو مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے وہی مدینہ کی میقات ہے، رات کو پہونچ کر آپ ﷺ نے آرام فرمایا، دوسرے روز غسل فرمایا اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ پر عطر افشانی کی، پھر دو رکعت نفل ادا فرما کر نیت کی اور قصوی اونٹنی پر سوار ہو کر بلند آواز سے تلبیہ پڑھی لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ، وَالنِّعْمَةَ، لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ۔ (یعنی اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں حاضر ہیں، اے اللہ! تیرا کوئی شریک نہیں ہے ہم حاضر ہیں، تمام تعریف اور نعمت سب تیرے ہی لیے ہے اور تیری ہی بادشاہت ہے، تیرا کوئی شریک نہیں) مسلمانوں کا ایک تلاطم خیز

سمندر آپ کے آگے پیچھے، دائیں بائیں ٹھاٹھیں مار رہا تھا جن کی تعداد کم و بیش سوا لاکھ تھی۔

مکہ معظمہ کے نزدیک سرف (وادی فاطمہ) میں پہونچ کر غسل فرمایا، دوسرے روز ۴ ذی الحجہ کو صبح کے وقت مکہ معظمہ میں داخل ہوئے، مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کا یہ سفر نو دن میں طے ہوا جب کعبہ معظمہ پر نظر پڑی تو فرمایا اے اللہ! اس گھر کی عزت و شرف کو دوبالا کر دے، پھر کعبہ شریف کا طواف فرمایا، پہلے تین چکر رمل (کندھا ہلا کر اور اکڑ کر چلنا) کے ساتھ اور باقی چار چکر عام چال سے مکمل فرمائے، طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم پر تشریف لائے اور قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی "وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى" - اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ یہاں دو رکعت نفل پڑھی پھر سعی کے لیے صفا اور مروہ کی جانب تشریف لائے، سات چکر مکمل کر لینے کے بعد اعلان فرمایا کہ جس کے پاس قربانی کے جانور ہیں وہ احرام کھولیں اور باقی لوگ حجامت بنوا کر احرام کھول دیں۔ ۸ ذی الحجہ کو صبح سورج طلوع ہونے کے بعد آپ منیٰ تشریف لے گیے جہاں ظہر و عصر، مغرب وعشاء اور نویں تاریخ کو نماز فجر ادا فرمائی اور منی سے میدان عرفات کو روانہ ہوئے۔ نمرہ میں کمبل کا ایک خیمہ نصب کیا گیا تھا وہاں قیام فرمایا، زوال کے بعد ناقہ پر سوار ہو کر میدان عرفات میں تشریف لائے اور ناقہ ہی پر خطبہ ارشاد فرمایا، خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کا حکم دیا، پھر ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا فرمائی، پھر موقف میں تشریف لائے، کافی دیر تک قبلہ کی طرف کھڑے ہو کر دعا میں مصروف رہے جب سورج غروب ہو گیا تو وہاں سے روانہ ہوئے اور مزدلفہ پہونچ کر مغرب وعشاء کی نماز ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا فرمائی، صبح نماز فجر ادا کر کے آفتاب طلوع ہونے سے پہلے منیٰ واپس تشریف لے گیے، وادی میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ کنکریاں چن دیں، جمرہ عقبی کی رمی سے فارغ ہو کر میدان منی میں تشریف لائے، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناقہ کی مہار سنبھالے ہوئے تھے، آپ نے اس عظیم الشان مجمع کو ملاحظہ فرمایا۔ فرائض نبوت کے ۲۳/ سالہ نتائج نگاہوں کے سامنے پھر رہے تھے، زمین سے آسمان تک قبول واعتراف کا نور ضوفشاں تھا، ریگستان عرب کا ذرہ ذرہ اس وقت اسلام کے نور سے منور اور خانہ کعبہ ہمیشہ کے لیے ملت ابراہیمی کا مرکز بن چکا تھا۔ حضور ﷺ نے ایک سو اونٹ کی قربانی کی ۶۳ اونٹوں کا آپ ﷺ نے خود اپنے ہاتھوں سے نحر فرمایا باقی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نحر کیے، جب قربانی سے فارغ ہوئے تو معمر بن عبد اللہ سے سر منڈوایا، پھر اسی دن طواف زیارت فرمایا، چاہ زمزم پر تشریف لائے اور قبلہ کی طرف کھڑے ہو کر آب زمزم نوش فرمایا اور منی واپس تشریف لے جا کر نماز ظہر ادا فرمائی ۱۳ ذی الحجہ تک منی میں قیام فرمایا اور زوال کے بعد منی سے چل کر وادی محصب (معاہدہ) میں قیام فرمایا اور وہاں رات گزار کر سحر کے وقت مکہ تشریف لائے کعبہ معظمہ کا الوداعی طواف ادا فرمایا اور نماز فجر کے بعد مدینہ منورہ کو روانگی ہوئی۔ (مسلم)

# دولہے کی جھوٹی شان

## مفتی محمد رضا قادری رفاعی مرکزی

خادم التدریس والافتاء
الجامعۃ القادریہ نجم العلوم مالیگاؤں

(آتش بازی، دھواں، غبارے اور انٹری کے نام پر مسلم معاشرے کی تباہ کن فضول خرچی)

٨٤٤٦٩٧٤٧١١

ایک زمانہ تھا جب نکاح سادگی، حیا، برکت اور سنتِ مصطفیٰ ﷺ کا حسین نمونہ ہوا کرتا تھا۔ مسجدوں میں تکبیر کی صدائیں بلند ہوتیں، درود و سلام کی خوشبو فضاؤں میں بکھرتی، اور دو خاندان ایک پاکیزہ رشتے میں بندھ جایا کرتے تھے۔ مگر آج...!

آج نکاح عبادت کم اور "شو" زیادہ بنتا جارہا ہے۔

دولہے کی "انٹری" کے نام پر دھواں چھوڑنے والی مشینیں، آسمان چیرتی آتش بازیاں، شور مچاتے ڈی جے، فضول غبارے، ناچتی روشنیوں کے طوفان، اور ہزاروں لاکھوں روپے صرف چند لمحوں کی نمائش پر قربان کیے جارہے ہیں۔

آج باراتیں عبادت کا منظر نہیں بلکہ "نمائشِ دولت" کا جلوس معلوم ہوتی ہیں۔ مہنگی مہنگی کالی گاڑیوں کی لمبی قطاریں، شور مچاتے ہارن، دھواں چھوڑتی گاڑیاں، آتش بازی کے طوفان، اور دولہے کی ایسی "آنٹری" گویا کوئی فلمی ہیرو میدان میں اتر رہا ہو!

افسوس...! یہ سب اس قوم میں ہو رہا ہے جس کے آقا ﷺ نے سادگی کو ایمان کی خوبصورتی فرمایا تھا۔

ذرا غور کیجیے! بارات میں شامل وہ قیمتی گاڑیاں آخر کس چیز کا اعلان کر رہی ہوتی ہیں؟ تقویٰ کا؟ اخلاق کا؟ دین داری کا؟ ہرگز نہیں!

یہ اکثر صرف جھوٹی شان، دکھاوے اور لوگوں کو مرعوب کرنے کی ایک ناکام کوشش ہوتی ہے۔ لوگ چند لمحوں کے لیے دیکھ کر تعریف کر دیں گے، مگر اس فضول خرچی کا حساب روزِ قیامت ضرور ہوگا۔

افسوس!

وہ قوم جس کے نبی ﷺ نے سادگی کو پسند فرمایا، آج وہی قوم نمود و نمائش کی آگ میں جل رہی ہے۔

غریب باپ بیٹی کی شادی کے لیے قرض میں ڈوبا ہوا ہے، کئی گھروں میں نوجوان بچیاں صرف غربت کی وجہ سے بیٹھی ہیں، مدارس کے اساتذہ اپنی قلیل تنخواہوں پر صبر کر رہے ہیں، مساجد کے آئمہ مہینے بھر کی خدمت کے بعد چند ہزار روپوں میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، اور دوسری طرف ایک رات کی شادی میں لاکھوں روپے دھوئیں کی شکل میں اڑا دیے جاتے ہیں۔

ذرا سوچیے!

جو پیسہ آسمان میں پٹاخوں کی صورت پھٹ رہا ہے، اگر وہی پیسہ کسی غریب بچی کے نکاح میں لگ جائے تو کتنے گھر آباد ہو جائیں!

جو دولت دولہے کی مصنوعی "انٹری" پر بہائی جارہی ہے، اگر وہ کسی مدرسے کے یتیم طالب علم پر خرچ ہو جائے تو کتنے حفاظ و علماء تیار ہو جائیں!

جو رقم غباروں اور روشنیوں پر لٹائی جارہی ہے، اگر وہ مسجد کے امام کی تنخواہ میں اضافہ کر دے تو شاید کسی مجبور عالم کے بچوں کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ جائے۔

مگر افسوس صد افسوس!

ہم نے دین کو پسِ پشت ڈال کر معاشرے کی جھوٹی شان کو اپنا بنالیا ہے۔

اب شادیوں میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ سنت کتنی زندہ ہوئی، بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ "انٹری" "کتنی مہنگی تھی، آتش بازی کتنی زبردست تھی، اور ویڈیو کتنی "وائرل" ہوگی!

یاد رکھیے!

آتش بازی کی یہ چمک چند لمحوں کی ہے، مگر فضول خرچی کا گناہ اللہ کے یہاں بہت بڑا ہے۔

قرآن نے فضول خرچوں کو "شیطانوں کا بھائی" فرمایا اور کتنی عجیب بات ہے کہ ہم ایک طرف امت کے زوال پر آنسو بہاتے ہیں، اور دوسری طرف اپنی دولت خود اپنے ہاتھوں آگ اور دھوئیں میں جھونک دیتے ہیں۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان اپنے نکاح کو دوبارہ سنت کے سانچے میں ڈھالے۔

سادگی کو عزت دے، دکھاوے کو چھوڑے، اور اپنی دولت کو ایسے کاموں میں خرچ کرے جہاں آخرت کا سرمایہ جمع ہو۔

یقین مانیے! سادہ نکاح میں جتنی برکت ہے، وہ لاکھوں کی آتش بازی میں کبھی نہیں ہو سکتی۔ آیئے عہد کریں کہ شادیوں کو گناہوں اور فضول رسموں سے پاک کریں گے۔ آتش بازی، دھواں، بے ہودہ انٹری اور فضول خرچی سے بچیں گے۔

مساجد، مدارس، غریبوں اور دینی ضرورتوں کو ترجیح دیں گے۔ اپنی نسلوں کو سادگی اور سنت کا راستہ دکھائیں گے۔

ورنہ وہ دن دور نہیں جب ہماری تقریبات تو جگمگائیں گی، مگر ہمارے دل ایمان کی روشنی سے خالی ہو جائیں گے۔

razamarkazi@gmail.com

# * دارین اکیڈمی جمشید پور کا دیدہ زیب اور یادگار سالانہ جلسۂ دستار بندی *

الحمد للہ! دارین اکیڈمی جمشید پور کے لیے یہ سال خوشیوں، کامیابیوں اور تعلیمی و دینی اعتبار سے نہایت تاریخی اہمیت کا حامل رہا۔ ادارۂ ہٰذا کے چار ہونہار طلبہ نے نہ صرف حفظِ قرآنِ کریم کی سعادت حاصل کی بلکہ اسی ادارے میں رہتے ہوئے عصری تعلیم میں بھی نمایاں کامیابی حاصل کرتے ہوئے ۸۵ فیصد سے زائد نمبرات سے امتحان میں کامیابی درج کی، جس سے دارین اکیڈمی کا نام روشن ہوا اور پورے علاقے میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

اسی مناسبت سے بروز اتوار، مؤرخہ ۱۰ مئی ۲۰۲۶ء دارین اکیڈمی جمشید پور کی جانب سے اکا گارڈن، چیپاپل، جمشید پور میں نہایت شان و شوکت اور پُروقار انداز میں عظیم الشان جلسۂ دستار بندی و تقسیمِ تعلیمی اعزازات کا انعقاد عمل میں آیا۔

جلسہ کی صدارت و سرپرستی دارین اکیڈمی جمشید پور کے بانی، حضور معمارِ ملت حضرت علامہ مفتی عبد المالک مصباحی صاحب قبلہ نے فرمائی، جبکہ نظامت کی ذمہ داری ادارہ کے صدر المدرسین حضرت مفتی بدر عالم فیضی نظامی صاحب نے بحسن وخوبی انجام دی۔

جلسہ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی رہی کہ مانگو اور کپالی کے مختلف اسکولوں میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لیے دارین اکیڈمی کی جانب سے خصوصی اعلان کیا گیا، جس کے تحت ۸۰ فیصد سے زائد نمبر حاصل کرنے والے طلبہ کو اسناد، میڈل اور مومنٹو سے نوازا گیا۔ اس اعلان سے طلبہ میں بے حد خوشی دیکھی گئی اور مختلف اسکولوں کے طلبہ نے بڑھ چڑھ کر شرکت کی۔ جلسہ کا آغاز تلاوتِ کلامِ پاک اور نعتِ رسولِ مقبول ﷺ سے ہوا، جس کے بعد مختلف علماءِ کرام اور معزز شخصیات نے اپنے علمی، فکری اور اصلاحی بیانات سے سامعین کو مستفید فرمایا۔

مہمانانِ خصوصی

حضرت علامہ مولانا مفتی بدر عالم مصباحی صاحب قبلہ صدر المدرسین، ازہرِ ہند جامعہ اشرفیہ مبارک پور آپ نے اپنے بصیرت افروز خطاب میں تعلیم کی اہمیت، دینی و عصری علوم کے حسین امتزاج اور نوجوان نسل کی صحیح تربیت پر نہایت عمدہ انداز میں روشنی ڈالی، اور قوم کو اس بات کی ترغیب دی کہ وہ اپنے بچوں کو دینی و عصری دونوں تعلیمات سے آراستہ کریں۔ مہمانِ اعزازی ہمدردِ قوم و ملت، رازدارِ سیاست عالی جناب ہدایت اللہ خان صاحب قبلہ چیئرمین اقلیتی کمیشن، ریاست جھارکھنڈ نے دارین اکیڈمی کی خدمات کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ وہ بھی دارین اکیڈمی کی طرز پر جگسلائی میں ایک تعلیمی ادارہ قائم کریں گے، جو بالخصوص طالبات کے لیے مخصوص ہوگا، اِن شاءاللہ۔ عالی جناب ڈاکٹر یعقوب عالم اشرفی صاحب ڈائریکٹر آکسفیم، پٹنہ آپ نے طلبہ کی کامیابی کو والدین، اساتذہ اور ادارہ کی مشترکہ محنت کا حسین ثمر قرار دیتے ہوئے طلبہ کو مزید محنت، لگن اور اخلاص کے ساتھ آگے بڑھنے کی تلقین فرمائی۔

مہمانِ خصوصی عالی جناب محمد امتیاز کریمی صاحب چیئرمین بہار پبلک سروس کمیشن نے طلبہ کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا: بچو! تم ہی ہمارا مستقبل ہو۔ علم، انبیاءِ کرام علیہم السلام کی میراث ہے۔ اگر علم ہو تو انسان کے لیے کوئی چیز ناممکن نہیں رہتی۔ تم چاہو تو صحرا کو بھی گلزار بنا سکتے ہو۔

مزید آپ نے قرآنِ کریم کی عظمت اور حافظِ قرآن کی فضیلت پر مدلل گفتگو فرمائی اور کامیاب طلبہ کے روشن مستقبل کے لیے دعائیں دیں۔ محمد علی ذوق صاحب آپ نے اپنے پُراثر بیان میں موجودہ دور میں دینی اداروں کی ضرورت و اہمیت کو اجاگر کیا اور دارین اکیڈمی کی دینی و تعلیمی خدمات کو خوب سراہا۔ اسی طرح اسلم جاویداں صاحب نے نوجوانوں کو اخلاق، ادب اور علم کے زیور سے آراستہ ہونے کی نصیحت فرمائی۔

تاجِ حفظِ قرآن سے سرفراز ہونے والے طلبہ تقسیمِ انعامات سے قبل دارین اکیڈمی جمشید پور کے چار ہونہار طلبہ کے سروں پر حفظِ قرآن کا تاجِ سعادت رکھا گیا، جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

حافظ محمد ثاقب رضا مالکی ابن شمیم انصاری — دمکا
حافظ عتیق منصوری مالکی ابن اسلام دھنیا — نیپال
حافظ عاشق رضا مالکی ابن عالمگیر شیخ — کولکاتا
حافظ فرحان رضا مالکی ابن محمد رمضان علی — لدھیانہ، پنجاب جس کے بعد تقسیمِ انعامات کا سلسلہ شروع ہوا۔

آخر میں ادارہ کے ذمہ داران کی جانب سے تمام مہمانانِ کرام، اساتذۂ عظام، طلبہ، والدین اور شرکائے جلسہ کا شکریہ ادا کیا گیا، اور دعا کے ساتھ یہ روح پرور اور یادگار تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

تقریب میں شرکت کرنے والے معزز حضرات میں بالخصوص: حضرت علامہ مولانا پھول محمد صاحب حضرت علامہ مولانا مفتی رضاء اللہ نقشبندی، عالی جناب رضوان احمد صاحب حضرت مولانا محمد عاشق حسین مرکزی، حضرت علامہ مولانا محمد شمیم رضا مصباحی، مولانا شمس العارفین ثقافی شیخ الادب ادارہ ھذا حضرت مولانا محمد نصیر الدین صاحب، حافظ و قاری محمد کلیم رضا، حافظ و قار محمد فرید اخلاقی، حافظ و قاری محمد مزمل صاحب، حافظ و قاری محمد شاہنواز عالم صاحب، حافظ و قاری ظفیر صاحب، پرنسپل ماسٹر مبارک حسین، ماسٹر ضیاء اللہ صاحب، ماسٹر ہمت، ماسٹر محمد محفوظ عالم، ماسٹر محمد آفتاب عالم، ماسٹر محمد انوار الحق، ماسٹر محمد سہیل سر، ماسٹر محمد منعم غزالی اور ماسٹر محمد صغیر صاحب شامل رہے۔ خادمُ التدریس

مولانا محمد عاشق حسین مرکزی

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

# نابغۂ روز گار رُومانوی شاعر فیض احمد فیض، دِلی میں فیض کا آخری پیغامِ محبت

انجینئر محمود اقبال
6309727951

نابغۂ روز گار رُومانوی شاعر فیض احمد فیض، دِلی میں فیض کا آخری پیغامِ محبت

نفرت کے زمانے میں محبت کا ہنر، گلِ تر سے گلِ مُر تک کا سفر در سفر

قفس اُداس ہے، یارو صبا سے کچھ تو کہو
کہیں تو بہرِ خدا آج ذکرِ یار چلے

20ویں صدی کے اردو کے مقبول ترین شاعر فیض احمد فیض ؔ ۱۳ فروری، ۱۹۱۱ کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے تھے۔ فیض، عصر جدید کے "غالب" تھے۔ اردو والے انکے یوم پیدائش پر بھلا انہیں کیسے بھول سکتے ہیں؟ آج ذکرِ یار ہو ہی جائے؟ مہدی حسن کی جادوئی دُھن میں؟

گلوں میں رنگ بھرے، بادِ نو بہار چلے
چلے بھی آؤ، کہ گلشن کا کاروبار چلے

فیض، اگر آج بقید حیات تو اپنی آنکھوں سے دیکھتے کہ آج کے زمانہ میں ہند پاک میں "کاروبارِ گلشن" اپنے عروج پر ہے۔ "گلِ تر" کا بھی اور "گلِ مُر" کا بھی۔ یقیناً، آپ "گلِ تر" کو سمجھتے ہونگے، اگر "گلِ مُر" کو سمجھنا ہے تو ایک شعر حاضرِ خدمت ہے۔

وہ حسن، جو کبھی گل کی طرح کِھلا تھا
وقت کی ایک ہی آندھی میں گلِ مُر ہو گیا

مزید تشریح کی ضرورت ہے؟ تو چلیئے ایک اور شعر کے ذریعہ سمجھ لیتے ہیں۔

خواب پھولوں کی طرح کِھلے بھی نہ تھے
کہ آنکھ کھلتے ہی، سب گلِ مُر ہو گئے

ابھی نہیں؟ آسان الفاظ میں عرض ہے کہ ایک تو وہ جو آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے کہ "مرجھانا"۔ مگر فیض کے نزدیک "گلِ مُر" اس حسن کی نمائندہ ہے، جو ظلم کے ہاتھوں مرجھا تو جاتا ہے مگر اپنی خوشبو باقی رکھتا ہے۔ یہی فیض کی انقلابی رومانیت کا جوہر و زیور ہے۔ وقت بڑا ہی بے درماں ہے۔ وقت بھی بدل گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ محبت بھی۔ محبتیں،، نفرتوں میں بدلتی جارہی ہیں۔ نفرتوں کے بازار گرم ہیں۔ وہ آندھیاں چلی رہی ہیں کہ خدا کی پناہ...... سماجی بھی اور سیاسی بھی۔ محبتوں کے خواب نفرتوں کے خواب بنتے چلے جارہے ہیں۔

فیض کا پیدائشی نام چوہدری فیض احمد ہے۔ جب انہوں نے شاعری شروع کی اور شہرت ملنے لگی تو فیض ؔ تخلص اختیار کرلیا اور آگے چل کر ادبی دنیا میں فیض احمد فیض کے نام سے آخری دم تک اردو ادب کو فیض یاب کرتے رہے۔ بتایا جاتا ہے کہ ۳۰ کی دہائی میں فیض کی ملاقات ایک باوقار برطانوی خاتون ایلس جارج سے دلی میں ہوئی تھی۔ دونوں میں درس و تدریس، ذہنی ہم آہنگی، تعلیم، ترقی پسند خیالات، اقدارِ مشترک تھیں۔ یہ ملاقاتیں رفتہ رفتہ رنگ لائیں اور دوستی محبت میں بدل گئی۔ اکٹوبر، ۱۹۴۱ میں سری نگر میں دونوں شادی کے بندھن میں بندھ گئے۔ ایلس جارج، ایلس فیض بن گئی، اور "کاروبار گلشن" کا آغاز ہوا۔ دونوں کے آنگن میں دو رنگ برنگے پھول، سلیمہ اور منیزہ کھلے۔ جو آگے چل کر سلیمہ ہاشمی اور منیزہ ہاشمی کے نام سے ادبی دنیا میں دونوں نے اپنی الگ الگ پہچان بنائی۔ سلیمہ جی نے ایک معروف مصورہ، دانشور اور تعلیمی منتظم کے طور پر اپنی پہچان بنائی تو منیزہ جی نے ایک نامور میڈیا شخصیت اور پروڈیوسر کے طور پر اپنے ماں باپ کا نام روشن کیا۔ ڈاکٹر جمیل جالبی کہتے ہیں کہ "فیض کی سب سے نمایاں خصوصیت ان کے خیالات کی سنجیدگی، شخصیت کا توازن اور شعری اعتدال ہے"۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے اردو کے ممتاز پروفیسر، محقق، نقاد، شاعر، ادیب اور استاد پروفیسر آل احمد سرور، فیض کی شاعری پر رقمطراز ہیں کہ "فیض کی شاعری میں انگریزی ادب کے ایک خوشگوار اثر، جدید انسان کے ذہن اور ایشیائی تہذیب کے قابل قدر عناصر کی قوس قزح جلوہ گر ہے"۔ فیض کا پورا کلام کئی سو صفحات پر مشتمل ہے۔ نقش فریادی، دست صبا، زندان نامہ، دست تہ سنگ، سروادی سینا، شام شہریاراں، مرے دل مرے مسافر اور غبار ایام، فیض کے اہم مجموعہ ہیں۔ فیض کے والد محترم کا نام خان بہادر سلطان محمد خاں تھا اور ان کے ممتاز درسی اور ادبی اساتذہ میں شمس العلماء سید میر حسن، پروفیسر یوسف سلیم چشتی، احمد شاہ پطرس بخاری، صوفی غلام مصطفی تبسم، مولوی محمد شفیع، ڈاکٹر تاثیر،، مولانا عبد المجید سالک، مولانا چراغ حسن حسرت اور پنڈت ہری چند اختر کے نام قابل ذکر ہیں۔ فیض کی ابتدائی تعلیم سیالکوٹ ہی کی ہے۔ انہوں نے ایم اے او کالج امرتسر میں ۱۹۳۳ سے ۱۹۴۰ تک اور ہیلی کالج لاہور میں ۱۹۴۰ سے ۱۹۴۲ تک تدریسی فرائض بھی انجام دیئے تھے۔ فوج میں لیفٹیننٹ کرنل کے طور پر جون، ۱۹۴۲ سے دسمبر، ۱۹۴۶ تک خدمات انجام دیں تھیں۔ پاکستان میں وہ "پاکستان ٹائمز" اور "امروز" کے ایڈیٹر بھی رہے ہیں۔ فیض کی زندگی کا سب نازک موڑ وہ تھا جب انہیں مشہور زمانہ راولپنڈی سازش کیس میں مارچ، ۱۹۵۱ میں گرفتار کرلیا گیا تھا اور ضمانت پر رہائی اپریل، ۱۹۵۵ میں ملی تھی۔ انہیں اس سازش کیس سے مکمل بریت ستمبر، ۱۹۵۵ میں نصیب ہوئی تھی۔ پاکستان میں جب پہلا مارشل لگا تو فیض دوبارہ دسمبر، ۱۹۵۸ میں گرفتار ہوئے اور بالآخر اپریل، ۱۹۵۹ میں انہیں زنداں سے مکمل نجات ملی۔ "زنداں نامہ" اسی دور کی یادگار ہے جب وہ پکار اٹھے۔

متاعِ لوح و قلم چھن گئی تو کیا غم ہے
کہ خونِ دِل میں، ڈبولی ہیں انگلیاں میں نے
زباں پہ مُہر لگی ہے تو کیا، کہ رکھ دی ہے
ہر ایک حلقۂ زنجیر میں، زباں میں نے

فیض کا جرم کیا تھا؟ یہ تو پتہ نہیں لیکن انکی اپنے وطن سے محبت دیکھئے:

نثار میں تری گلیوں کے اے وطن، کہ جہاں
چلی ہے رسم، کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے

ان کی حب الوطنی کا ایک اور ثبوت یہ ہے کہ ہندوستان کے پہلے ممتاز وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے فیض صاحب کو ہندوستان میں قیام کرنے اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی وائس چانسلر شپ کی پیشکش کی تھی، لیکن فیض صاحب نے شکریہ کے ساتھ قبول کرنے سے انکار کردیا تھا۔ فیض کو ہندوستان سے بھی محبت تھی، وہ یہاں بھی بہت مقبول تھے۔ انہوں نے ہندوستان کے کئی دورے بھی کئے تھے۔ حیدر آباد دکن کے مقبول روزنامہ "سیاست" میں انکا ایک قطعہ ان ہی کی ہینڈ رائیٹنگ میں چھپا تھا کہ:

رفیق راہ تھی منزل ہر اک تلاش کے بعد
چھٹا یہ ساتھ، تو رہِ کی تلاش بھی نہ رہی
ملول تھا دِلِ آئینہ، ہر خراش کے بعد
جو پاش پاش ہوا، اک خراش بھی نہ رہی

اس قطعہ کی خوبی، اہمیت اور امتیاز اسطرح ہے کہ فیض نے دورۂ ہندوستان میں کہا تھا اور روزنامہ نے اسے انہی کی تحریر میں نمایاں طور پر شائع کیا تھا۔ یہ قطعہ "غبار ایام" کے شعری مجموعے میں شامل ہے۔ "غبار ایام" کی یہ غزل شاید کچھ تارکین وطن کے دل کی دھڑکن بھی ہو؟ نہیں نگاہ میں منزل، تو جستجو ہی سہی

نہیں وصال میسّر، تو آرزو ہی سہی
دیارِ غیر میں، محرم اگر نہیں کوئی
تو فیض ذکرِ وطن اپنے رُوبرو ہی سہی

مخدوم محی الدین حیدر آباد دکن کے ممتاز انقلابی و رومانوی شاعر تھے۔ فیض صاحب نے مخدوم کو یاد کرتے ہوئے دو غزلیں ان کی نذر کی تھیں جو مخدوم کی مشہور غزل "آخر شب" کو یاد کرتے ہوئے کہی گئی تھیں: جس ادا سے کوئی آیا تھا کبھی اول شب

اسی انداز سے چل، بادِ صبا آخر شب

یہ غزل، "میرے دل، مرے مسافر" میں شامل ہے۔ "شام شہریاراں" میں ڈھاکا سے واپسی پر فیض صاحب کہتے ہیں کہ بات "ان کہی" ہی رہ گئی:

ان سے جو کہنے گئے تھے فیض ؔ جاں صدقہ کئے
ان کہی ہی رہ گئی وہ بات، سب باتوں کے بعد

"شام شہر یاراں" میں فیض نے اپنے وکیل حسین شہید سہروردی، جنہوں نے راولپنڈی سازش کیس میں ان کے مقدمے کی وکالت کی تھی، انکی مدح میں سپاسنامہ پیش کیا تھا کہ: ہر دن ہو ترا لطف زباں اور زیادہ

اللہ کرے، زورِ بیاں اور زیادہ

غمِ جاناں اور غمِ دوراں ایک ہی تجربے کے دو پہلو ہیں۔ شبنم مجید کی آواز میں فیض کی یہ نظم سننے سے تعلق رکھتی ہے جو "دست تہِ سنگ" میں شامل ہے:

مجھ سے پہلی سی محبت، مری محبوب نہ مانگ
میں نے سمجھا تھا کہ تو ہے تو درخشاں ہے حیات

نابغۂ روزگار شاعر فیض احمد فیض کو قدرت نے گونا گوں خوبیوں سے مالا مال کیا تھا وہ ایک عبقری تھے۔ اردو کے ساتھ ساتھ انگریزی، روسی، عربی اور فارسی زبان بھی وہ روانی سے بولتے تھے۔ باغ و بہار، یاروں کے یار اور مُرنجان مُرنج شخصیت کے مالک تھے۔ وہ ترقی پسند تحریک سے لیکر سوشلزم تحریکوں کے داعی اور رُوح رواں بھی رہے۔ وہ کشمیری نژاد پاکستانی تھے۔ ایک ایسے وقت میں جب پاکستان اور سابق سویٹ یونین کے تعلقات کشیدہ تھے، فیض صاحب ماسکو میں مقبول تھے اور کم از کم کچھ حد تک تعلقات کو بہتر بنانے میں انہوں نے مدد بھی کی تھی۔ ۱۹۶۲ء میں ماسکو نے فیض صاحب کو "لینن امن انعام" سے نواز تھا۔ کچھ عرصے تک فیض نے بیروت میں یاسر عرفات کے انگریزی میگزین "فلسطینا"، کی ادارت بھی کی تھی۔ ۱۹۸۲ء میں وہ لبنان کی خانہ جنگی کی وجہ سے دوبارہ پاکستان لوٹ آئے تھے۔ ۱۹۶۴ء میں فیض صاحب کی پہلی واپسی، اپنے وطن میں ہوئی تھی اور وہ ذوالفقار علی بھٹو سے بہت قریب ہوگئے تھے۔ بھٹو صاحب نے اپنی وزارتِ خارجہ کے دور میں فیض صاحب کو حکومت میں بہت سے اعلیٰ عہدوں سے بھی نوازا تھا۔ فیض پر کئی پر وقار انعامات کی بارش بھی ہوئی۔ ۱۹۷۶ میں "لوٹس انعام برائے ادب"، ۱۹۶۲ میں "لینن امن انعام"۔ ان کے علاوہ پاکستان کے "نشانِ امتیاز" سے بھی وہ نوازئے گئے تھے۔ فیض صاحب کی بیٹیوں سلیمہ ہاشمی اور منیزہ ہاشمی نے بچپن میں اپنے باپ سے دوری کی یادوں کو تازہ کرتے ہوئے لاہور، پاکستان میں "فیض گھر" بنا رکھا ہے جہاں پر فیض کے ذاتی استعمال کی تمام چیزوں کو یکجا کیا گیا ہے۔ یہ ایک میوزیم ہے۔ ہم سے بچھڑے ہوئے انہیں قریب ۴۲ سال ہو چکے ہیں، لیکن لگتا ہے کہ ابھی کل کی بات ہے۔ اپنی وفات سے کچھ ہی مہینے پہلے وہ اپنے دلی کے آخری دورہ پر تشریف لائے تھے۔ وہ دن، وہ یادیں، وہ ملاقاتیں، وہ محفلیں اور مشاعرے آج بھی دلی والوں سے بھلائے نہیں بھولی جاتی ہیں۔ آنجہانی وزیر اعظم ہند اٹل بہاری واجپائی جی نے دورہ پاکستان کے دوران فیض صاحب سے بھی ملاقات کی تھی اور دورہ ہند کی دعوت دی تھی۔ جس کے جواب میں ۱۹۸۱ میں فیض نے دلی کا دورہ کیا تھا اور وجپائی جی سے ملاقات اور دعوت کے لئے شکریہ ادا کیا تھا۔ فیض سے اس وقت ایک صحافی نے شاید بڑا احمقانہ سوال کیا تھا۔ آپ کا آخری پیغام کیا ہے؟ فیض نے برجستہ کہا! "نفرت کے زمانے میں محبت کا ہنر" بات کو کہے ہوئے چار دہائیاں گزر گئی ہیں، اور اب تو اس زمانہ میں دن بدن نفرتوں کے بازار ہی بازار کھلتے جارہے ہیں۔ کیوں نہ ہم اردو والے "محبت کا ہنر" سیکھ لیں؟ فیض کے طفیل ہی سہی؟ بہانہ بھی ہے، اور تقاضہ وقت بھی؟ محبت کی آس لگائے بیٹھنے کے بجائے، اپنے ہم وطنوں پر محبتیں نچھاور کرنے والے بن جائیں؟ لینے کے بجائے دینے والے بن جائیں؟ اینٹ کا جواب بھینٹ سے دیں؟ فیض کی یوم پیدائش پر اس سے اچھا تحفہ بھلا اور کیا ہو سکتا ہے؟

ہم نے جو طرزِ فغاں کی ہے قفس میں ایجاد
فیض ؔ گلشن میں وہی طرزِ بیاں ٹھہری ہے

جس طرح غالب کے خطوط اردو ادب کا ایک نادر سرمایہ ہیں، اسی طرح فیض کے خطوط بھی نابغہ روز گار کی یادگار ہیں۔ اس دور کی آپ بیتی اور جگ بیتی کے عکاس ہیں۔ فیض کے زیادہ تر خطوط اپنی رفیق حیات ایلس ہی کے نام ہیں۔ ایلس جی رفیق حیات بن کر، رفیق راہ بھی رہیں۔ اردو سیکھی۔ ایلس جی نے آخری دم تک فیض کے اچھے برے وقت میں انکا ساتھ دیا تھا اور گھر سنبھالا تھا۔ فیض جیل سے، خطوط میں بیٹیوں کو چھوٹی نظمیں، کہانیاں اور نصیحتیں لکھا کرتے تھے، تاکہ جیل کی سخت زندگی کی کہانی گھر تک نہ پہنچ پائے۔ فیض صاحب کا انتقال ۲۰ نومبر، ۱۹۸۴ کو ۷۳ سال کی عمر میں لاہور میں ہوا۔ ایک چراغ تھا کہ گل ہو گیا! مگر انکی فکر، جہاں بینی اور شاعری رہتی دنیا تک روشنی بکھیرتی رہے گی۔ فیض کے ہم عصر، مخدوم کے بقول، "میرا پیغامِ محبت ہے جہاں تک پہنچے"۔ فیض کی یاد میں فیض ہی کا قطعہ! دوستو، قافلۂ درد کا اب کیا ہو گا

اب کوئی اور کرے پرورشِ گلشنِ غم
دوستو، ختم ہوئی دِیدۂ تر کی شبنم
تھم گیا شورِ جنوں، ختم ہوئی بارشِ سنگ

# تین ہم نام بھائی

اعجاز احمد راہی
برہان پور مدھیہ پردیش ۹۰۹۸۲۲۰۱۴۸

کہتے ہیں کسی جگہ ایک شخص رہتا تھا جس کے تین بیٹے تھے۔ اس شخص نے اپنے ان تینوں بیٹوں کے نام "عبداللہ" رکھے ہوئے تھے۔ دن گزرتے رہے حتیٰ کہ اسے مرض الموت نے آن لیا۔ اس نے اپنے تینوں بیٹوں کو بلا کر وصیت کی کہ عبداللہ کو وراثت ملے گی، عبداللہ کو وراثت نہیں ملے گی اور عبداللہ کو وراثت ملے گی۔ اس کے ساتھ ہی اس کی روح قبض ہوگئی۔ یہ خود تو فوت ہو گیا مگر اپنے بیٹوں کو حیرت میں ڈال گیا کہ کیسے فیصلہ کریں کن دو * عبداللہ کو وراثت ملے اور اور کس ایک کو نہیں ملے گی۔ تینوں نے فیصلہ کیا کہ شہر جا کر قاضی سے اپنا مسئلہ بیان کریں اور اس سے کوئی حل مانگیں۔

تینوں اپنے زاد راہ کے ساتھ شہر کیلئے عازم سفر ہوئے۔ راستے میں انہوں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو اپنی کسی گم شدہ چیز کو تلاش کرتا پھرتا تھا۔ ان بھائیوں کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اس کی اونٹنی گم ہوگئی ہے جسے وہ تلاش کرتا پھر رہا ہے۔

ایک عبداللہ نے پوچھا کیا تیری اونٹنی ایک آنکھ سے کانی تھی۔ اس آدمی نے کہا ہاں ہاں، ایسا ہی تھا۔

دوسرے عبداللہ نے پوچھا کیا تیری اونٹنی ایک ٹانگ سے لنگڑی تھی تو اس آدمی نے جلدی سے کہا، بالکل صحیح، میری اونٹنی واقعی ایک ٹانگ سے لنگڑی تھی۔

تیسرے عبداللہ نے اونٹنی کے مالک سے پوچھا کیا تیری اونٹنی کی دم کٹی ہوئی تھی تو اس نے خوشی سے کہا بالکل ٹھیک، میری اونٹنی کی دُم بھی کٹی ہوئی تھی۔ بس اب جلدی سے بتادو میری اونٹنی کہاں ہے؟

تینوں عبداللہ نے مل کر جواب دیا؛ بخدا ہمیں آپ کی اونٹنی کے بارے میں کوئی علم نہیں، ہم نے اسے ہرگز نہیں دیکھا۔ اونٹنی کا مالک ان کی یہ بات سن کر غصے سے پاگل ہو گیا، اس نے فیصلہ کیا کہ اس تینوں کو کھینچ کر قاضی کے پاس لے جائیگا۔ اسے پورا یقین تھا کہ اس کی اونٹنی کو یہ تینوں ذبح کر کے کھا چکے ہیں اور اب اپنے جرم کو چھپانے کیلئے جھوٹ بول رہے ہیں۔۔ اونٹنی والے نے جب تینوں کو اپنا ارادہ بتایا تو انہوں نے کہا ہمیں کوئی اعتراض نہیں کیونکہ ہم خود بھی قاضی کے پاس ہی جارہے ہیں

جب یہ چاروں قاضی کے پاس پہنچے تو اونٹنی والے نے قاضی سے اپنا قصہ بیان کیا۔ قاضی نے ان تینوں سے کہا جس طرح تم تینوں نے اونٹنی کی نشانیاں بتائی ہیں اس کا ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اونٹنی تم تینوں کے پاس ہے، بہتر ہے کہ تم اپنے جرم کا اعتراف کرلو۔

پہلے نے کہا؛ جناب عالی، ہم نے اونٹنی تو نہیں دیکھی تھی، ہاں البتہ اونٹنی کے آثار ضرور دیکھے تھے۔ جب میں نے اسے کہا تھا کہ تیری اونٹنی ایک آنکھ سے کانی ہے تو میں نے دیکھا تھا کہ راستے کے ایک طرف کا گھاس تو خوب چرا ہوا تھا مگر دوسری طرف کا ویسے ہی سامان موجود تھا۔ اس کا ایک ہی مطلب تھا کہ اس شخص کی اونٹنی ایک آنکھ سے کانی رہی ہو گی۔

دوسرے عبداللہ نے کہا؛ میں نے دیکھا تھا کہ راستے میں تین قدم تو گہرے لگے ہوئے ہیں جبکہ چوتھا قدم زمین پر معمولی پڑا ہوا تھا جس کا مطلب بس اتنا ہی بنتا تھا کہ یہ جانور لنگڑا بھی تھا۔

تیسرے عبداللہ نے کہا؛ اونٹ جب راہ چلتے ہوئے اپنا گوبر گراتے ہیں تو دم سے ادھر اُدھر بکھیرتے ہیں۔ جبکہ ہم جس راہ سے آئے تھے وہاں پر گوبر ایک ہی لائن میں سیدھا گرا ہوا تھا جس کا ایک مطلب ہو سکتا تھا کہ اونٹنی کی دُم کٹی ہوئی ہے جو اپنا گوبر دائیں بائیں نہیں پھیلا پائی۔

قاضی نے بغیر کسی دیر کے اس آدمی کی طرف دیکھا اور کہا، تم جاسکتے ہو۔ تمہاری اونٹنی ان لوگوں کے پاس نہیں ہے اور ناں ہی انہوں نے اُسے دیکھا ہے۔

اونٹنی والے شخص کے جانے کے بعد ان تینوں بھائیوں نے قاضی سے اپنا قصہ بیان کیا جسے سُن کر قاضی بہت حیران ہوا۔ ان تینوں سے کہا تم آج کی رات مہمان خانے میں ٹھہرو، میں کل تمہیں سوچ کر کوئی حل بتاؤنگا۔

یہ تینوں مہمان خانے میں جا کر ٹھہرے تو انہوں نے محسوس کیا کہ ان کی نگرانی کی جارہی ہے۔ کچھ دیر کے بعد ان کے لئے کھانا لایا گیا جو گوشت کے پکے ہوئے سالن اور روٹیوں پر مشتمل تھا۔

پہلے نے کھانے کو دیکھتے ہی کہا یہ سالن کتے کے گوشت کا بنا ہوا ہے۔ دوسرے نے کہا روٹیاں جس عورت نے پکائی ہیں وہ حمل کے ساتھ اور پورے دنوں سے ہے۔ تیسرے نے کہا یہ قاضی حرام کی اولاد ہے۔

بات قاضی تک پہنچ گئی، اُس نے تینوں کو دوسرے دن اپنی عدالت میں طلب کرلیا اور تینوں سے مخاطب ہو کر کہا؛ تم میں سے کس نے کہا تھا یہ کتے کا گوشت پکا ہوا ہے؟ پہلا بولا میں نے کہا تھا۔

قاضی نے باورچی کو بلوا کر پوچھا تو اس نے اعتراف کیا کہ پکانے کیلئے کچھ نہیں تھا تو اس کو شرارت سوجھی اور اس نے کتا مار کر اس کا گوشت پکایا اور ان کو کھانے کیلئے بھجوادیا۔ قاضی نے پہلے سے پوچھا تمہیں کیسے پتہ چلا یہ گوشت کتے کا ہے تو اس نے بتایا گائے، بکری یا اونٹ کے گوشت کے نیچے چربی لگی ہوتی ہے جبکہ یہ سارا چربی نما تھا جس کے نیچے کہیں کہیں گوشت لگا ہوا تھا۔

قاضی نے کہا تم وہ عبداللہ ہو جس کو اپنے باپ کے مال سے وراثت ملے گی۔ قاضی نے دوبارہ ان سے مخاطب ہو کر پوچھا کس نے کہا یہ روٹیاں ایسی عورت نے بنائی ہیں جو نو ماہ کے حمل کے ساتھ اور اپنے پورے دنوں سے ہے؟ جواب میں دوسرے نے کہا میں ہوں جس نے یہ کہا تھا۔ قاضی نے پوچھا تمہیں کیونکر یہ لگا تو اس نے کہا میں نے دیکھا روٹیاں ایک طرف سے پھولی ہوئی اور خوب پکی ہوئی ہیں تو دوسری سے کچی * اور موٹی رہ گئی ہیں۔ میں نے اس سے یہی اخذ کیا روٹیاں بنانے والی ایسی خاتون ہے جس سے تکلیف کے مارے زیادہ جھکا نہیں جارہا اور وہ سامنے کی چیز بھی نہیں دیکھ پارہی جس کا مطلب یہی بنتا تھا کہ عورت حاملہ ہے اور روٹیاں بنانے میں تکلیف محسوس کرتی رہی ہے۔ قاضی نے اس دوسرے سے بھی کہا کہ تم وہ عبداللہ ہو جسے اس کے باپ کے ترکہ سے وراثت میں حصہ ملے گا۔

پھر قاضی نے تینوں سے مخاطب ہو کر پوچھا یہ کس نے کہا تھا میں ولد الحرام ہوں؟ تیسرے نے جواب دیا کہ یہ میں نے کہا تھا۔ قاضی اُٹھ کر اندر گیا اور اپنی ماں سے پوچھا کیا یہ سچ ہے کہ وہ حرامی ہے تو اُس کی ماں نے کہا یہ سچ ہے کہ تم حرام کے ہو۔

قاضی نے واپس آکر اس تیسرے عبداللہ سے پوچھا تمہیں کیونکر معلوم ہوا میں حرامی ہوں تو اُس نے جواب دیا؛ اگر تم حلالی ہوتے تو مہمان خانے میں ہم پر نگران نا مقرر کرتے، نا ہی * کتے کا گوشت پکوا کر ہمیں کھانے کیلئے بھجواتے اور نا ہی کچی روٹیاں کسی مظلوم عورت سے بنوا کر ہمیں کھلواتے۔

قاضی نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تم وہ عبداللہ ہو جسے اُس کے باپ کے مال سے ورثہ نہیں ملے گا۔

تیسرے نے حیرت کے ساتھ قاضی کو دیکھا اور پوچھا مگر ایسا کیوں ہے؟

قاضی نے کہا؛ کیونکہ ایک حرامی ہی دوسرے ولد الحرام کو ٹھیک ٹھیک پہچان سکتا ہے اور تم بھی میری طرح حرام کی اولاد ہو۔

وراثت پانے والے دونوں عبداللہ اپنی ماں کی طرف لوٹے اور دریافت کیا کہ ہمارے تیسرے بھائی کا کیا ماجرا ہے تو اُن کی ماں نے کہا تمہارا باپ ایک بار صبح کی نماز پڑھنے مسجد گیا تو اسے دراوزے پر رکھا ہوا پایا تھا، اسے گھر لایا، اس کا نام بھی تم دونوں جیسا عبداللہ رکھا اور اس کی پرورش کی۔

#مزاحیات#

جی، تو ایسی ہوتی ہیں عربوں کی حکایتیں جن میں حکمت کے درس بھی ہوتے ہیں۔ مضمون عربی سے لیکر آپ کیلئے ترجمہ کیا گیا ہے........

دعاؤں میں یاد رکھیں


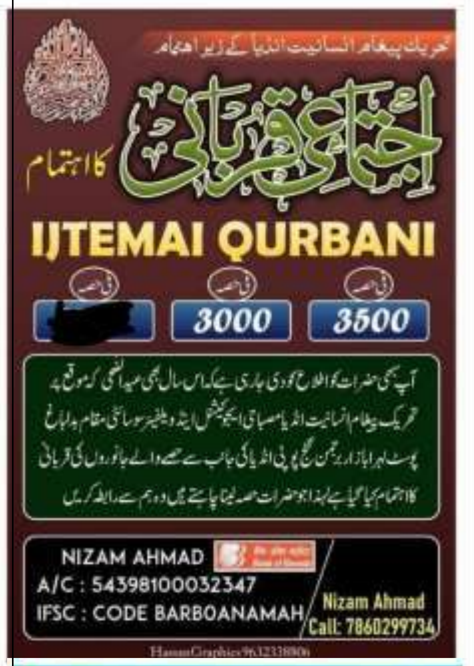

Weekly The
NEPAL URDU TIMES
Reg.No: 5310 -2082/2083 - www.nepalurdutimes.com
ہفت روزہ
نیپال اردو ٹائمز



# غزل

آتے جاتے درد سنانا پڑتا ہے
دل میں غم کا دیپ جلانا پڑتا ہے

جن سے دل کے رشتے گہرے ہوتے ہیں
اُن کو ہر دم خود ہی منانا پڑتا ہے

جینا ہے جو چین سے ہم کو دنیا میں
دشمن کو بھی دوست بنانا پڑتا ہے

اہلِ ثروت عیش میں جب پڑ جاتے ہیں
ماں کو پتھر روز پکانا پڑتا ہے

کس نے کہا یہ فن غزلوں کا آساں ہے
خون جگر کا خوب جلانا پڑتا ہے

جب آتا ہے کوئی شکاری جنگل میں
پنچھی کو چپکے سے اڑانا پڑتا ہے

جیسے جیسے بچے بڑھنے لگتے ہیں
اپنی ہر خواہش کو دبانا پڑتا ہے

دھوپ میں چھاؤں لکھ دینے سے کیا حاصل
"بیٹا پہلے پیڑ لگانا پڑتا ہے"

کم ظرفوں کو عالمؔ جا کر سمجھا دو
ہر اک رشتہ دل سے نبھانا پڑتا ہے

آفتاب عالمؔ شاہ نوری:
کروشی بلگام کرناٹک
۸۱۰۵۴۹۳۳۴۹

# یادِ رفتگان حرم پاک کا سفر (آپ بیتی)

سعد احمد مُجدّدی اسدؔ

انسان کی زندگی میں کئی ایک ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں جس کو کبھی بھلانا مشکل ہو جاتا ہے، "مختلف انداز" مختلف وقوع پذیر ہوتے ہیں کسی کے ساتھ کسی حسین لمحہ کا واقعہ اس کی زندگی کا ایک حصہ بن جاتا ہے تو کسی کے ساتھ کسی دردناک حادثہ اُس کے لیے کمزور و بے بس کر دیتا ہے، بہر کیف از قصہ مختصر میرے بلکہ ہمارے ساتھ بھی ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا جو کہ لگ بھگ پینتیس سال بیت جانے کے بعد بھی دل پر اس طرح نقش ہے جیسا کہ یہ کل ہی کی بات ہے، میں اور میرے بڑے بھائی جناب مسعود احمد مُجدّدی اکملؔ مقیم ہیں۔ والدِ بزرگوار کے انتقال کے بعد امّی جان کا مسلسل تقاضہ تھا کہ مجھے بھی وہاں بُلالو اور اس مقدس ارادہ کا اظہار کر رہی تھیں کہ ہم سب مل کر وہاں سے حج کی سعادت حاصل کریں گے، بڑے بھائی جو کہ اپنی ذمہ داری کو بحسن وخوبی انجام دیتے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں رات دن اس فکر میں رہے کہ کسی طرح امّی جان یہاں آجائیں اور ہم سب حج و بیت اللہ شریف کا طواف کرلیں۔ آخر کار اللہ پاک نے ہم سب کو دعا کو مقبولیت بخشی اور امّی جان یہاں آگئیں۔ اور اس طرح یہاں کے قانون و قواعد کے اعتبار سے باضابطہ حج کی تیاریوں کا آغاز ہو گیا ضروری اور اہم دستاویزات جس میں پاسپورٹ سب کی تعاویر و دیگر فارمس کی بھرتی کے بعد سعودی عربیہ کے آفس جو کہ دوبئ میں واقع ہے داخل کروادیئے گئے۔ یہاں آفس والوں کی ہدایت کے مطابق ۴۴۴ درہم کے چیک بنوالیے گئے۔ اور حسبِ حکم دوسرے دن آفس سے ویزہ و دیگر تفصیلات موصول ہوئے۔ خوشی و شادمانی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا۔ اور ہم سب حج کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے۔ سب سے پہلے کار سے سفر کرنا طے پایا گیا اس لیے کار کو میکاینک کے حوالے کر دیئے۔ ضروری واہم پُرزوں کی مرمت و تبدیلی کا عمل پیش آیا۔ اور کار بالکل تیار ہو گئی۔ میں میری اہلیہ کے ساتھ دو بچے بیٹی تسنیم مُجدّدی ڈھائی سال اور ایک سال کی عمر کا بیٹا سعد احمد مجددی اور اسی طرح بڑے بھائی کے ہمراہ بھابی صاحبہ دو بیٹے معز احمد مُجدّدی اور معید احمد مُجدّدی تقریباً ہم عمر اس طرح والدہ امّی جان کو ملا کر پانچ بڑے اور چار چھوٹے جملہ نو افرادِ خاندان کا یہ قافلہ سفر کی تیاری میں مشغول رہے کر سامان باندھ لیے، جس میں اناج غلہ کے ساتھ ہلکا سا بستر برتن اور بچوں سے متعلق دودھ ڈبے دوائیاں ساتھ رکھ لیے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق امّی جان کو قافلہ کی قیادت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ قیادت کی ذمے داری کے ساتھ ہی امّی جان نے حسبِ ذیل نکات کی پیروی کی تلقین فرمائی۔

۱۔ راستے میں ہر مسجد کے پاس رک کر نمازوں کی ادائیگی باجماعت کی جائے گی۔
۲۔ راستے میں جو بھی پٹرول پمپ نظر آئے پٹرول گاڑی میں بھروالیا جائے گا۔
۳۔ گاڑی کی رفتار میں یکسانیت ہو گی۔ تیزی و گڑبڑ سے گریز کیا جائے گا۔
۴۔ گاڑی ہر دو گھنٹہ سے یک بعد ایک چلائیں گے۔
۵۔ بچوں کی سہولت کے لیے گاڑی راستے میں جب چاہے روک لی جائے گی۔
۶۔ وقفہ وقفہ سے آرام کا بھی خیال رکھا جائے گا۔

امّی جان کی قیادت میں سفر کا آغاز ۱۸؍ جون ۱۹۹۰ء کی صبح بعدِ نمازِ فجر عمل میں آیا۔ راس الخیمہ سے ٹھیک آٹھ بجے نکلے۔ تازہ دم سفر تھا۔ عجمان، ام القوین، شارجہ سے ہوتے ہوئے دوبئ پہنچے یہاں سے سیدھے ابو ظہبی کی سرحد سے پار ہوتے ہی صلہ ابو سمرہ کے حدود میں داخل ہوگئے۔ چناں پولیس والوں کی باضابطہ دستاویزات کی چھان بین ہوئی۔ اور یہیں پر مختلف خیمہ بھی دکھائی دیئے۔ جس میں مسافر گاڑیوں کی تکمیل چھان بین کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے اور دوسرے خیموں میں ڈاکٹروں کی تعداد بھی نظر آئی چناں مریض و بیماریوں کی تفتیش کے بعد دوائیں گولیاں فراہم کی جا رہی تھیں۔ غرض کہ بچے بڑے سبھی منزلِ مقصود کی طرف رواں ہونے کے لیے اپنی اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے جوں توں کر کے ہماری گاڑی کو بھی اجازت مل گئی اور ہم پھر سے سفر جاری رکھتے ہوئے آگے بڑے، چونکہ اُس وقت حج کے لیے جانے کا راستہ قطر سے ہوا کرتا تھا۔ اس لیے ہمیں بھی قطر سے گذر کر آگے بڑھنا تھا۔ آزو بازو سے کئی ایک حاجیوں کے قافلے گذر رہے تھے شام ہو چکی تھی قریب کی راستے میں جو مسجد نظر آئی گاڑی روک دی گئی مغرب اور عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد پھر سفر جاری رکھا، شام کا کھانا بھی کھا چکے تھے اور پٹرول پمپ سے پٹرول بھی بھرانے کے بعد نہایت آرام و اطمینان کے ساتھ منزل کی طرف رواں دواں تھے کافی اندھیرا ہو چکا تھا۔ ماحول میں سناٹا چھا چکا تھا دور دراز ہلکے ٹمٹماتے ہوئے لائٹ چھوٹے سے چراغ کے مانند کسی گاؤں یا بستی کا منظر پیش کر رہے تھے کہ اچانک گاڑی میں ایک ہلچل سی مچی چیخ و پکار کی صدائیں بلند ہوئیں سبھی گھبرائے ہوئے سکتہ عالم طاری ہو چکا تھا۔ امّی جان بار بار کہہ رہی تھیں بیٹے گاڑی روک، گاڑی روک۔ ایک زور دار آواز آئی۔ گاڑی سڑک سے دس پندرہ میٹر دور زمین پر جا پہنچی بالکل نیچے اتر چکی تھی۔ بڑے بڑے گنڈ، کھڈے موجود تھے لیکن اُسی وقت اللہ سبحان تعالیٰ کی رحمت نازل ہوئی قریب کے کھڈ میں گاڑی اتر گئی اور بڑے گنڈے ٹکرا گئی۔ ڈرائیور کی طرف کا گاڑی کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور گاڑی اس انداز سے آکے رکی کہ کھلا ہوا دروازہ بڑے سے گنڈے ٹکرا کر یعنی پتھر سے اسی میں پھنس گیا یہ یقیناً معجزہ تھا کہ دروازہ گنڈے کے کنارے جا پھنسا تھا یوں ہم کھائی میں گرنے سے بال بال بچ گئے تھے اور سامنے والا حصہ لٹکتا دکھائی دیا۔ میرے ہاتھ میں بڑی بیٹری تھی فوراً روشنی سے سارا منظر آنکھوں کے سامنے آگیا۔ بڑے بھائی موقع کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے زور دار آواز سے مخاطب ہوئے کوئی بھی گاڑی سے نہ نکلیں اور نہ ہی گاڑی کو حرکت دیں۔ اپنی جگہ خاموش بیٹھے رہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے کسی کو کچھ نہیں ہوا، ہلکی سی خراش تک نہیں آئی تھی۔ چونکہ رات کافی گذر چکی تھی۔ اس لیے گاڑیوں کی چہل پہل میں ہلکی سی کمی واقع ہوئی۔ گاڑی سے نکلنا یا حرکت دینا بے حد مشکل تھا۔ سبھی اللہ کے فکر و ذکر میں مشغول ہو گئے اتنے میں دور سے ایک تیز رفتار گاڑی آتی ہوئی نظر آئی بیٹری سے گاڑی کو رکوانے کی کوشش کی گئی لیکن رفتار اس قدر تیز تھی کہ وہ نہ رک سکی۔ گاڑی کے شیشے بھی چڑھے ہوئے تھے سڑک کے کنارے سے ہماری آوازیں بھی اُس تک نہ پہنچ سکی جس کی وجہ سے یہ گاڑی بغیر دیکھے گذر گئی اس دوران ایک اور کار آتی ہوئی نظر آئی، بڑے بھائی نے سبھی سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں اتر کر روڈ جانے کی کوشش کروں گا اس طرح امّی جان کی اجازت کے بعد بڑی ہی احتیاط سے گاڑی سے باہر نکلے اور آتی ہوئی اس تیز رفتار گاڑی کو رکوانے کی سعیٔ کی۔ تھوڑی دور جا کر گاڑی رکی اور واپس پیچھے آتی ہوئی نظر آئی۔ سبھی کو ہمت ہوئی جان میں جان آئی ہلکی سی خوشی محسوس ہوئی۔ لیکن حرکت ندارد ویسے ہی بیٹھے رہے۔

بڑے نے بھائی گاڑی والے کو بتلائے ساری تفصیل سن نے کے بعد اللہ کا یہ نیک صفت بندہ فوراً حرکت میں آگیا اور کہا کہ بس تھوڑی دیر اور انتظار کرو اسی طرح بلا چوں و حرکت بیٹھو رہو قریب میں ہی قطر پولیس اسٹیشن ہے میں تمام انتظامات کر کے گاڑی لے کر آتا ہوں۔ ٹھیک پندرہ بیس منٹ بعد پولیس معہ ایک زائد گاڑی لے کر پہنچ گئی۔ کرین سڑک والی گاڑی سے باندھ دیا گیا اور ہم سب گاڑی سے نہایت احتیاط سے اتر کر شکرانہ ادا کیے۔ امّی جان جو بہت زیادہ گھبرائی ہوئی تھیں ہمت و صبر کی تلقین بھی کر رہی تھیں۔ قطر کا یہ نیک صفت باشندہ جو پیشہ سے پولیس تھا۔ ساری کاروائی میں بے حد معروف رہا اور ہم تمام کو پولیس اسٹیشن میں گیسٹ ہاوس میں قیام کا انتظام کیا یہاں تمام عملہ بھی نہایت خلوص کا اظہار کرتے ہوئے حاجیوں کی سہولتوں کا خیال کیا اور سبھی مشفقانہ کردار ادا کیے۔ اب صبح ہو چکی تھی۔ امّی جان نماز فجر کی ادائیگی کے بعد اس نیک بندہ کے حق میں ہزار ہا دعائیں کر رہی تھیں۔ چونکہ گاڑی مقام واردات پر ہی ٹھہری ہوئی تھی۔

بڑے بھائی پولیس کے ہمراہ گاڑی لے کر آگئے گاڑی کو زبردست ٹکر کی وجہ سامنے کا حصہ ریڈیٹر کافی متاثر ہو چکا تھا اور دروازہ جو کہ خود بخود کھل کر ہماری جان کی حفاظت کیا ٹوٹ چکا تھا۔ قطر کے پولیس والوں کی نگرانی میں ساری کاروائی عمل میں آئی اس طرح گاڑی کی مرمت تک تین دن یہاں قیام کرنا پڑا۔

سعودی عرب کے قانون کے مطابق مخصوص تاریخ کے اندر داخل ہو جانا ضروری رہتا ہے اب حرف دو دن باقی تھے۔ گاڑی بھی تیار ہو گئی اور پھر سے امّی جان کی اجازت حاصل کر کے سفر شروع کیے۔ جانے سے پہلے قطر کے ان تمام عملہ کا جنھوں نے قدم قدم پر ہمدردی و رہنمائی کی۔ اور سب سے بڑھ کر نیک صفت انسان کا جس کی مدد نے ہمیں دوبارہ سفر شروع کرنے کا اہل بنایا۔ ایسے نازک وقت میں ہماری مدد فرما کر انسان نوازی و انسان دوستی کا مظاہرہ کیا جس کی بدولت حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ بے حد شکریہ ادا کیا اور یہاں سے روانہ ہوئے۔ حج کے موقع پر امّی جان بالخصوص اُن تمام کے حق میں دعائیں کرنے کی سختی سے تاکید فرمائی۔ جنھوں نے حاجیوں کو اپنا مہمان تصور کرتے ہوئے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی میں اپنی زندگی کی کامیابی و ترقی کو اپنا مقصد بنایا۔ اللہ رب العزت اور رسول اللہ صلی اللہ و سلم کا کرم ہے کہ اتنے بڑے حادثے کے باوجود بھی صحیح و سلامت حج کی زیارت نصیب ہوئی امّی جان اپنے چھ نکاتی ہدایتوں میں ایک اور اضافہ کرتے ہوئے واپسی پر یعنی رات میں گاڑی نہ چلانے سختی سے تاکید کی۔

الحمد اللہ ہمارا حج ہو گیا اور ہم واپس اپنے شہر راس الخیمہ آگئے ہیں اور اب اس کو بھی ایک طویل عرصہ بیت چکا لیکن ان قطری مہمان نوازوں کی مہر و محبت اور حاجیوں کے ساتھ حسن سلوک اور خلوص و محبت اور مہمان نوازی ایسی کہکشاں بن چکی جو ہمیشہ ہماری یادوں کے افق پر ضیا بار رہے گی۔

# حج: اسلام کی عظیم عبادت اور روحانی سفر: محمد نیر عالم

## تعارف

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسان کو زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں "حج" کو ایک عظیم مقام حاصل ہے۔ حج اسلام کا پانچواں رکن ہے اور ہر اُس مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے جو جسمانی، مالی اور سفری استطاعت رکھتا ہو۔ یہ صرف ایک عبادت یا سفر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے قرب، روحانی پاکیزگی، صبر، قربانی اور عاجزی حاصل کرنے کا ایک عظیم ذریعہ ہے۔ حج انسان کے دل کو دنیاوی لالچ، غرور اور نفرت سے پاک کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت اور انسانیت کے جذبے سے بھر دیتا ہے۔ ہر سال دنیا کے مختلف ملکوں، زبانوں اور قوموں سے تعلق رکھنے والے لاکھوں مسلمان Masjid al-Haram میں جمع ہو کر ایک ہی رب کے سامنے جھکتے ہیں۔ یہ منظر اسلام کے اتحاد، مساوات اور بھائی چارے کی سب سے خوبصورت مثال پیش کرتا ہے۔

حج کی فرضیت اور اہمیت

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں حج کی فرضیت کو واضح انداز میں بیان فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا

"اور لوگوں پر اللہ کے لیے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے، جو وہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔"

—سورۂ آلِ عمران: ۹۷

یہ آیت اس بات کو واضح کرتی ہے کہ حج ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ حج انسان کو اللہ تعالیٰ کی بندگی، تقویٰ، صبر اور عاجزی کا درس دیتا ہے۔ جب تمام حاجی احرام کی سادہ سفید چادریں پہن لیتے ہیں تو امیر و غریب، بادشاہ و فقیر اور کالے و گورے کا فرق ختم ہو جاتا ہے۔ ہر شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے برابر کھڑا ہوتا ہے۔ احرام انسان کو

یہ احساس دلاتا ہے کہ ایک دن سب کو دنیا چھوڑ کر اپنے رب کے سامنے حاضر ہونا ہے، اسی لیے حج انسان کے دل سے غرور نکال کر عاجزی پیدا کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ

"جس نے اللہ کے لیے حج کیا اور گناہوں سے بچا رہا، وہ ایسا لوٹتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہو۔"

— صحیح البخاری

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ حج گناہوں کی معافی، روحانی پاکیزگی اور نئی زندگی کا عظیم ذریعہ ہے۔

حج کی تاریخی ابتدا

حج کی تاریخ حضرت ابراہیمؑ، حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیلؑ کی عظیم قربانیوں سے جڑی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ وہ اپنی اہلیہ حضرت ہاجرہؓ اور اپنے ننھے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو ایک ویران صحرا میں چھوڑ آئیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بڑا امتحان تھا، لیکن انہوں نے مکمل ایمان اور صبر کے ساتھ اللہ کے حکم کو قبول کیا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کو خانۂ کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ

"اور جب ابراہیم اور اسماعیل اس گھر کی بنیادیں اٹھا رہے تھے۔" —سورۂ بقرہ: ۱۲۷

یہ واقعہ انسان کو سکھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے مکمل اطاعت اور قربانی ہی حقیقی ایمان ہے۔

حضرت ہاجرہؓ اپنے بیٹے کی پیاس بجھانے کے لیے صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان دوڑتی رہیں۔ ان کی اسی کوشش کی یاد میں آج بھی حاجی صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللّٰهِ

"بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔"

—سورۂ بقرہ: ۱۵۸

حضرت ہاجرہؓ کی بے مثال قربانی اور اللہ تعالیٰ پر کامل یقین کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے زمزم کا مبارک چشمہ جاری فرمایا، جو آج بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عظیم نشانی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ

"زمزم کا پانی جس نیت سے پیا جائے، وہی فائدہ دیتا ہے۔"

— سنن ابن ماجہ

حج کے اہم ارکان اور اعمال

حج کے دوران مسلمان مختلف اہم عبادات انجام دیتے ہیں، جن میں احرام، طواف، سعی، عرفات میں قیام، مزدلفہ میں رات گزارنا، جمرات کو کنکریاں مارنا اور قربانی شامل ہیں۔ ان تمام اعمال میں گہری روحانی حکمت پوشیدہ ہے۔ طواف انسان کو یہ درس دیتا ہے کہ اس کی زندگی کا اصل مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات ہونی چاہیے۔ سعی حضرت ہاجرہؓ کے صبر، امید اور اللہ پر بھروسے کی یاد دلاتی ہے۔ مزدلفہ میں کھلے آسمان کے نیچے رات گزارنا انسان کو سادگی اور آخرت کی یاد دلاتا ہے، جبکہ جمرات پر کنکریاں مارنا اس بات کی علامت ہے کہ مسلمان کو ہمیشہ شیطان اور برائی کے خلاف جدوجہد کرتے رہنا چاہیے۔

حج کا سب سے اہم رکن میدانِ عرفات میں قیام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْحَجُّ عَرَفَةُ

"حج عرفات ہے۔"

—جامع الترمذی

عرفات کا میدان انسان کو قیامت کے دن کی یاد دلاتا ہے، جب پوری انسانیت اللہ تعالیٰ کے سامنے جمع ہو گی۔ حاجی وہاں کھڑے ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، آنسو بہاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ

"سب سے بہترین دعا عرفات کے دن کی دعا ہے۔"

—جامع الترمذی

قربانی کا عظیم پیغام

قربانی کا عمل حضرت ابراہیمؑ کی عظیم اطاعت اور اللہ تعالیٰ سے محبت کی یاد دلاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کا حکم دیا تو انہوں نے فوراً اس حکم کو قبول کیا۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ

"بے شک یہ ایک کھلا امتحان تھا۔"

—سورۂ صافات: ۱۰۶

یہ واقعہ ہمیں سکھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

حج اور اخلاقی تربیت

حج انسان کی صرف ظاہری عبادت نہیں بلکہ اس کے اخلاق اور کردار کی اصلاح بھی کرتا ہے۔ اسلام نے حج کے دوران جھگڑا، بدکلامی، گناہ اور برے اعمال سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ

"حج میں نہ گناہ کی بات ہو، نہ برائی اور نہ جھگڑا۔"

—سورۂ بقرہ: ۱۹۷

حج انسان کو صبر، برداشت، نرم مزاجی اور اچھے اخلاق اپنانے کی تعلیم دیتا ہے۔ لاکھوں انسانوں کے درمیان رہتے ہوئے حاجی دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنا اور مشکلات میں صبر کرنا سیکھتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الصَّبْرُ ضِيَاءٌ

"صبر روشنی ہے۔"

— صحیح مسلم

حج اور امتِ مسلمہ کا اتحاد

حج پوری امتِ مسلمہ کو اتحاد اور مساوات کا عظیم پیغام دیتا ہے۔ دنیا کے مختلف حصوں سے آنے والے مسلمان ایک ہی لباس میں، ایک ہی آواز میں "لبیک اللھم لبیک" پکارتے ہیں۔ اس موقع پر رنگ، نسل، زبان اور قومیت کا ہر فرق ختم ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى أَعْجَمِيٍّ وَلَا لِأَعْجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ إِلَّا بِالتَّقْوَى

"کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں، سوائے تقویٰ کے۔"

یہ اسلام کی عالمگیر مساوات اور بھائی چارے کا عظیم پیغام ہے۔

حج کے روحانی اثرات اور بعد کی زندگی

جو شخص سچے دل کے ساتھ حج ادا کرتا ہے، اس کی زندگی میں ایک نئی روحانی روشنی پیدا ہو جاتی ہے۔ حج انسان کے دل کو پاک کرتا ہے، اس کے ایمان کو مضبوط بناتا ہے اور اسے نیکی کے راستے پر چلنے کی ترغیب دیتا ہے۔ حج کے بعد انسان کو چاہیے کہ وہ نماز کی پابندی کرے، قرآنِ مجید کی تلاوت کرے، والدین اور غریبوں کے حقوق ادا کرے، جھوٹ اور گناہوں سے بچے اور اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ

> "اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔"

—سورۂ الحجرات: ۱۳

نتیجہ

آخر میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ حج اسلام کی ایک عظیم عبادت، روحانی تربیت اور امتِ مسلمہ کے اتحاد کا عالمی اجتماع ہے۔ یہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی بندگی، صبر، قربانی، تقویٰ، مساوات، بھائی چارے اور انسانیت کا درس دیتا ہے۔ حج انسان کے دل کو پاک کرتا ہے، اس کے ایمان کو مضبوط بناتا ہے اور اسے نیکی اور بھلائی کی راہ پر چلنے کی ترغیب دیتا ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ حج کی اصل روح کو سمجھے اور اپنی زندگی کو قرآن و سنت کے مطابق گزارنے کی کوشش کرے، کیونکہ یہی حقیقی کامیابی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا راستہ ہے۔

محمد نیر عالم جماعت ۱۱
قرطبہ، کشن گنج، بہار

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810